

مُعْتَمَدَاتِ مُصْطَفَا  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



پروفیسر محمد اکرم مدنی



# معمولاتِ مصطفیٰ

صوفی محمد اکرم مدنی

ایم۔ اے اسلامیات۔ فاضل عربی

بنک کارنر زمین بازارِ جہلم

فون نمبر۔ ۲۸۸۵

297-9921

628 م

اشاعت 143589

جولائی 2001

اہتمام --- شاہد حمید

کمپوزنگ --- ۱۲۳۵۸۹

پروف ریڈنگ --- چوہدری محمد اشرف بوڑا جنگل

مطبع --- فرینڈز پرنٹرز جہلم

ہدیہ --- روپے صرف

### مراکز فروخت

کتب خانہ شان اسلام اردو بازار لاہور

عوامی کتاب گھر اردو بازار لاہور

حیدر پبلی کیشنز ۳۸ اردو بازار لاہور

دعا پبلی کیشنز ۲۵ سی لوئر مال لاہور

عمر سنز قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

کتب خانہ خورشید یہ اردو بازار لاہور

الحمد پبلی کیشنز پرانی انارکلی لاہور

گوہر پبلی کیشنز ۶۳ راوی روڈ لاہور

۵  
فہرست  
عنوان

صفحہ

۱۔ فضائل سید المرسلین

۲۱

فصل اول : قرآنی فضائل

۲۲

فصل دوم : سابقہ کتب آسمانی میں مذکورہ فضائل

۳۲

فصل سوم : مشکوٰۃ شریف سے ماخوذ فضائل

۳۹

۲۔ نقشہ آخرت

۴۵

۱۔ موت

۴۶

۲۔ عذاب قبر

۴۹

۳۔ قیامت

۵۲

۴۔ میدان محشر

۵۵

(ا) میدان محشر میں مسلمانوں پر خصوصی عنایات

۵۶

(ب) دیدارِ الہی

۵۸

(ج) میدان محشر میں حوضِ کوثر

۵۹

(د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ

۵۹

(س) مسلمانوں کی شفاعتِ صغریٰ

۶۳

(س) پل صراط

۶۴

(ش) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میدان محشر میں مصروفیات

۶۵

۵۔ جنت

۶۶

فصل اول : قرآن کے پیش فرمودہ جنت کے مناظر

۶۶

فصل دوم : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربانی جنت کی بہاریں (مشکوٰۃ شریف)

۷۰

صفحہ تیس کہنی

۳۸۵

صفحہ	عنوان	باب
۷۷	جہنم	۶
۷۷	جہنم کا قرآنی نقشہ	فصل اول
۷۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ نقشہ جہنم	فصل دوم
۸۳	دنیا کی حقیقت (نگاہ رسالت میں)	۳

## حصہ دوم

۹۱	حلیہ مبارک، رفتار	۴
۹۸	لباس مبارک	۵
۱۰۵	آرائش و زیبائش	۶
۱۰۵	تیل لگانا اور ننگھی کرنا	
۱۰۶	بال تراشنا اور سنوارنا	
۱۰۷	خوشبو لگانا	
۱۰۷	سرمہ لگانا	
۱۰۸	آئینے کا استعمال	
۱۰۸	ناخن ترشوانا	
۱۰۹	ہندی اور خضاب	
۱۱۰	سفید بالوں کی فضیلت	

## ۷۔ اندازِ بیان

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۶

گفتگو

خطابت

بیان کی اثر آفرینی

صفحہ

عنوان

باب

۱۱۷

مزاج اور خوش طبعی

۱۱۹

۸۔ ادبِ مجلس

۱۲۲

۹۔ مساوات

۱۲۵

۱۰۔ متعلقاتِ بشری

۱۲۵

۱۔ کھانا

۱۳۲

۲۔ مشروبات

۱۳۶

۳۔ قضاءِ حاجت

۱۳۷

۴۔ سونا اور جاگنا

۱۴۲

۵۔ پھینک اور جمائی

۱۴۴

۶۔ مباشرت

۱۴۶

۷۔ شادی مبارک۔ ازواجِ مطہرات

۱۴۸

(ا) مہر

۱۴۸

(ب) ولیمہ

۱۵۰

(ج) اہل و عیال سے محبت آمیز بے تکلفی

۱۵۳

(د) گھریلو سامان

۱۵۳

(س) رقتِ قلبی

۱۵۴

۸۔ تفریحات

۱۵۷

۱۱۔ اخلاقِ حسنہ

۱۵۹

بچوں سے شفقت

۱۶۰

بزرگوں کا احترام

۱۲۔ سماجی رابطہ

۱۴۰	۱۔ سلام
۱۴۰	۲۔ مصافحہ و معافقہ
۱۴۱	۳۔ عبادت
۱۴۳	۴۔ تعزیت
۱۴۴	۵۔ استیذان
۱۴۵	۶۔ حقوق العباد

۱۳۔ عبادات

۱۴۶	۱۔ وضو
۱۴۶	۲۔ مسواک
۱۶۰	۳۔ غسل
۱۶۱	۴۔ الصلوٰۃ
۱۶۲	(ا) ادائیگی نماز
۱۶۳	(ب) رکوع
۱۶۵	(ج) سجدہ
۱۶۵	(د) قعدہ
۱۶۶	(س) سلام
۱۶۶	(س) دُعا
۱۶۹	(ش) جماعت اور ذکر
۱۸۰	(ص) سنتوں کی فضیلت
۱۸۰	(ض) وتر اور نماز تہجد
۱۸۱	(ط) رات میں رحمتِ خداوندی



صفحہ	عنوان	باب
۱۸۱	شبِ برأت کو خصوصی انعامات	(ظ)
۱۸۲	دیگر نفل نمازیں: صلوٰۃِ ضحیٰ، اشراق، تسبیح	(ع)
۱۸۳	جمعۃ المبارک	(ف)
۱۸۳	۱- یومِ جمعہ کے فضائل	
۱۸۳	۲- ترکِ جمعہ پر وعید	
۱۸۵	۳- نمازِ جمعہ کا ثواب	
۱۸۵	۴- ادائیگی جمعہ کا طریقہ	
۱۸۶	(ق) عیدین کی نماز اور فضائل	
۱۸۶	(ل) شہبانی	
۱۸۶	(م) نمازِ کسوف و خسوف	
۱۸۶	(ن) نمازِ استسفار	
۱۸۶	۵- اذان	
۱۸۸	(۱) اذان دینے والے کی فضیلت	
۱۸۹	۶- مسجد کی قدر و منزلت	
۱۹۳	۷- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تلاوت	
۱۹۳	(۱) فضائلِ تلاوتِ قرآن	
۱۹۴	۸- روزہ	
۱۹۴	(۱) فضائلِ روزہ	
۱۹۴	(ب) روزے میں معمولاتِ نبوی	
۱۹۸	(ج) عورتوں کے لئے ہدایت	
۱۹۹	(د) روزہ کے فوائد	
۱۹۹	(س) یومِ عاشورہ کی فضیلت	
۲۰۰	۹- اعتکاف	
۲۰۱	۱۰- زکوٰۃ	

صفحہ	عنوان	باب
۲۰۲	حج و عمرہ	۱۱
۲۰۳	(ک) اہمیت	
۲۰۳	(ب) طریقہ ادائیگی حج	
۲۰۸	۱۲- جہاد	
۲۰۹	(ک) سفر جہاد	
۲۱۲	(ب) غزوات و سرایا	

### ۱۳- اُوراد

۲۱۳	۱- استغفار
۲۱۵	۲- افضل کلمات
۲۱۷	۳- اللہ کے نام کا ذکر اور ذکر
۲۱۸	۴- نفی اور اثبات کا ذکر
۲۱۹	۵- اللہ کی رحمت کی انتہا

### ۱۵- مسنون دُعائیں

۲۱۹

### ۱۶- متفرقات

۲۲۶

### ۱۷- سیرت ایک نظر میں

۲۳۲

### ۱۸- خاندانی معلومات

۲۳۶



# انتساب

اپنے قارئین کے نام جن کے  
حوصلہ افزا خطوط میری کتابوں  
کی تعداد میں اضافہ کرتے گئے۔

صوفی محمد اکرم مدنی

دردِ عالم  
زیر دستِ رحمت

آپ کی پسندیدہ

اسلامی، تاریخی اور ادبی کتابوں کی خرید پر

زیر دستِ رحمت

ایک بار تشریف لائے  
بار بار آنے کے لئے

بک کار زمین بازارِ جہلم  
فون نمبر — ۲۸۸۵

## مقدمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَا بَعْدُ  
اللہ تعالیٰ کا کروڑوں شکر و حمد جس کی توفیق سنہ سے زیر نظر کتاب "معمولات مصطفیٰ"

کو مرتب کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی  
پیش کی گئی ہے تاکہ اہل محبت اسے نھضت راہ بنا سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم  
پر چلنا ہی آپ کی پیروی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا اعزاز گراں حاصل ہوتا ہے۔

ویسے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر بے شمار کام ہوا ہے۔ چنانچہ  
صفحات کی کتابوں سے لے کر ضخیم جلدوں تک اصحاب ذوق کی تشنگی کو بجھانے کے لیے

مواد موجود ہے لیکن میرے خیال میں جس پہلو کو زیادہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے وہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا عملی پہلو ہے۔ جو بلاشبہ ہمارے لیے روشنی کا بینار ہے۔ میں

نے سیرت طیبہ کا یہی درخشندہ پہلو انتخاب کیا ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
محبوب ادائیں ہیں۔ پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور کی نشاندہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے طرز عمل کے ساتھ ساتھ میں نے فرامین کو بھی شامل کیا ہے کیوں کہ ہمارے امام اعظم  
ابو حنیفہ آپ کے قول مبارک کو فعل شریف پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل سنت نہیں ہے بلکہ بعض آپ کی خصوصیات ہیں جو امت کے لیے  
ممنوع ہیں۔ مثلاً چار سے زیادہ بیویاں رکھنا۔ نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنا وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو مکمل، تابندہ اور نور ہدایت بخشنے والا ہے

آپ کے اخلاق دیکھیں تو خلق عظیم کی جھلک نظر آتی ہے۔ اطوار کو دیکھا جائے تو حسن ادا

سے مزین ہیں۔ عادات مطہرہ پر نظر ڈالی جائے تو نفاست اور اعلیٰ ذوق کی آئینہ دار ہیں۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا۔

بَلَّغُ الْعُلَا بِحَمَالِهِ  
كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ  
وہ اپنے کمال سے بلندی پر پہنچے  
اندھیرے کو جمال سے دور فرمادیا  
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ  
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ  
ان کی ہر عادت ہی اچھی ہے  
ان پر اور ان کی اولاد پر درود بھیجو

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو جامعیت پائی جاتی ہے وہ کسی اور نبی کی زندگی میں مفقود نظر آتی ہے۔ کوئی حاکم ہو یا محکوم، امیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بوڑھا، مجرد ہو یا شادی شدہ۔ ہر آدمی کیلئے ہی ان کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو تجلیات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور نہ ہو۔ یہی وہ روشن حقیقت ہے جس کا بیان اللہ کریم نے یوں بیان فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(البتہ تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اتنی پیاری اور دلنواز ہے کہ جو بھی انہیں اپناتا ہے دین و دنیا میں شاد کام ہو جاتا ہے پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنا تاج محبوبیت اس کے سر پر سجادیتے ہیں اور ساتھ بخشش کا سرٹیفکیٹ بھی عطا فرماتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

اے میرے محبوب فرمادیتے ہیں کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع

کر و پھر اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔

یہ کام کوئی مشکل نہیں۔ بہت آسان ہے اور بہت ہی آسان۔ پس اگر اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے تو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو اپناتے چلے۔ اپنی پوری زندگی کو اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھال لیجئے۔ اپنا کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ عادات۔ معمولات، عبادات اور اخلاقیات کو ان کی نورانی کمرے سے منور کر لیجئے اور اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو عبادت اور لازوال بنا لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ میری اس ساری کوشش کا مقصد صرف یہی ہے کہ ہر وہ آدمی جس کا دل محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو اور آپ کے نورانی طریقوں پر چلنے کی امنگ رکھتا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو سینے سے لگانے اور ان کی ناپسند سے بچنے کا شوق رکھتا ہو اس کے لیے ایک ایسی مختصر اور جامع کتاب مرتب کر دی جائے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان پر اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ جگمگا اٹھے۔ اس کام کو شروع کرنے سے قبل میرا یہی خیال تھا کہ مشکوٰۃ شریف سے فوراً کتاب اخذ کر لوں گا اور میرے لیے یہ چند ہفتوں کا کام ہے۔ لیکن جب عملی طور پر اسے ہاتھ لگایا تو پھر محسوس ہوا کہ یہ لتنا و سبغ کام ہے اور سیرت نگار اپنی انتھک اور لانا تھا کوششوں کے باوجود اس نتیجے پر کیوں پہنچتے ہیں کہ۔

حق یہ ہے کہ حق ادا نہیں ہوا

بلاشبہ یہ جملہ حق ہے کہ سیرت نگار کبھی بھی اپنے دل کی حسرت نہیں مٹا سکتا۔ حضورؐ کی حیات طیبہ انوار کا سمندر ہے اس کی ہر لہر ہی سمندر ہے۔ میں نے اس سمندر سے صرف ایک لہر "معمولات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کا انتخاب کیا تھا اور جب میں نے اسے روشن کرنا چاہا تو اس کا ہر قطرہ سمندر بن گیا۔ بڑی مشکل سے دامن انحصار تھا مگر پھر بھی کتاب توقعات سے زیادہ ضخیم ہو گئی۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مُعْتَبَرٌ  
مُصْطَفَى

صُوفِي مُحَمَّدٌ اَكْرَمُ اُمَّةٍ  
اِيَّاهُ اِسْلَامِيَّةٌ تَعْمَلُ عَرَبِي

کتاب پر شب و روز سے محنت جاری ہے تقریب  
آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔



## کچھ کتاب کے بارے میں:

میں نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ فضائل سید المرسلین نقشہ آخرت اور دنیا کی حقیقت پر مشتمل ہے۔ فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دو مقاصد کے لیے درج کیے۔ ایک تو یہ کہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا مقام ہے۔ قرآن حکیم اور سابقہ کتب شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس طرح نغمہ سنج ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کو کس طرح دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کر دیا ہے۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ جب لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جان لیں گے تو آپ سے محبت کریں گے اور محبت کرنے سے اتباع مصطفیٰ آسان ہو جائے گا نقشہ آخرت اس لیے مرتب کیا کہ لوگوں کا مہموم تصور آخرت یقین محکم میں بدل جائے۔ موت، قبر، حشر، جنت و دوزخ کا واضح نقشہ دیکھ لینے کے بعد آدمی اپنی زلیست ناپائیدار کے لیے نیکی کا راستہ منتخب کرے دنیا کی حقیقت اس لیے سپر و قلم کی کہ قارئین کو علم ہو جائے کہ یہ دنیا جس کی رنگینیوں پر وہ دل و جان سے فریفتہ ہو چکے ہیں اور جس کی ایک لذت کی خاطر وہ ایمان جیسی دولت ضائع کر لے ہیں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے، بالکل عارضی ہے، کھیل ہے، مشغولہ ہے اور دھوکہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے کہ دنیا کی حرص و آرزو رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنے ذلیل ہیں۔

دوسرا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، لباس مبارک، آرائش و زیبائش اخلاق حسنہ۔ عبادات اور معمولات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ یہی حصہ کتاب کا اصل مقصود ہے ہر مسلمان کے لیے رحمتوں، مسرتوں، بخششوں اور رفعتوں کا پیام ہے۔ انشاء اللہ اس حصے پر جو بھی عمل کرے گا اللہ کے نزدیک مقبول و محبوب ہو جائے گا۔

اس حصے کے آخر میں ایک چھوٹا سا باب ”سیرت ایک نظر میں“ شامل کیا ہے جو کہ بہت معلوماتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ کے نشیب و فراز اور احوال چند لمحات میں آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نسبی معلومات بھی مہیا کی گئی ہیں یہ سب کچھ میرے رب کی مہربانی و توفیق حسنہ سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

یا الہی تیری بارگاہ عالیہ میں عرض پرداز ہوں کہ میری اس کوشش کو قبول فرما لینا جو آدمی بھی اس کو پڑھے یا سنے اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع محبت فروزاں فرما دینا۔ اور ہم سب پر اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسان فرما دینا۔ آمین۔

بِحَاہِ ظَنِّهِ وَ لَيْسَ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهِ  
وَ اَصْحَابِهِ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ اللّٰهِ صَلَوةً دَائِمَةً يَدُ وَاوْمِ  
مَلِكِ اللّٰهِ ۔

حصہ اول



## فضائل سید المرسلین

سید الانبیاء مالکِ دوسرا شفیعِ روزِ جزا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی وہ ذات ستودہ صفات ہے جو محبوبِ نبی کائنات کے اعزاز سے نوازی گئی۔ وہی تمام انبیاء و رسل میں خلعتِ انتخاب پہن کر مطلوب و محبوب بنے ساری کائنات کیلئے رسولِ رحمت اور طبیبِ قلوب بنے۔ ان کے سر پر ہی لَوْحُكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کا تاج سجا۔ انہی کے نور کی تعظیم کے لیے ملائکہ سرافگندہ ہوئے۔ ان ہی کے ظہور کے لیے بزمِ کائنات سجا۔ وہی مقصودِ کائنات ہیں اور مبداءِ کائنات۔ ان کی شانِ رسالت کا یہ عالم ہے کہ سید المرسلین ہیں۔ ان کی رحمت کا یہ حال ہے کہ رحمتہ للعالمین ہیں۔ شانِ شفاعت یہ ہے کہ شفیعُ المذنبین ہیں۔ اس لیے سب انبیاء و رسل ان ہی کا کلمہ پڑھتے اور تعریفیں سناتے رہے ہیں۔ اپنے متبعین سے ان کی اطاعت کا عہد لیتے رہے ہیں۔ اس طرح دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا پرچار اللہ تعالیٰ اپنی بہترین مخلوق انبیاء سے کروانا رہا ہے۔ اب ان کی شانِ محبوبیت کا بھر پور مظاہرہ میدانِ محشر میں ہونے والا ہے جب اولین و آخرین ٹہریلب کھڑے ہوں گے تو ان کی ہی جلیشِ لب سے سب کی مشکل کشائی ہوگی۔ سبھی آپ کی تعریف کریں گے اور یہی مقام محمود ہے۔ سابقہ انبیاء کی تعلیمات کو دنیا سے تقریباً ناپید ہو گئی ہیں وحی الہی کو بھی محرف کر دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود جہاں کہیں کلام الہی کے آثار ملتے ہیں اور انبیاء کا کلام بگاڑ سے پاک نقل ہوتا ہے تو وہاں نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ملتی ہے۔ اس کے چند نمونے آپ اسی باب کی فصل دوم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس وقت اہل دنیا کے پاس کلام الہی کا صرف ایک اور آخری صحیفہ ہی رہ گیا ہے جو قرآن پاک کے نام سے موسوم ہے اور جس کی حقانیت کے سامنے سب اپنے پرے تسلیم خم کر چکے ہیں۔ یہ صحیفہ آسمانی بھی مدحتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین نظر آتا ہے اہل نظر تو کہتے ہیں کہ یہ اول سے آخر تک نعمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ لیکن اگر ہمیں نظر نہ بھی آئے تو اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں فرمائی ہیں۔ جن میں سے چند قلمبند کر رہا ہوں۔ ان آیات کو پڑھ کر ایک طرف عبد محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کمال کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف ان کمالات کو بخشنے والے کی شانِ کرمی اور بندہ پروری دیکھ کر آدمی بے ساختہ سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے لیجئے قرآنی فضائلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فصل اول میں ہیں۔ سابقہ کتب میں بیان فرمودہ فضائل کی ایک بھلی فصل دوم میں ہے اور فصل سوم احادیث نبوی پر مشتمل ہے۔

## فصل اول

۱۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

شرح: مفسرین فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احد صفاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم متفرق اور منتشر طور پر بیان ہوئی تھیں ان سب کو اس آیت میں یکجا کر دیا گیا ہے اس آیت میں حسنِ محمدی اور جمالِ احمدی کی ساری رعنائیاں اور دلربائیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اس آیت میں تین الفاظ غور طلب ہیں اَمْرُسَلُّنَاكَ میں لفظ رسالت (۲)، لفظ رحمت اور (۳) لفظ عالمین۔ ان کی مختصر تشریح کرنے کے بعد پھر وہ فضائل ضبط تحریر میں لائے ہیں جو اس میں جگمگا رہے ہیں۔

لہٰذا روح البیان میں ایک درویش کا ایسا نقل کیا گیا ہے۔

۱۲۳۵۸۹

رسالت کے معنی ہیں پیغامِ رسانی۔ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد رسالت؛ اللہ کا پیغام مخلوق تک پہنچانا ہے۔ رسالت ایک منصب ہے جس کے

تین مرتبے ہیں (۱) نبوت (۲) رسالت (۳) مرسلیت۔ یہ تینوں بہت اعلیٰ مناصب ہیں جس کھان میں سے ایک بھی مل جاتا ہے وہ باقی مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہو جاتا ہے۔ ان مناصب میں مرسلیت کی شان سب سے اونچی ہے۔

منصب تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) وحی (۲) عطائی (۳) کسبی۔ وحی وہ جو محض عنایتِ ربانی سے مل جائے جس پر نگاہِ انتخاب پڑ جائے اسے ہی نواز دیا جائے اس میں کمائی یا سفارش کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ یہ عالمِ ارواح میں دیا جاتا ہے دنیا پر نہیں ملتا۔ عطائی منصب وہ ہے جو کسی کی سفارش سے مل جائے یا وحی منصب والا کسی کو عطا کرے۔ کسبی منصب وہ ہے جو کمایا جائے جتنی محنت اتنا ثمر۔

نبوت رسالت مرسلیت سب وہی منصب ہیں۔ ان کا کمائی سے کوئی تعلق نہیں جس کو یہ منصب ملے۔ عالمِ ارواح میں ملے۔ جسے مل گئے اس سے چھپنے نہیں۔ یہ خوش قسمت افراد عالمِ ارواح میں بھی نبی، باپ کی پشت میں بھی نبی، ماں کے رحم میں بھی نبی، بچپن میں بھی نبی (خواہ اسکا اعلان کتنی ہی دیر سے کیوں نہ ہو) جوانی اور بڑھاپے میں بھی نبی اور عالمِ برزخ میں بھی نبی ہوتے ہیں۔ ان سب کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ لیکن نبی اپنا قانون نافذ نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے تبلیغ کا حکم ہوتا ہے۔ وہ کسی سابقہ رسول کی پیروی کرتا ہے۔ انبیاء کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ رسول صاحبِ شریعت ہوتے ہیں اور تبلیغ کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد ۳۱۳ ہے اور یہ باقی انبیاء سے افضل ہیں۔ مرسل صاحبِ شریعت صاحبِ کتاب اور صاحبِ امت ہوتے ہیں ان کی تعداد صرف ۴ ہے اور یہ رسولوں سے افضل ہیں (۱) حضرت موسیٰ (۲) حضرت داؤد (۳) حضرت عیسیٰ (۴) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں میں سے آخری سید المرسلین یعنی مرسلین کے بھی سردار ہیں۔ ان کی شریعت تمام سابقہ شریعت اور ادیان

کی ناسخ ہے۔ اب اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔  
یہاں ایک عجیب و لطیف لفظ ہے دیکھو انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار اور  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار، رسولوں کی تعداد ۳۱۳ اور صحابہ  
بدر کی تعداد بھی ۳۱۳، رسولوں کی تعداد ۴ تو خلفائے راشدین کی تعداد بھی ۴۔ رسولوں میں سے ایک  
سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ تو خلفائے راشدین میں ایک سید الخلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ۔  
جیسے انبیاء باقی مخلوق سے افضل ہیں اسی طرح حضورؐ کے ۳۱۳ صحابہ امت سے افضل  
ہیں جس طرح رسول انبیاء سے افضل ہیں اسی طرح ۳۱۳ بدری صحابہ باقی صحابہ سے افضل  
ہیں۔ جیسے مرسلین رسولوں سے اعلیٰ ہیں خلفائے راشدین بدری صحابہ سے افضل ہیں۔ پھر  
رسولوں پر جیسی فضیلت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ایسے ہی باقی خلفاء حضرت  
ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت رکھتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

اس ساری بحث کی روشنی میں رسالت کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ یہ مخلوق کا بلند ترین  
منصب ہے جو خوش قسمت افراد کو وہی طور پر عطا ہوتا ہے۔ رسالت کے ماتحت جتنا علاقہ  
اور جو جو مخلوق کر دی جاتی ہے ان سب پر رسول کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد  
خداوندی ہے وَمَا آتَاكُم مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (سورۃ نسا) ہم نے کوئی  
رسول نہ بھیجا مگر صرف اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

رحمت و رحمت رقت، احسان و مہربانی کے مجموعے کا نام ہے لیکن رب کی رحمت میں رقت  
نہیں وہ اس سے پاک ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت دونوں  
مفہوموں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ دِينِ رِقَّتِ كَاظْمًا هُوَ۔  
بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ میں احسان و تعطف کا۔ یعنی درد مند کے درد کا احساس بھی ہے  
اور درد کا درمان بھی۔ بقول اقبالؒ



د تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے عقل غیب و جستجو، عشق حضور و اضطراب  
شکستِ منجر و سلیم تیرے جلال کی نمود فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ "میں وہ رحمت ہوں جو اللہ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ دی ہے" دوسرے موقع پر فرمایا "میں صرف رحمت بن کے آیا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا" لہذا کفار پر بددعا نہیں کروں گا۔ پھر اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا کبھی یہ نہیں کہا کہ یارب کفار کو تباہ و برباد کر دے بلکہ ہمیشہ یہی فرماتے یارب انہیں سمجھ دے یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں یا الہی ہمیں اپنے محبوب کی رحمتوں سے وافر حد عطا فرما اور اس کے لطفِ پیہم سے ہمارے دین و دنیا کے کام آسان فرما دے۔

**عالمین:** عالمین عالم کی جمع ہے جس کے معنی جہان کے ہیں۔ عالمین کی وسعت کا اندازہ یہاں سے نکایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے خود فرمایا "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" سب خوبیاں اس کو سزاوار ہیں جو عالمین کا رب ہے۔ یہاں سے اندازہ لگا لو کہ کیا شے ہوگی جو عالمین میں شامل نہ ہوگی۔

اب ساری آیت کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مختصر اچوں بیان کیے جاسکتے ہیں۔

"اے میرے محبوب! تم سب جہانوں کے رسول ہو۔ جس کا میں رب ہوں اس کے رسول تم ہو۔ عرشِ تافرش سب کچھ آپ کے احاطہ رسالت میں دے دیا ہے اس لیے میری مخلوق تیری اطاعت کرنے کے لیے بے چین رہے گی۔ تیری انگلی اٹھے گی تو مہتاب دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ تیرا اشارہ ہو جائے گا تو سورج پلٹ جائے گا تو سید المرسلین ہے اور خاتم النبیین۔ شجر و حجر تجھے سلام کریں گے۔ فرشتے تیری خدمت کو سعادت سمجھیں گے۔ صبح و شام تیرے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر صلوة و سلام پڑھا کریں گے۔ سب دین مٹ جائیں گے پر تیرا دین تابندہ رہے گا۔ سب اذکار ختم ہو جائیں گے لیکن تیرا ذکر ہمیشہ رہے گا۔ تجھے ہیں اننا ما اہم بنا بلہم کہ تو

مخلوق کی تکلیف چوبے تاب ہو جائے گا۔ کافروں کے کمر ہٹنے کی آوازیں بھی تیسری رحمت گوارا نہ کرے گی۔ کبھی امت کی یادیں سناتی رہیں گی۔ ان کی ضعیف سی چہن بھی تجھ کو گراں گزرے گی۔ ان کے گناہوں پر تیسری آنکھیں پُرم ہو کر ان کی بخشش کا سماں کرتی رہیں گی تیسری رحمتیں اتنی وسیع ہوں گی کہ اس سے سب اپنے پرانے مستغیض ہوں گے۔ جو اپنے ہیں ان کے درجات و کمالات میں اصناف ہوتا رہے گا۔ جو بیگانے ہیں انہیں مہلت توبہ ملتی رہے گی۔ اب پہلی قوموں کی طرح عذاب کی بجلیاں نہیں کوندھیں گی۔ بلکہ اب عنایاتِ خسروانہ کی بارشیں بلا انتیاز برستی رہیں گی۔

(۱۲) اِنَّا اَمْرٌ سَلْتُكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَّ سِرًا هِيَ مُنْمِيَةٌ ۝

ترجمہ: اے محبوب! ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکنا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

لفظی تشریح: شاہد: گواہ۔ مشاہدہ کرنے والا۔ حاضر

مبشر: خوشخبری سنانے والا۔ نذیر، ڈرانے والا۔ داعی: دعوت دینے والا۔

پکارنے والا۔ سراج: چراغ (سورج کو بھی کہتے ہیں)۔ منیر: چمکنا ہوا۔ چمکا دینے والا۔ مزید تفصیلات سے دامن بچاتے ہوئے اب اس گلشنِ آیت میں کھلے ہوئے فضائل کے پھولوں کو دامنِ قرطاس میں سمیٹنا ہوں۔

”اے میرے محبوب! ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ تم اذالین و آخرین کے حالات مشاہدہ فرماؤ گے اور قیامت کے دن ان سب پر گواہی دو گے۔ جب سابقہ امتیں اپنے انبیاء کے دعویٰ تبلیغ کو جھٹلا دیں گی اور تیسری امت انبیاء کی تصدیق کرے گی تو آخر میں تیسری ہی گواہی کو سند بناؤں گا۔ تیسرے دامن سے وابستہ ہوجانے والے لوگوں کو بھی امتِ وسط بنا کر لوگوں پر گواہ کر دوں گا۔ اے میرے لاڈلے محبوب! آپ میرے دیوانوں کو متردہ وصال سننے والے ہو

گنہگاروں کو رحمت و مغفرت کی بشارت دینے والے ہو۔ متقی پر ہنیزگاروں کو اجر عظیم کی خوشخبری دینے والے ہو۔ تم ظالموں اور مشرکوں کو میرے عذاب سے ڈرانے والے ہو۔ صاحب حضور کو غیبت کے عذاب سے، ہدایت یافتہ کو گمراہی کے عذاب سے خوف دلانے والے ہو۔ اے میرے حبیب! آپ لوگوں کو میری طرف دعوت دینے والے ہو۔ میں صاحب خانہ ہوں اور میں نے دسترخوان لگایا ہے اس پر ایسی نادر نعمتیں چینی ہیں کہ نہ دیکھی گئیں۔ نہ سننے میں آئیں اور نہ ہی دلوں پر ان کا شائبہ گزرا۔ تم میرے مقرب، رازدار، اور میرے حکم سے بلائے والے ہو جو آپ کی دعوت پر لبیک کہے گا اسے یہ نعمتیں کھلاؤں گا۔ جو تیری دعوت کو ٹھکرائے گا اسے دوزخ کی اتھاہ گمراہوں میں ڈال دوں گا۔ تمام عزتیں و شرافتیں تیرے لیے ہیں یا تیری اطاعت کرنے والے افراد کے لیے۔ میرے پیارے تم چمکتے ہوئے آفتاب ہو۔ باقی انبیاء ستاروں کی طرح تھے تو تم بدر کمال ہو۔ آپ خود روشن اور دوسروں کو روشن کر دینے والے ہو۔ جیسے سورج خود روشن ہوتا ہے اور باقی ستارے اس کے نور سے چمکتے ہیں ایسے ہی آپ منبہ نور ہیں اور باقی انبیاء آپ کے فیض یافتہ ستاروں کی چمک اطلاع دیتی ہے کہ سورج کہیں چمک رہا ہے۔ ایسے ہی پہلے انبیاء کی نبوتیں اور رسالتیں اس بات کی شہادت دیتی رہی ہیں کہ آفتاب نبوت درساں کہیں چمک رہا ہے۔ جیسے سورج کی روشنی کروڑہا سال کے بعد بھی کم نہیں ہوتی اسی طرح تمہارے انار بھی لہری آب و تاب سے ابد الابد تک درخشندہ رہیں گے!

اس آیت میں فضائل کا جو سمندر موجزن تھا اس کی چند لہروں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حتیٰ یہ ہے کہ حتیٰ ادا نہیں ہوا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

ترجمہ: اے میرے محبوب فرمادے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ پھر تم سے اللہ محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔

اس آیت کریمہ میں دو لفظ اتباع اور محبت تشریح طلب ہیں ان میں ایک عیب و لطیف تعلق پیدا کیا گیا ہے۔ جس کی تشریح انشاء اللہ آگے آئے گی۔ پہلے ان الفاظ کی تشریح کرتا ہوں پھر پوری آیت کریمہ کا مفہوم بیان کر دوں گا۔ اللہ کریم ہمارا حامی و ناصر ہو۔

**اتباع :** اتباع کے معنی ہیں پیچھے پیچھے آنے کسی کے نقش قدم کو حضرت راہ بنا لینا۔ بعض لوگ اتباع اور اطاعت میں فرق نہیں کرتے حالانکہ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اطاعت کے معنی فرمانبرداری کے ہیں۔ یہاں جس لفظ کو محبت سے منسلک کیا جا رہا ہے وہ اتباع ہے نہ کہ اطاعت۔ عام طور پر اطاعت اتباع پر مقدم ہوتی ہے۔

**محبت :** محبت کے معنی دل و جان سے چاہنے کے ہیں۔ انسان کے دل میں جو چیز جگہ پالیتی ہے پھر اس کے بغیر آدمی بے چین و بے تاب ہو جاتا ہے۔ یہی بے چینی و بے تابی ہی تڑپ و تاہنگ محبت کہلاتی ہے۔ یہ جس سے ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے دل میں تقصیر۔ عزت۔ وقار۔ مہربانی۔ ایثار، اطاعت اور اتباع کے جذبات موجزن کر دیتی ہے پھر جوں جوں شدت اختیار کرتی جاتی ہے توں توں اس کے متعلقات بھی پھلتے پھولتے چلے جاتے ہیں۔ یہ زیادہ تر تین وجہوں سے پیدا ہوتی ہے جنہیں محبت کے اصول کہتے ہیں۔

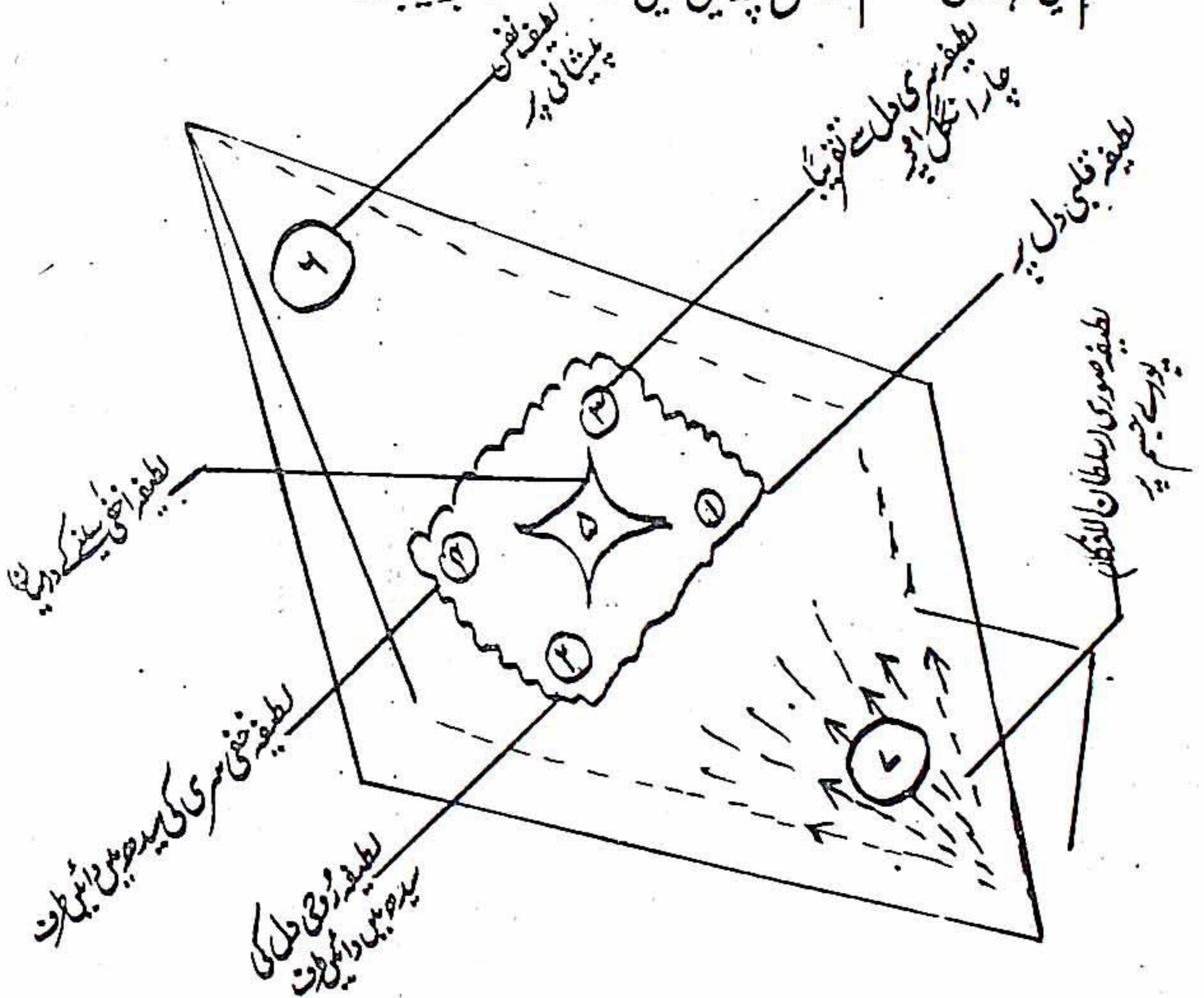
## محبت کے تین اصول

۱۔ روحانی اصول : اس اصول کا تعلق روح سے ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے روح کی مختصر سی تشریح کر دی جائے۔

**روح :** انسانی جسم دو چیزوں سے مرکب ہے (۱) روح (۲) جسد۔ جسد یہ ظاہری جسم ہے جو سر سے پاؤں تک عطا یا ئے الہی کا مظہر ہے۔ اسے ادراک کے لیے پانچ حواس دیئے گئے ہیں۔ اس جسم میں گوشت کے دو لو تھڑے دل و دماغ ایسے رکھے گئے ہیں جو اپنی ساخت، وسعت اور صفت کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال ہیں۔ ان کے افکار و تصورات

کی پرواز لا محدود ہے لیکن یہ ظاہری سب کچھ تقدیر الہی سے ملتا ہے اس میں ذاتی کسب و کمال کا تعلق نہیں ہوتا۔

جسم کا دوسرا جزو روح ہے جو جسم کی ہیبت پر ہوتا ہے۔ لیکن یہ لطیف ہے یعنی محسوس نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں زبردست کمالات رکھے ہیں اسے بھی حواسِ خمسہ سے نوازا ہے لیکن ان کے ظہور میں انسانی کوشش کا بڑا ہاتھ ہے۔ گو اس کوشش کی توفیق بھی رب کریم ہی عطا فرماتے ہیں اور بعض اوقات بغیر کوشش بھی نواز دیتے ہیں۔ یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ ہر آدمی کی روح کو پیدائشی طور پر یہ کمالات نہیں دیئے جاتے بلکہ بعد میں اپنی محنت سے اجاگر کر لے پڑتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے دو چیزوں کی اشد ضرورت پڑتی ہے (۱) مرشد کامل (۲) ذکر اللہ پہلے مرشد کامل کی نسبت حاصل کی جاتی ہے پھر اپنے ساتوں لطائف پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پانچ لطائف سینے میں چھٹا پیشانی میں اور ساتواں پورے جسم میں ہے ان کے نام اور صحیح پوزیشن ذیل کے نقشے سے سمجھ لیجئے۔



بعض لوگ مرشد کامل کا نام سن کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ جی آج کے دور میں  
مرشد کامل کہاں حالانکہ اس وہم و گمان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی امت کی مثال بارش کی طرح ہے جیسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بارش کا پہلا حصہ  
زیادہ مفید تھا یا بعد والا ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولین و آخرین بابرکت  
ہیں۔ یہ امت قیامت تک صالحین سے خالی نہ ہوگی۔ آج بھی طلبِ صادق ہو تو مرشد کامل  
کی تلاش کوئی مشکل نہیں۔ چلو اتنی جستجو نہیں تو کم از کم ذکر تو کریں جو اپنے بس کی بات ہے  
صبح و شام نماز کے بعد ان لطائف پہ اللہ کے نام کا ذکر کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لطیفے  
سے لفظ آل اٹھائیں اور عرش تک بلند کریں پھر کہہ کی ضرب اسی پر لگائیں تھوڑی دیر اس پر  
کہیں پھر ترتیب دار آگے چلتے جائیں۔ جب ساتواں لطیفہ کہ چکیں تو پھر پہلے پر آجائیں۔ اگر  
آدمی ہر روز دو مرتبہ ۵۰۰ مرتبہ اس ذکر کے لیے مخصوص کر دے تو مجھے اللہ کی رحمتوں سے  
قوی امید ہے کہ اس کا سینہ روشن ہو جائے گا۔ ساتھ درود شریف کی کثرت کریں جو لوگ زیادہ  
درود شریف پڑھتے ہیں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی نگاہِ کرم میں رکھتے ہیں۔  
اور قیامت کے دن یہ لوگ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب  
ہوں گے۔

جب آدمی تقویٰ اختیار کر لیتا ہے۔ نیکیوں سے اپنا دامن سجالے لگتا ہے۔ ذکر اللہ سے  
دل چمکانے لگتا ہے تو اللہ کی رحمتیں اس کی طرف دیوانہ وار بڑھتی ہیں۔ پھر ایک وقت آ  
جاتا ہے کہ روح اتنی قوی ہو جاتی ہے کہ پلک جھپکتے میں عرش سے پار گزر جاتی ہے پھر لطف  
کی بات یہ ہے کہ جسم سے بھی تعلق استوار رکھتی ہے۔ اس کے ادراک اتنے تیز ہو جاتے ہیں کہ  
بہاں کوئی اسے یاد کرتا ہے اسے خبر ہو جاتی ہے۔ اس کی رفتار اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ جہاں  
کا خیال آتا ہے وہاں فوراً پہنچ جاتی ہے۔ اس کے حواس ایسے بیدار ہوتے ہیں کہ ایسی چیزوں  
کو دیکھ لیتی ہے جو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ایسی آوازیں سن لیتی ہے جن سے

ظاہری سماعت عاجز ہے ایسے ذائقے چکھ لیتی ہے جن سے زبان بالکل نا آشنا ہوتی ہے ایسی خوشبوئیں سونگھ لیتی ہے جو ظاہری قوت شامعہ سے ماورا ہوتی ہیں۔ اور وہ کچھ محسوس کر لیتی ہے جسے ظاہری قوت لامسہ محسوس نہیں کر سکتی۔ آدمی بیداری میں وہ چیزیں دیکھ لیتا ہے جو باقی لوگ خواب میں دیکھتے ہیں۔ اسی کیفیت کو ہی کشف کہتے ہیں۔

یہ باتیں ضمناً آگئیں لیکن انشاء اللہ فائدے سے خالی نہ ہوں گی۔ بحث یہ ہو رہی تھی کہ محبت کا ایک اصول روحانی بھی ہے۔ یہ محبت روح کی وابستگی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے دو بڑے سبب دین اور ارادت ہیں۔ یہ اصول محبت بہت پختہ ہیں۔ جس وقت یہ محبت کامل ہو جاتی ہے تو اس کی شدت اول سے آخر تک یکساں رہتی ہے باقی سبب مجتہدیں اس پر قربان کی جاسکتی ہیں۔ یہی محبت دین کا مقصود ہے اور تکمیل ایمان کی علامت ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل ہونے نہیں ہو سکتا جب تک میرے ساتھ اپنے والدین اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

۲۔ رجمی اصول؛ محبت کا دوسرا اصول رشتوں پر استوار ہے اس کی شدت ماں باپ

بہن بھائیوں۔ بیوی اور بچوں میں پائی جاتی ہے۔ پھر جوں جوں رشتے ہٹتے جلتے ہیں اس کی شدت کم ہوتی جاتی ہے یہ اصول بھی بہت پختہ ہے۔

۳۔ نفسانی اصول؛ محبت کا تیسرا اصول نفسانی ہے یہ زیادہ تر ذاتی اغراض پر مشتمل یا حسن سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ اصول کوئی زیادہ پختہ نہیں۔ کبھی

کبھی اس میں بھی شدت آجاتی ہے لیکن زیادہ تر اس کا اثر وقتی ہوتا ہے اس اصول کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ اختیاری ہے۔

## محبت کے تقاضے

جب شجر محبت مذکورہ بالا کسی اصول پر پروان چڑھ جاتا ہے تو یہ ہمیشہ تین تقاضے

پورے کیا کرتا ہے۔

۱۔ محبت یک طرفہ نہیں رہتی۔

۲۔ محبوب کی ہر ادا اپنانے کو جی چاہتا ہے۔

۳۔ محبوب میں عیب و نقص نظر نہیں آتے۔

اگر محبت یہ تقاضے پورے نہ کرے تو سمجھ لینا چاہیے کہ محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے ابھی یہ دل کی گہرائیوں میں نہیں اتنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو یہ تقاضے ضرور پورے ہونے پائے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ایمان میں نقص کی علامت ہے۔

محبت کرنے والے کو محب کہتے ہیں جس سے محبت کی جائے اسے محبوب کہتے ہیں۔ محبوب کا کام ناز و شرفی۔ فرمائش و آزمائش ہے جبکہ محب کا کام ناز برداری، اطاعت اور امتحانات سے گزرنا ہے۔ محبت اور اتباع کی تعریف اور محب و محبوب میں فرق معلوم کر لینے کے بعد اب ہم آیت مذکورہ کی تشریح کرتے ہیں۔

اللہ کریم اپنے محبوب کی ربانی لوگوں میں یہ اعلان کروا رہا ہے اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو یعنی اللہ کو محبوب بنا کر چاہتے ہو اور خود صفِ محبان میں شامل ہونا چاہتے ہو تو یہ کام تم سے نہ ہو سکے گا۔ کیوں کہ تم میں زاری آدم ہے نہ حوصلہ نوح، ایثار ابراہیم ہے نہ تسلیم اسماعیل، صبر ایوب ہے اور نہ ضبط ذکر یسع۔ اللہ کی محبت کے تقاضے بہت شدید ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے تم پر آسانی فرمادی ہے۔ آڈ اور میرے نقش قدم پر چلو تو تم اللہ کریم کے محبوب بن جاؤ گے۔ پھر تم فرمائشیں و آزمائشیں کرو گے تو رب پوری فرمائے گا۔ تم ناز کرو گے تو وہ ناز برداری کرے گا۔ اگر تم سے کوئی کوتاہی ہو جائے گی۔ یا تم پر کوئی حکم گراں گزرے گا۔ تو وہ قانون ہی بدل دے گا۔ اگر تمہارا مقام ابراہیم کے پاس نفل پڑھنے کو جی چاہے گا تو

۱۔ رمضان کی راتوں میں رخت و سحری کھانے کی ممانعت اور حضور سے مسئلہ پوچھنے کے قبل صدقہ دینے والے

احکامات کی طرف اشارہ جو بعد میں منسوخ کر دیئے گئے۔



رب کریم سے حکماً مُصَلِّیٰ بنا دے گا۔ پھر عطاءِ ربانی اسی پر اکتفا نہیں کرے گی بلکہ تمہارے سیاہ اعمال پر قلم تکفیر بھی پھیر دے گی۔

ساری بحث کو چند الفاظ میں یوں سمیٹا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایسے محبوب اعظم ہیں کہ ان کی پیروی کرنے والا بھی اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر معمولاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتب کیا گیا ہے کہ ہر آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری اطاعت کو اپنا کر یہ اعزاز گرانقدر حاصل کرے اور اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو عبادت بنا لے۔

۴۔ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلِقٌ عَظِيْمٌ۔

بے شک آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ قرآن پاک میں جن اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی گئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کی عمیق تفسیر تھے۔ میں انشاء اللہ آگے چل کر اس پر ایک مستقل باب سپرد قلم کروں گا۔

۵۔ لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے رسول مبعوث فرمایا ہے جو ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بندے پر ان گنت احسانات فرمائے ہیں وہ خود ہی فرماتا ہے کہ ”وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (اگر تم اللہ کی نعمتیں گننے لگو تو انہیں گن نہ سکو گے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پوری کائنات پر احسانِ عظیم

۱۰۰ شانِ فاروقی کی طرف اشارہ ہے۔

ہے اس سے بڑھ کر نہ کوئی نعمت اہل دنیا کو ملی اور نہ ہی ملے گی۔ وہ تشریف لائے اللہ کی آیات پڑھ کر ہمیں سنائیں ہمارے باطن پاک کیے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دی۔ ان کی نگاہ میں ایسی تاثیر تھی کہ ذرے کو آفتاب بنا دیتی تھی۔ تاریک دل جگمگا دیتی تھی اور ایسا تزکیہ کرتی تھی جو جنت کا زاد راہ تھا۔ ان کا فیض ان کی حیات طیبہ میں ظاہری طور پر تھا اور اب باطنی طریق سے ہے لیکن ان فیوض و برکات میں کوئی کمی نہیں آئی۔

۶۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوسَىٰ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے بولتے ہی نہیں وہ جو کچھ فرماتے ہیں وحی الہی ہی ہوتی ہے۔

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال۔ کہ آپ کی گفتگو کا کوئی ٹکڑا وحی الہی کے سوا نہیں ہے۔ وحی کی دو قسمیں ہیں راہی وحی خفی راہی جہری۔ وحی خفی وہ ہے جو الہام کی صورت میں ہو یا عام گفتگو میں راہنمائی۔ وحی جہری قرآن پاک ہے۔ یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن تو قرآن ہے لیکن ان کے باقی ارشادات بھی کوئی کم اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ ان کی ہر بات ہی وحی خدا ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خلا  
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

## فصل دوم

سابقہ مشہور کتب تورات، انجیل اور زبور ہیں۔ تعلات یہودیوں کی گرفت میں رہی اس لیے انہوں نے اپنے تعصب کے باعث اسے خوب بگاڑا۔ انجیل اور زبور بھی تحریف سے پاک نہ رہ سکیں۔ مگر اس کے باوجود ان کتابوں میں کئی ایسی آیات اب بھی موجود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں۔ ایسے اشارات واضح طور پر موجود ہیں جو نعمت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ہیں۔ آئیے ان تینوں کتابوں کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

## تورات شریف

۱۔ حضرت کعب احبار نے فرماتے ہیں کہ

ہم تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میرے بندہ مختار ہیں۔ نہ سخت دل ہیں اور نہ سخت زبان۔ نہ بازاروں میں آوازیں کسنے والے ہیں۔ نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے لیتے ہیں بلکہ معاف فرمادیتے اور بخش دیتے ہیں۔ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے ان کی ہجرت گاہ طیبہ (مدینہ منورہ) ہے ان کا ملک شام میں ہوگا۔ ان کی امت حمادوں پر مشتمل ہے یعنی بہت تعریفیں کرنے والے۔ وہ آرام و تکلیف میں اللہ کی تعریفیں کریں گے۔ ہر بلندی پر تکبیر کہیں گے۔ سورج کی رعایت رکھیں گے۔ وقت پر نماز ادا کریں گے کمر پر تہہ بند باندھیں گے اطراف پر وضو کریں گے۔ ان کا مؤذن آسمان کی فضاؤں میں افان دے گا۔ ان کی صفیں نماز و جہاد میں سیدھی ہوں گی۔ سات کو ان کی گنگناہٹ شہد کی مکیوں کی طرح ہوگی۔

اے امت مسلمہ ذرا دیکھ لے اپنا کردار اس حدیث کی روشنی میں۔ اللہ نے ہماری تعریفیں کیسی فرمائیں اور ہم کیا سے کیا ہو گئے۔

۲۔ حضرت عطاء بن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے حضور کی کچھ وہ تعریفیں سنائیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ تورات میں بھی ان کی تعریفیں قرآن پاک کی ہی طرح تھیں (سنو)

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، عذاب الہی سے ڈرانے والا اور بے پڑھوں (عربوں) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ تم نہ سخت دل ہو نہ سخت زبان۔ اور نہ ہی بازاروں میں فضول گھومنے والے

ہو۔ نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہو بلکہ معاف فرما دیتے ہو اور بخش دیتے ہو اور اب غائب  
کے صیغے سے نثارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے، میں انہیں اس وقت تک  
نہیں اٹھائیں گا۔ جب تک پڑھے دین کو سیدھا نہ کر دوں اور وہ سب کَلَّا اِلَّا اللهُ نَه  
کہہ لیں۔ اور ان کی برکت سے اندھی آنکھیں بنیا، برے کان سننے والے اور ڈھکے دل کھل  
جائیں گے۔

## انجیل

ہو جو وہ دور میں دنیا میں کبھی اناجیل دستیاب ہیں۔ ان میں سے ایک انجیل برناباس  
حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں رطب اللسان ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی اتنی پیاری تعریفیں ہیں کہ آدمی پڑھ کر جھوم اٹھتا ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔  
۱۔ جب آدم کھڑا ہوا تو اس نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی طرح چمکتی تھی کہ خدا  
ایک ہے اور محمد خدا کا رسول ہے۔ اس پر حضرت آدم نے کہا اے خداوند میں تیرا شکر گزار ہوں  
کہ تو نے میری تخلیق کی تھی۔ مگر میں منت کرتا ہوں کہ مجھے بتا کہ ان الفاظ کا مطلب کیا  
ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ کیا مجھ سے پہلے بھی انسان ہوئے ہیں۔

(باب ۳۹ آیت ۴۵-۴۶)

۲۔ آدم نے خدا تم کی منت کی کہ یہ تحریر میرے ناخنوں پر درج فرما دے۔ تب اللہ نے پہلے  
انسان کے انگوٹھوں پر تحریر فرمادیا۔ دائیں ناخن پر كَلَّا اِلَّا اللهُ اور بائیں ناخن پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ  
اللّٰهِ تب آپ نے یہ الفاظ پداناہ شفقت سے چومے اور اپنی آنکھوں پر ملے اور کہا مبارک ہو  
وہ دن جب تو دنیا میں آنے (آیت ۳۹)

۳۔ پس میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ خدا کا رسول ایک شان ہے جو تقریباً پوری مخلوق کو مسرت  
بخشے گا کیوں کہ وہ فہم و اصلاح سے، عقل و طاقت سے، خوف اور محبت سے، الصاف اور

تقوای سے، شرافت اور صبر سے آراستہ ہے۔ اسے خدا نے یہ عطایں مخلوقات سے  
 تین گنا زیادہ دی ہیں۔ کیا ہی مبارک ہے وہ وقت جب وہ دنیا میں آئے گا یقیناً جانو  
 میں نے اسے دیکھا ہے اور اس کی تعظیم کی ہے۔۔۔۔۔ اللہ مجھے اس لائق بنا دے کہ میں  
 تیری جوتی کا تسمہ کھول سکوں۔ یہ پا کر میں بڑا نبی اور خدا کا قدوس ہو جاؤں گا۔ یہ کہہ کر سوع  
 نے خدا کا شکر ادا کیا۔ (باب ۲۲ صفحہ ۵۳)

۴۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دے کر سلائے گا اور  
 جب وہ بڑا ہوگا تو چاند کو اپنے ہاتھ میں پکڑے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبردار رہے۔  
 (باب ۶۲ صفحہ ۸۵)

## زبور

زبور کے باب ۴۵ میں آیات ۲-۱۷ یوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر رہی  
 ہیں۔ "تو نبی آدمؑ میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے  
 خدا نے تجھے مبارک کیا ہے۔ اے زبردست تو اپنی تلوار جو تیری حشمت و شوکت ہے اپنی  
 کر سے جمائل کر اور سچائی حلم و صداقت کی خاطر اقبال مندی پر سوار ہو۔ تیرا داہنا ہاتھ  
 تجھے مہیب کرے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیاز تیرے  
 سامنے زیر ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ تیرے ہر لباس سے مراد۔ عروج اور تاج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی  
 دانت کے مملوں میں سے ہمارا سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔ تیری معزز نواتیں شہزادیاں  
 ہیں بلکہ تیرے داہنے ہاتھ میں اومینز کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔ تیرے بیٹے باپ  
 دادا کے جانشین ہوں گے۔ جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام  
 کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔ اس لیے امتیں ابد الابد تک تیری شکر گزاری کریں گی۔  
 (یاد رہے ان اقتباسات کی تصدیق قرآن و حدیث سے ہوتی ہے)



## فصل سوم

(ماخوذ من مشکوٰۃ شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل بیان فرماتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرمائی۔

۱۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برسہ منبر فرمایا بے شک اللہ نے مخلوق پیدا فرمائی تو مجھے بہترین مخلوق (انسانوں) میں رکھ دیا پھر اس مخلوق کے دو فرقے (عرب و عجم) بنائے تو مجھے بہتر فرقے (عرب) میں رکھ دیا پھر قبائل بنائے اور مجھے بہتر قبیلہ (قریش) میں رکھ دیا۔ پھر گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر (بیت حضرت عبداللہ) میں رکھ دیا۔ پس میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں۔ (حضرت عباس رض)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمعیل میں کنانہ کو چنا۔ نبی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور مجھے بنی ہاشم سے چن لیا ہے۔ (داؤد بن اسحاق رض)

۳۔ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی سب سے پہلے

میں ہی شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ابوہریرہ رض)

۴۔ میں قیامت کے دن دروازہ جنت پر آؤں گا اور دروازہ کھلاؤں گا تو خازن کہے

گا آپ کون ہیں تو میں کہوں گا محمدؐ وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے قبل کسی

کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔ (حضرت انس رض)

یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے دروازہ جنت پر نہ جائیں گے

بلکہ امت کی مدد کے لیے کبھی میزان کے پاس ہوں گے تاکہ ان کے اچھے اعمال میں اضافہ کریں۔

کبھی حوض کوثر پر ہوں گے تاکہ پیاسی امت کو پانی پلائیں۔ کبھی پلہرا پر سَبِّ سَلَامٍ سَلَامٍ

دیرے رب میری امت کو سلامتی سے گزارے گا کی صدا لگا رہے ہوں گے۔ سب سے پہلے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مختلف رفتاروں سے جنت کے ان دروازوں پر پہنچیں۔

جلئے گی جو ان کے داخلے کے لیے مخصوص ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری امتی جس وقت تک پلصراط سے پار نہیں اترتا آپ جنت کی طرف توجہ نہ فرمائیں گے۔ پھر جب امت جنت کے دروازوں پر پہنچ جائے گی اور دروازوں پر اژدھام ہو جائے گا مگر دروازے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور ”باب تقرب“ کی زنجیر ہلائیں گے جو ان کے لیے کھولا جائے گا پھر سب دروازے کھل جائیں گے۔ یہ بھی بات قابل یادداشت ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن کے مختلف نام ہیں مثلاً باب الصلوة، باب الصدقہ، باب الجہاد، باب الریان وغیرہ آدمی پر جس عبادت کا غلبہ ہوگا وہ اسی دروازے سے گزرے گا۔ سبحان اللہ۔ کیا سہانا منظر ہوگا۔ یا الہی اپنے کرم سے وہ منظر دیکھنا نصیب فرمانا۔

۵۔ مجھے چھ چیزیں عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں یعنی میرے امتیازات ہیں (i) ایک مہینے کی مسافت پر رعب سے میری مدد کی جاتی ہے یعنی ابھی ایک مہینے کا سفر باقی ہوتا ہے تو دشمنوں پر میرا رعب پہلے ہی جم جاتا ہے (ii) پوری زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے۔ میری امت کا جو شخص جہاں نماز کا وقت پلئے وہیں پڑھ سکتا ہے۔ پانی نہ ہونے کی صورت میں مٹی پر تیمم کر سکتا ہے (iii) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو حلال نہیں ہوئیں (iv) مجھے شفاعت عامہ عطا ہوئی ہے (v) نبی اپنی خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے رہے ہیں اور میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں (vi) مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی ہے (حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رض) ۶۔ مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں (حضرت ابوہریرہ رض)

۷۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی اور میں نے اس کی مشرقیں اور مغربیں



دیکھ لیں میرے امتی کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لیے سمیٹ دی گئی ہے مجھے سُرخ اور سفید (قیصر و کسری) خزانے عطا کیے گئے ہیں (ثویان رض)

رہیاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ جتنا کسی کا ملک وسیع ہوتا ہے اس حساب سے اسے تیز رفتار سواری دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے ملک کی سیر کر سکے۔ حضرت سلیمان رض کو وسیع ملک عطا ہوا تو ہوا میں آپ کے لیے مسخر کر دی گئیں جو آپ کو صبح و شام مہینہ بھر کی راہ کی سیر کراتی تھیں۔ لیکن ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک چونکہ بہت وسیع تھا اور زمین آسمان سب ان کے زیرِ نگیں تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری "براق" عطا فرمائی گئی جس کی تیزی بجلی کو پیچھے چھوڑ جائے۔ جس کا پہلا قدم تاحدِ نظر پڑے۔ یہ عطا تو محض اعزازی تھی اصل عطا کا ذکر یہاں ہے کہ میرے لیے زمین سمیٹ دی گئی ہے جس جگہ کو چاہوں ملاحظہ فرمائیں نہ جانے کی رحمت نہ سواری کی ضرورت۔ سبحان اللہ کیا شانِ احمدی کا ظہور ہے۔ اس حدیث کا عملی مظاہرہ معراج کی صبح کو ہو چکا ہے جب بیت المقدس حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو گیا تھا اور حضور اسے مشاہدہ فرما رہے تھے اور اس کی ہر چیز گن گن کر بیان فرما رہے تھے۔ اگر بیت المقدس بارگاہِ رسالت میں سمٹ گیا ہے تو اور کون سا خطہ ہے جو ان کی بارگاہِ اقدس میں شرفِ حاضری پانے میں ذرا بھی تامل کرے۔ اہل بصیرت کے لیے بہت کچھ چھپا ہے اس حدیث میں۔ یا اللہ! اپنے کرم سے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما

۸۔ صحابہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ پر نبوت کب واجب ہوئی فرمایا جب آدم

روح ۱۴ اور جسد کے درمیان تھے (ابو ہریرہ رض)

۹۔ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور آدم ۴ اپنے خمیر میں لوٹ

رہے تھے اور میں تمہیں اپنے پہلے معاملے کی خبر دیتا ہوں میں دعاءِ خلیل، یشارت

عیسیٰ اور اپنی ماں کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔ ان

سے ایک نور نکلا تھا جس سے شام کے محلات نظر آنے لگے تھے (عرباض بن ساریہ رض)

۵ ہوئے پہلے آمنہ رض سے ہویدا

دعائے خلیل ۴ اور نوید مسیحا

معلمِ خدائی کے وہ بن کے آئے

جھکے ان کے آگے سب اپنے پرانے

۱۰۔ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور میں فخریہ نہیں کہتا۔ میرے

ہاتھ میں لواءِ الحمد (تعریفوں والا جھنڈا) ہوگا اور میں فخر نہیں کرتا حضرت آدمؑ اور ان کے

سوا سبھی میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر پھٹے گی لیکن

فخریہ نہیں کہتا (بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں) (ابوسعید خدری رض)

۱۱۔ میں پہلا شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ میرے لیے دروازہ کھلے گا۔ میں

اس میں داخل ہو جاؤں گا اور میرے ساتھ فقیر مسلمان ہوں گے اور میں فخریہ نہیں کہتا

میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت والا ہوں اور میں فخر نہیں

کہتا۔ (حضرت ابن عباس رض)

۱۲۔ میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور فخر نہیں کرتا۔ خاتم النبیین ہوں مگر فخر نہیں کرتا۔

(حضرت جابر رض)

۱۳۔ جب لوگ قیامت کو اٹھیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ جب وفد بنیں

گے تو میں ان کا پیشوا ہوں گا جب خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا جب

لوگ روک لیے جائیں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب ناامید ہو جائیں گے تو میں

ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔ اس دن عزت اور چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی

لواءِ الحمد بھی میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے نزدیک اولادِ آدمؑ میں سب سے

زیادہ عزت والا ہوں۔ ایک ہزار خادم میرے ارد گرد طواف کر رہے ہوں گے جیسے وہ

- چھپائے ہوئے انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ (حضرت انس رض)
- ۱۴۔ مجھے جنتی حلہ پہنایا جائے گا اور میں عرش کی داہنی جانب (مقام محمود پر) کھڑا ہوں گا اور مخلوق سے کوئی بھی اس مقام پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔
- ۱۵۔ ایک دن صحابہ رض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے وسیلہ مانگو تو وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! وسیلہ کیا ہے۔ فرمایا جنت کا اعلیٰ ترین مقام جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رض)
- ۱۶۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے مکارم اخلاق اور محاسن افعال کی تکمیل کے لیے بھیجا ہے۔

(حضرت جابر رض)

- ۱۷۔ میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں اور دو وزیر زمین پر۔ آسمانی وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمینی وزیر ابوبکر رض و عمر رض ہیں (باب مناقب ابوبکر رض و عمر رض)
- یہاں یہ نقطہ سمجھ لیں کہ وزارت وہیں ہوتی ہے جہاں حکومت ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پاکستان کے وزیر لندن میں بیٹھیں۔ یہاں سے عیاں ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی۔ یہ رب کریم کی عطا فرمودہ ہے۔

د  
و  
و  
ک  
ن  
د  
ن

## نقشہ آخرت

اسلام کے بنیادی عقائد میں آخرت پر ایمان لانا بھی شامل ہے لیکن افسوس کہ ہم زبان سے تو آخرت کا بہت ذکر کرتے ہیں اور قیامت کے دن پر پختہ ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا آخرت پر پختہ ایمان نہیں۔ اگر یہ ایمان پختہ ہو اور آدمی کے سامنے منظر آخرت آشکارا ہوا اور آدمی دل و جان سے اس کے حق ہونے کی تصدیق کر رہا ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آدمی ایسے عمل کرے جو اس کی آخرت سے روگردانی کی شہادت دیتے ہوں۔ یا احوال آخرت سن کر یا پڑھ کر اس کا دل پسلیج نہ جاتا ہو۔ آخرت پر پورا ایمان نہ ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آدمی احوال آخرت کا صحیح علم نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے سامنے کوئی واضح نقشہ آخرت ہے پس ایک موبہوم سا تصور ہے جو آباؤ اجداد سے سن رکھا ہے۔ اسی بے یقینی کا کرشمہ ہے کہ آدمی دنیاوی فوائد کو بہت عزیز رکھتا ہے دنیا کی خاطر آخرت قربان کر لے گا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اگر آخرت کا صحیح منظر پیش نظر ہو اور اس پر پختہ یقین بھی ہو تو انشاء اللہ آدمی کا کردار سنورنے کوئی دیر نہیں لگتی۔ معاشرتی برائیاں قلیل عرصے میں محو ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے لوگوں کے دلوں میں خوف الہی اور خوف آخرت اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا کہ لوگ جرم کرنے کے بعد خود عدالت میں حاضر ہو جاتے تھے کہ ہمیں سزائیں دے کر پاک کر دیجئے تاکہ آخرت کی المناک سزاؤں سے ہم دوچار نہ ہوں۔ اسی فکر کو بھر نندہ کرنے کے لیے میں نے نقشہ آخرت مرتب کیا ہے کہ پڑھنے سننے والوں کے دل میں خوف آخرت گھر گھر جائے۔ یہ نقشہ موت۔ عالم برزخ، میدان محشر، جنت اور

دوزخ کے حالات پر مشتمل ہے۔

## ۱۔ موت

حضرت برابر بن عازب رضی فرماتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کے جنازے کے ساتھ گئے تو قبر بھی تیار نہ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم آپ کے ارد گرد یوں ساکت بیٹھے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریدنے لگے پھر اپنا سر مبارک اٹھایا پھر فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ پھر فرمایا جب بندہ مومن دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اس پر آسمان سے سفید چہروں والے فرشتے اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج ہیں ان کے ساتھ جنت کے سفید کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں وہ اس کے سامنے تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل ع) تشریف لاتے ہیں اور اس کے سرھانے کے قریب بیٹھ کر کہتے ہیں۔ اے پاک روح! اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف چل۔ تو وہ نکلتی ہے جیسے بھری مشک سے پانی بہتا ہے۔ یعنی بہت آسانی سے نکل جاتی ہے) ملک الموت اسے لے لیتے ہیں تو منتظر فرشتے ان کے ہاتھ میں پل بھر بھی نہیں چھوڑتے۔ اسے لے کر کفن اور خوشبوئیں ڈال دیتے ہیں۔ اس سے ایسی نفیس قسطوری کی سی خوشبوئیں آتی ہیں جنہیں روئے زمین پر پایا جاتا ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ کتنی پاکیزہ روح ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اچھے نام لیتے ہیں جو دنیا پر

لے تو اس پر زمین و آسمان کے سارے فرشتے دعا کرتے ہیں اور آسمان کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے والے یہ تمنا کرتے ہیں کہ وہ روح ان کے پاس سے جائے۔

اس کے تھے پھر وہ آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ آسمان کھلواتے ہیں جو کھول دیا جاتا ہے۔ اسے ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان پر پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں۔ پھر اللہ کریم فرماتے ہیں میرے بندے کا نامہ اعمال علیہن میں لکھو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو۔ میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا اور اسی کی طرف لوٹاؤں گا۔ اور پھر اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔ تب روح جسم میں واپس کی جاتی ہے تو وہ فرشتے آجاتے ہیں (منکر و نکیر) وہ اسے بٹھالیتے ہیں اور کہتے ہیں "مَنْ رَبُّكَ" تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے رَبِّيَ اللهُ میرا رب اللہ ہے پھر وہ کہتے ہیں "مَا دِينُكَ" تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے دِينِيْ الْاِسْلَام میرا دین اسلام ہے پھر وہ کہتے ہیں مَا هَذَا الَّذِيْ اَنْزَىٰ بِدِيْنِكُمْ یہ آدمی کون ہے جو تمہاری طرف رسول بن کے آیا۔ وہ کہتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ تجھے کس نے سکھایا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی تھی اس پر ایمان لایا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی پھر آسمان سے آواز آتی ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو۔ اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو۔ پھر اسے جنت کی خوشبو اور راحت پہنچتی ہے۔ اس کی قبر تاحۃ نظر کھل جاتی ہے اور اس کے پاس ایک بہت حسین چہرے والا آدمی آتا ہے بہترین خوشبو والا اور بہترین لباس والا ہوتا ہے۔ وہ آدمی مرنے والے کو کہتا ہے تجھے خوشخبری ہے اس کی جو تجھے آج خوش کرے گی۔ تیرا یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا۔ وہ کہتا ہے تو کون ہے تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ پھر وہ مرنے والا کہتا ہے یا رب قائم کر قیامت، یا رب قائم کر قیامت تاکہ میں اپنے اہل و عیال اور مال میں پہنچوں یعنی جنت میں پھر فرمایا جب بندہ کافر کا دنیا سے کوچ اور آخرت کی تیاری کا وقت آتا ہے اس کی طرف کالے چہروں والے فرشتے اترتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں وہ اس کے سامنے تاحۃ نظر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے سر کے قریب

بیٹھ جاتے ہیں پھر فرماتے ہیں اسے خبیث روح نکل اللہ کے غضب کی طرف تو وہ جان اس کے جسم میں (دڑکے بارے) پراگندہ ہو جاتی ہے پھر عزرائیل اسے کھینچتے ہیں جیسے گرم سیخ بھگی اُدن سے کھینچی جاتی ہے (یعنی بہت تکلیف سے) کافر کی روح رگوں کے ساتھ نکالی جاتی ہے زمین و آسمان کے سارے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور آسمان کے دروازے بند کر دیتے ہیں اور ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ ان کے پاس یہ خبیث نہ آئے۔ پھر وہ اسے پکڑتے ہیں تو فرشتے فوراً ان سے لے لیتے ہیں اور اسے ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور پوری روگہ زمین پر بدبو پھیل جاتی ہے پھر وہ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی جو جماعت بھی ملتی ہے وہ کہتی ہے کہ کتنی خبیث روح ہے۔ پھر جانے والے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اس کے بدترین نام لیتے ہیں جو اس کے دنیا میں تھے پھر اسے آسمان دنیا تک پہنچاتے ہیں اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔

لَا تُفْتَمُّ لَهُمُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلْبِغَ الْجَمَلُ  
فِي سَعْرِ الْحَيَاطِ

(ان کفار کے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے نکلے سے اونٹ گزرے (یعنی یہ محال اور ناممکن ہے) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کی کتاب سجد میں لکھو پھر اس کی روح زمین کی طرف پہنچ دی جاتی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی۔

وَمَنْ يُشْرِكْ بِإِلَهِهِ فَكَانَتْ مَخْرَجًا مِنَ السَّمَاءِ فَتَخَطَّفُهَا الطَّيْرُ أَوْ تَلْوَى  
بِهِ الرَّيْحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ

اور جو اللہ سے شرک کرے وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گرے اور پرندے



اسے اچک لیں یا ہوائیں اسے دور دراز کسی مقام پر پھینک دیں۔  
 پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹانی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے  
 ہیں جو اسے بٹھالیتے ہیں اور فرماتے ہیں: مَوْتُ رَأْبِكَ وَهَآءَ هَآءَ لَا  
 اَدْرِي پھر وہ کہتے ہیں: مَا دِيْنُكَ پھر وہ کہتا ہے: هَآءَ هَآءَ لَا اَدْرِي پھر وہ  
 کہتے ہیں: يَهْ شَخْصٌ كَوْنٌ هُوَ جَوْتَهَارِي طَرَفٌ رَسُوْلٌ بِنُورٍ اِيَّا- پھر وہ کہتا ہے: هَآءَ  
 لَا اَدْرِي (سنو سنو میں نہیں جانتا) پھر آسمان سے ندا آتی ہے اس کے لیے دوزخ  
 کا بچھونا بچھا دو اور اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو پھر اس کو اس کی گڑھی  
 اور بدبو آتی ہے۔ قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس  
 جاتی ہیں۔ اس کے پاس بد شکل، بد بو دار اور برے لباس والا ایک آدمی آتا ہے کہتا  
 ہے اس کی خبر بوجھے آج غمگین کرے گی یہی وہ دن ہے جس کا تجھے سے وعدہ تھا۔ وہ  
 مرنے والا کہتا ہے تیرا چہرہ برائی لگتا ہے تو وہ کہے گا میں تیرا عمل دیکھتا ہوں پھر وہ کہتا ہے کہ  
 يَارَبِّ نَهْ قَامٌ كَرْتِيَامَت-

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ مسلمانوں کی رو میں سبز بوندوں کی طرح جنت  
 کے درختوں سے لٹکانی جاتی ہیں۔ قیامت کے دن جسموں میں لوٹیں گی۔ مردوں کے  
 قریب سورۃ یس۔ لا الہ الا اللہ پڑھا جائے۔

## ۲۔ عذاب قبر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ وہ ہنس رہے  
 ہیں۔ فرمایا اگر تم لذتیں ختم کرنے والی موت کا ذکر زیادہ کیا کرو تو وہ تم کو اس سے روک  
 دے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ تو لذتیں ختم کرنے والی موت کا ذکر زیادہ کیا کرو کیوں کہ

قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ کلام کرتی ہے کہتی ہے میں مسافری کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر۔ میں مٹی کا گھر ہوں۔ میں کیرٹوں کا گھر۔ جب بندہ مومن دفن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے تو خوب ہی آیا تو اپنے گھر آیا۔ جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے تو ان سب میں سے مجھے پیارا تھا۔ آج جبکہ میں تیری والی بنائی گئی ہوں اور تو میرے پاس لوٹا ہے تو میرا سلوک اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ پھر قبر تاحد نظر فرارخ ہو جاتی ہے اور قبر میں جنت کی طرف دروازہ کھل جاتا ہے اور جب بدکار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے تیرے آنے پر کوئی خوش آمدید نہیں اور نہ ہی تو گھر آیا ہے۔ جتنے لوگ میری پشت پر چلتے تھے ان سب میں سے تو ہی مجھے ناپسند تھا تو آج جبکہ میں تیری والی بنائی گئی ہوں اور تو میری طرف لوٹا ہے تو میرا معاملہ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ پھر قبر سکر جاتی ہے حتیٰ کہ مردے کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض کے اندر داخل فرما دیا۔ پھر فرمایا کہ اس پر ۷۰ پتلے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں جن میں سے اگر کوئی زمین پر پھونک مار دے تو رہتی دنیا تک زمین کچھ نہ اگائے وہ اسے کاٹتے اور نوچتے ہیں حتیٰ کہ اسے حساب تک پہنچا دیا جائے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بھٹاتے ہیں پھر اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے پھر وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تمہاری طرف رسول بن کے آئے تھے تو وہ کہتا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ ہیں۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ تجھے یہ

کیے معلوم ہو گیا وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے۔ اس پر ایمان لایا ہوں اور اس کی تصدیق کی ہے۔ یہ ہے اس آیت کی تفسیر جو رب تعالیٰ نے فرمایا یٰثَبِّتُ اللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ پھر آسمان سے پکارنے والے کی پکار آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو پس دروازہ کھل دیا جاتا ہے۔ اسے جنت کی ہوا اور خوشبو پہنچتی ہے اور قبر تا حد نظر کھل جاتی ہے (یاد رہے قبر میں نظر اعمال کے مطابق ہوگی جس کے اعمال بہت اچھے اس کی نظر بھی دور جائے گی پس قبر بھی وسیع ہوگی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کافر کی موت کو یاد فرمایا۔ کہا جب اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے افسوس بائے افسوس مجھے معلوم نہیں پھر وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے تو وہ بولتا ہے افسوس مجھے معلوم نہیں پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تمہاری طرف رسول بن کے آئے وہ کہتا ہے کہ افسوس مجھے معلوم نہیں پھر آسمان سے آواز دینے والا کہتا ہے اس نے جھوٹ بولا اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اسے آگ کا لباس پہناؤ اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو (دروازہ کھول دیا جاتا ہے) پھر اس دروازے سے دوزخ کی حرارت اور بدبو پہنچتی رہتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر اندھے اور بہرے فرشتے مسلط کیے جاتے ہیں جن کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں اگر ان سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی بن جائے۔ اس سے اسے مارتے ہیں (اس مارے وہ اس زور سے چیختا ہے اور چلتا ہے) کہ مشرق و مغرب کی ہر شے اسے سن لیتی ہے

مگر جن وانس نہیں سن سکتے۔ وہ ایک ہی وار سے مٹی بن جاتا ہے اس میں پھر روح ڈالی جاتی ہے (اور یوں ہی پھر عذاب کیا جاتا ہے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنے روتے کہ آپ کی وارطی مبارک تر ہو جاتی عرض کیا گیا حضور آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر پر روتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بے شک قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے آدمی نجات پا گیا تو اگلی اس سے آسان تر ہیں اور اگر یہاں نجات نہ پاسکا تو اگلی منزل میں اس سے سخت تر ہیں پھر فرمایا کہ میں نے کوئی منظر نہیں دیکھا مگر قبر اس سے زیادہ وحشت ناک ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر قبر میں ۹۹ اڑدھ مسلط کیے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مارے تو کبھی سبزہ نہ اگائے۔  
نوٹ: یا درکھیں قبر میں عذاب آدمی کے گناہوں کے مطابق ہوتا ہے۔ بڑے کافروں کی قبروں میں ۹۹ سانپ اور ذرا کم مشد کفار کی قبروں میں ۷۰ سانپ مسلط کیے جاتے ہیں اسی طرح حساب و کتاب میں بھی ہلکا پھلکا فرق دیکھنے میں آیا ہے یہ حدیثوں کا تضاد نہیں بلکہ مختلف مراتب کے عذابوں کا بیان ہے۔

## ۳۔ قیامت

جب قیامت کی دس بڑی نشانیاں (۱) دفنان (۲) یا جوج و ماجوج (۳) و جال کا خروج (۴) حضرت عیسیٰ کا نزول (۵) دایۃ الارض کا ظہور (۶) سورج کا مغرب سے طلوع (۷) صنعا زمین سے ایک بڑی آگ کا شہود (۸-۹-۱۰) مشرق و مغرب اور مجازی لوگوں کا خسف (زمین میں دھنسا) پوری ہو جائیں گی۔ زمین پر کوئی

اللہ کرنے والا نہ رہے گا۔ دنا کاری عام ہو جائے گی۔ لوگ لات و منات کی دوبارہ پوجا شروع کر دیں گے۔ یمن میں پھر ایک کعبہ بنا دیا جائے گا جس کے گرد مرد اور عورتیں طواف بھی کریں گی۔ ظلم، فسق اور کفر سے زمین بھر جائے گی لوگ مکمل طور پر خدا فراموش بن جائیں گے تو حضرت اسرافیل ۴ ایک صور (راجم) پھونکیں گے جس کی دہشت اور پیچ سے دنیا کا سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ ستارے ٹوٹ جائیں گے۔ سورج اور چاند نایک ہو جائے گا۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے زمین کی فلک بوس عمارتیں راکھ بن کر زمین کے ذرات میں مل جائیں گی۔ سمندر بھڑک اٹھیں گے اور انسانوں کے اعضاء دور دور بکھر جائیں گے۔ دنیا کی ہر زندہ شے مردہ ہو جائے گی اور ہر موجود معدوم ہو جائے گا۔ پھر ۴۰ سال زمین پر بارش برستی رہے گی چالیس سال کے بعد حضرت اسرافیل دوسرا صور (راجم) پھونکیں گے تو پھر لوگ اپنی قبروں سے ایسے اگیں گے جیسے ساگ اگتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی سے دوبارہ جسم مرکب ہو جائے گا۔ زمین بالکل چٹیل ہموار میدان بنا دی جائے گی اسی پر لوگوں کا دفتر ہو گا۔ ایسے قرآن کا پیش فرمودہ نقشہ قیامت ملاحظہ کریں۔

سورۃ تکوین ۱۰ جب سورج لپیٹ لیا جائے (بے نور کر دیا جائے) اور ستارے جھڑ جائیں اور پہاڑ پلائے جائیں (غبار کی طرح ہوا میں اڑیں) جب

حاملہ اونٹنیاں چھوٹی پھر رہیں (ایسی قیمتی اونٹنیاں بھی بے بان و ننگران پھر رہیں) اور جب تمام وحشی جانور بھی جمع کر دیئے جائیں اور سمندروں کو آگ لگا دی جائے اور لوگ جوڑے جوڑے بن جائیں (نیک نیکوں کے ساتھ اور بد بدوں کے ساتھ) جب زندہ وہابی ہوئی کڑکی سے سوال کیا جائے کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی تھی اور جب نامہ اعمال کھول دیئے جائیں اور آسمان کو اپنی جگہ سے کھینچ لیا جائے اور جہنم بھڑکا دیا جائے اور جنت (متقین کے) قریب کر دی جائے اس وقت ہر آدمی کو معلوم

ہر جائے گا کہ اس کے پاس کیا حاضر ہے۔

**سورة الفطار:** جب آسمان پھٹ جائے اور ستارے جھڑ جائیں۔ جب سمندر بہا دیئے جائیں اور قبروں سے مردے زندہ کر دیئے جائیں پھر ہر جان جان لے گی کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا۔

**سورة الشقاق:** جب آسمان پھٹ جائے اور اپنے رب کا حکم مانے اور اسے یہی سزا دے اور جب زمین دلاز کر دی جائے اور جو کچھ اس

میں ہے باہر ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم مانے اور اسے یہی سزا دے۔ اے انسان! تو نے اپنے رب کی طرف ضرور دوڑنا ہے اور اسے ملنا ہے پس جسے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا گیا اس سے تو عنقریب آسان حساب لیا جائے گا یعنی اعمال پیش کیے جائیں گے گناہوں پر نظر کر کے درگزر فرما دیا جائے گا اور کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ اور وہ اپنے جنتی گھر والوں کی طرف خوش خوش لوٹے گا اور جس کا نامہ اعمال پیچھے کے پیچھے رہا ہے (دیا گیا تو وہ عنقریب موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا۔ بے شک وہ اپنے دنیا کے گھر میں خوش تھا اور سمجھتا تھا کہ اس نے اپنے رب کی طرف پھرنا نہیں۔

**سورة القارعه:** دل دہلا دینے والی (قیامت) کیا ہے وہ دل دہلا دینے والی اور آپ کیا جانتے ہیں اس کھڑکھڑا دینے والی کے متعلق۔ اس دن

آدمی بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھتی ہوئی روٹی کی طرح۔

**سورة الزمر:** اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے۔ وہ پاک اور

اعلیٰ ہے ان شرکوں سے جو یہ مشرکین کرتے ہیں اور صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ہر شے بے ہوش ہو جائے گی مگر جسے اللہ ہوش میں رکھنا چاہے۔ پھر دوبارہ

سور پھونکا جائے گا تو سب کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔

## ۴۔ میدانِ محشر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تین طریقوں سے جمع کیے جائیں گے۔ سوار، پیدل اور منہ کے بل۔ ان کو آگ جمع کرے گی۔ ان کے پیچھے لگے بائے گی اور سر زمین شام میں پہنچا دے گی۔ لوگ قبروں سے ننگے پاؤں، ننگے بدن در بے ختنہ اٹھیں گے (صرف ہمارے نبی پاک قبر سے حلتہ زیب تن فرما کر باہر آئیں گے) لیکن وہ دن اتنا سخت ہے کہ کسی کی طرف دیکھنے کی ہوش نہ ہوگی۔ پھر محشر میں پڑے پہنائے جائیں گے سب سے پہلے حضرت ابراہیم ؑ کو جو ٹٹا پہنایا جائے گا۔ سورج مخلوق کے قریب کیا جاوے گا یہاں تک کہ ایک میل کی مقدار رہ جائے گا۔ بعض محدثین نے میل سے مراد سورے کی سلامتی لی ہے یعنی سورج بہت قریب ہو جائے گا۔ لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔ کسی کا پسینہ ٹخنوں تک کسی کا گھٹنوں تک۔ کسی کا کمر تک اور کسی کا پسینہ اس کی لگام بن جائے گا بعض کا پسینہ زمین میں سترگز چلا جائے گا۔

حضرت ابو سعید رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم ؑ! وہ عرض کریں گے یا رب میں تیری خدمت کے لیے حاضر ہوں ساری بھلائیاں تیرے قبضہ میں ہیں فرمائے گا اپنی اولاد سے آگ کا حصہ نکالو۔ وہ عرض کریں گے کتنا۔ تو فرمایا جائے گا۔ ۱۰۰۰۰ ہیں سے ۱۹۹۹ تو اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر عمل والی اپنا حمل گمراہی سے گی تم لوگوں کو نشہ میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا شدید عذاب ہو رہا ہوگا۔

شہ قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ ہے۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ہم میں سے ایک کون ہو گا۔ فرمایا خوش ہو جاؤ تم میں سے ایک شخص اور یا جو ج ما جو ج سے ایک ہزار (یا جو ج ما جو ج بھی حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں) پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں کا پورا حصہ ہو گے۔ تو ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کا پورا حصہ ہو گے تو ہم نے پھر تکبیر کہی پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں میں آدھے ہو گے ہم نے پھر تکبیر کہی۔ تم لوگوں میں ایسے ہو جیسے سفید بیل کی کھال میں ایک کالا بیل یا کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بیل۔

ایک اور حدیث میں ارشاد مصطفویؐ ہے کہ جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ خوش قسمت ہے جس کے نامہ اعمال دیکھ کر درگزر فرما دیا جائے جس سے پوچھے کچھ شروع ہو گئی اس کی خیر نہ ہوگی۔ یہ دن ... ۵۰ سال کا ہو گا لیکن مومن پر فرض نماز سے بھی زیادہ ہلکا ہو جائے گا (یعنی اس سے بھی کم دیر لگے گی)

زمین ہر آدمی کے متعلق گواہی دے گی کہ اس نے فلاں فلاں دن فلاں عمل اس کی پشت پر کیا۔ حشر میں ہر شخص ہی شرمندہ ہو گا۔ نیکو کار اس لیے کہ اس نے نیکی میں زیادتی کیوں نہ کی اور گنہگار اس لیے کہ وہ باز کیوں نہیں آیا۔

## (۱) میدانِ حشر میں مسلمانوں پر خصوصی عنایات

(ماخوذ من مشکوٰۃ)

۱۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو قریب کرے گا اور اس پر اپنا پر وہ رکھ دے گا اور اسے چھپالے گا پھر فرمائے گا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے وہ کہے گا کہ ہاں یا رب۔ حتیٰ کہ اس کے سارے گناہوں کا اقرار کر لے گا وہ اپنے دل میں کہے گا



کہ وہ ہلاک ہوا۔ رب فرمائے گا میں نے یہ تیرے عیوب دنیا میں چھپا لیے تھے اور آج انہیں نکشتا ہوں۔ پھر اسے نیکیوں کی تحریر دے دی جائے گی لیکن کفار و منافقین کو مخلوق کے سامنے پکایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب پر جھوٹ بولے۔ آگاہ رہو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے (مسلمانوں کی پر وہ پوشی اور کفار کی رسوائی)

کا کیا حسین نقشہ ہے (حضرت ابن عمرؓ)

واعظان کا میں گنہگار وہ میرے شافع

اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیلئے

۲۔ قیامت کے دن اللہ ہر مسلمان کو ایک عیسائی یا یہودی عطا فرمائے گا اور

کہے گا یہ تیرا فدیہ ہے آگ سے۔ (یعنی تیرا دوزخی گھر یہ آباد کرے گا)

۳۔ قیامت کے دن حضرت نوحؑ کو لایا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ کیا آپ

نے تبلیغ کی تھی وہ عرض کریں گے ہاں یا رب۔ لیکن ان کی امت انکار کر دے گی۔ پھر

اللہ فرمائے گا کہ اے نوح! تمہارے گواہ کون ہیں؟ عرض کریں گے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم اور ان کے امتی۔ پھر تمہیں بلایا جائے گا تم گواہی دو گے کہ انہوں نے تبلیغ

کی تھی۔ پھر ان کی امت یہ کہہ دے گی کہ یا رب! یہ ہمارے بعد آئے یہ ہم پر کیسے

گواہی دے رہے ہیں پھر تم سے سوال ہو گا تو تم کہو گے یا رب ہم نے قرآن پڑھا اس کی

روشنی میں گواہی دے رہے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا وہ اپنی

امت کی تصدیق فرمادیں گے تو فیصلہ ہو جائے گا۔

۴۔ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی بغیر

حساب و عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا پھر ہر ہزار کے طفیل ستر ہزار۔ اور پھر

لہ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی فیصلہ کن ہوگی یہ ان کے شاہد ہونے

کا عملی مظاہرہ ہوگا۔

میرے رب کی لپوں میں سے تین لپ۔ (حضرت ابوانامہ رض)

۵۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو مخلوق کے سامنے چھانٹے گا تو اس کے سامنے گناہوں کے ۹۹ دفتر پھیلا دیئے جائیں گے اور ہر دفتر تا حد نظر پھیلا ہوگا۔ پھر اللہ فرمائے گا کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا تجھ پر میرے نگران کا تین نے ظلم کیا ہے؟ عرض کرے گا نہیں پھر رب فرمائے گا کہ تیرے پاس کوئی عذر ہے عرض کرے گا نہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا تو ایک کاغذ نکالا جائے گا جس میں آسْهَدْ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدْ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ لکھا ہوگا۔ رب فرمائے گا تو اپنے میزان پر حاضر ہو۔ وہ کہے گا یا رب یہ کاغذ ان دفتروں کے مقابلے میں کیا ہے۔ رب فرمائے گا تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا پھر یہ دفتر ایک پلٹے میں اور یہ کاغذ دوسرے پلٹے میں رکھا جائے گا تو دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور یہ پرچہ بھاری ہو جائے گا۔ اللہ کے نام کے مقابل کوئی شے ذنی نہ ہوگی۔ (حضرت عبداللہ بن عمر رض)

## دیدار الہی

(ب)

حضرت ابوہریرہ رض بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ فرمایا کیا تم دوپہری میں جب سورج بادل میں نہ ہو تو اس کو دیکھنے میں کوئی تردد کرتے ہو لوگ بولے نہیں پھر فرمایا تو کیا تم چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جبکہ وہ بادل میں نہ ہو۔ عرض کیا گیا نہیں فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اپنے رب کے دیکھنے میں مشکل محسوس نہ کرو گے جیسا کہ تم ان دونوں کو دیکھنے میں مشکل محسوس نہیں کرتے۔

## (ج) میدانِ محشر میں حوضِ کوثر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میدانِ محشر میں میرا حوضِ ایلہ اور عدن کے درمیانی قلعے سے بھی زیادہ وسیع ہوگا۔ وہ برف سے زیادہ سفید۔ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ ملا ہوگا اس کے سونے چاندی کے آنخورے تعداد و چمک میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں گے میں دوسرے لوگوں کو اس سے ایسے روکوں گا جیسے کوئی شخص دوسرے لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس دن آپ ہمیں پہچان لیں گے فرمایا ہاں تمہاری وہ نشانی ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی تم آثار و صلوٰۃ سے روشن چہرہ اور پنج کلیان آؤ گے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس پر موجود ہوں گے جو بھی وہاں جائے گا اس سے پیئے گا اور جو پیئے گا پھر پیسا سا نہ ہوگا۔ میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ کر دیا جائے گا تو میں کہوں گا یا رب یہ میرے ہیں فرمایا جائے گا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا کیا باتیں پیدائیں۔ میں کہوں گا دوری ہو اس کے لیے جو میرے بعد (دین میں) تبدیلی کرے۔

## (د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ

قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی پہلے انبیاء۔ پھر علماء، پھر شہداء۔ سب سے پہلے بارگاہِ الہی میں لب کشائی فرمانے والے اور بابِ شفاعت کھلوانے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انبیاء بھی آپ کی شفاعت کے

طالب ہیں۔ انشاء اللہ قیامت کے دن شان رسالت کا پرچم پوری آن بان سے لہرا رہا ہوگا۔ اللہ کریم ہمیں وہ منظر دیکھنا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مستفیض ہونا نصیب فرمائے۔

حضرت انس رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن غمگین ہو جائیں گے تو کہیں گے رب کی بارگاہ میں کوئی شفیع لائے ہیں جو اس جگہ سے راحت دے۔ پھر لوگ خلط ملط ہو جائیں گے اور حضرت آدم کے پاس آئیں گے۔ عرض کریں گے آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔ اپنی جنت میں ٹھہرایا اور مسجود و ملائکہ بنایا اور آپ کو ہر شے کے نام سکھائے۔ ہمارے لیے رب کے ہاں شفاعت کیجئے کہ وہ ہمیں اس جگہ سے نجات دے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں کیونکہ میں نے ممنوعہ درخت سے کھایا تھا تم حضرت نوح کے پاس جاؤ وہ جانگے تو وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں کیوں کہ میں نے اپنے پیٹے رکنان کی نجات کے لیے لاعلمی سے سوال کیا تھا تم ابراہیم خلیل الرحمان کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے میں اس قابل نہیں کیوں کہ میں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ۔ اللہ نے انہیں تولد دی ان سے کلام فرمایا اور انہیں قرب بخشا۔ وہ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں میں نے ایک قبلی کو مار دیا تھا۔ تم حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اس کے رسول۔ اللہ کی روح اور اس کے کلمے کی طرف جاؤ۔ وہ حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں بلکہ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو بندہ خدا ہیں ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں تم سب میرے پاس آؤ گے تو میں اپنے رب کے گھر حاضری کی اجازت مانگوں گا جو مجھے دے دی جائے گی۔ جب رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا پھر جتنا اللہ چاہے

گا مجھے چھوڑ رکھے گا (یہ مدت تقریباً ہفتہ بھر ہوگی) پھر فرمایا جائے گا اے محمد! سر  
 اٹھائیے۔ لب کشائی فرمائیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ شفاعت کیجئے آپ کی  
 شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر  
 کر دی جائے گی تو میں وہاں سے چلوں گا اور لوگوں کو آگ سے نکال کر جنت میں داخل  
 کروں گا۔ پھر دوسری بار رب کے حضور لوٹوں گا اور اپنے رب کے گھر حاضری کی  
 اجازت چاہوں گا۔ اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو جاؤں گا  
 جتنا سجدے میں رب چاہے گا پڑا رہوں گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! سر  
 اٹھائیے۔ فرمائیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے  
 گی۔ مانگیے عطا فرمائے جاؤ گے۔ تب میں سر اٹھاؤں گا تو اپنے رب کی ایسی حمد و ثنا  
 کروں گا جو مجھے اس وقت رب سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا تو پھر میرے لیے حد  
 مقرر کر دی جائے گی۔ پھر تیسری بار لوٹوں گا اور اپنے رب کے گھر حاضری کی اجازت  
 مانگوں گا۔ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ تو رویت باری تعالیٰ پر سجدے میں بگڑ  
 جاؤں گا۔ جتنی دیر اللہ مجھے پھوڑے رکھنا چاہے گا پھوڑے گا۔ پھر فرمائے گا اے  
 محمد! سر اٹھائیے تمہاری سنی جائے گی۔ شفاعت کریں شفاعت قبول کی جائے گی۔ مانگو  
 تمہیں عطا فرمایا جائے گا۔ پھر میں اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا  
 پھر شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ پھر میں روانہ ہوں  
 گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا حتیٰ کہ آگ میں صرف نسیمی  
 رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا۔ یعنی جن پر ہمیشگی کا عذاب ہے (اور وہ صرف کفار ہیں)  
 پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَنْ يُّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا  
 و عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر فائز فرمائے گا) پھر رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ہے مقام محمود جس کا تمہارا رب نے نبی سے وعدہ فرمایا گیا ہے

اس پر اگلے پچھلے رشک کریں گے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کے دل میں لائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہوگا اسے بھی آگ سے نکال لوں گا پھر میں اجازت چاہوں گا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اسے بھی جنت میں داخل کروں تو رب فرمائے گا میرے محبوب یہ کام تمہارا نہیں میری عزت و جلالت کبریائی اور عظمت کی قسم میں ہر اس آدمی کو دوزخ سے نکال لوں گا جس نے کہا ہے لا الہ الا اللہ سبحان اللہ یہ ہے میدانِ عشر۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم دوزخ سے نکالی جائے گی جسے جنہین کہا جائے گا۔ یہ ان کا اعزازی نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بہت شفیق تھے۔ اپنے غلاموں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے اور ان میں سے کسی کی بھی محرومی یا کوتاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرتی جب بھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے گناہوں کو یاد کرتے تو اشکبار ہو جاتے ایک دفعہ کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں اور امت مسلمہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا اندازہ لگائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی یہ دعا پڑھی رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَهِنِّ يَنْبَغِيْ فَاِنَّهُ مَبْنِيٌّ۔

اے میرے رب ان شیطانوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے پس میرا وہی ہے جو میری پیروی کرتا رہا ہے اور حضرت عیسیٰ کی یہ دعا پڑھی اِنَّ تَعَذُّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اے رب کریم! اگر تو انہیں عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں یعنی تجھے پوری قدرت ہے (تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھایے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَمْسِرْ دَاۤءَ مِیْرَی (اللہ میری امت) اور زار و قطار رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل ابن سے کہا اے جبرائیل جادو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ان سے پوچھو کہ آپ کو کس چیز نے رلایا ہے حالانکہ تیرا رب بہتر جانتا ہے۔ جبرائیل ۴ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتا دی یہ پوچھ کر جبرائیل ابن بارگاہ الہی میں حاضر ہوئے تو رب نے فرمایا اے جبرائیل جادو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور انہیں کہہ دو کہ تم آپ کی امت کے معاملے میں آپ کو راضی کر لیں گے اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔

## (۷) مسلمانوں کی شفاعت صغریٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

..... پھر دوزخ پر پل رکھا جائے گا اور شفاعت واقع ہوگی۔ انبیاء پل صراط پر ٹھہر کر اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ (اے میرے اللہ سلامتی رکھنا) فرماتے رہیں گے اور کچھ مسلمان پل صراط سے پلک جھپکنے میں، کچھ بجلی کی طرح، کچھ ہوا کی طرح، کچھ پرندے کی طرح کچھ تیز گھوڑے کی طرح اور بعض تیز ادنٹ کی طرح گزریں گے۔ بعض تو نجات پا جائیں گے سلامت رہیں گے بعض زخمی کر کے پھوڑ دیئے جائیں گے۔ بعض دوزخ کی آگ میں گرا دیئے جائیں گے۔

(سلامتی سے پار اترنے والے) مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف سے رب سے ان کی بخشش کی خاطر جھگڑنے لگیں گے تو رب فرمائے گا جادو جسے تم پہچانتے ہو اسے دوزخ سے نکال لو۔ ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی۔ یہ لوگ دوزخ سے بڑی غفلت کو نکالیں گے پھر کہیں گے یا رب جن کے متعلق تو نے ہمیں حکم دیا تھا

ان میں سے تو کوئی باقی نہ رہا۔ رب فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں دینار کے برابر بھلائی ہے اسے بھی نکال لو۔ تو وہ پھر بڑی خلقت کو نکالیں گے۔ رب پھر فرمائے گا لوٹ جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھلائی ہے اسے بھی نکال لو۔ پھر وہ بڑی خلقت نکالیں گے۔ اس کے بعد رب حکم فرمائیں گے کہ جاؤ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی بھلائی ہو اسے بھی نکال لو۔ تو پھر وہ بڑی مخلوق کو نکالیں گے اور عرض کریں گے ہم نے دوزخ میں کسی بھلائی والے کو نہیں چھوڑا۔ تب اللہ فرمائے گا فرشتوں نے شفاعت کر لی۔ رسولوں نے شفاعت کر لی اور مومنوں نے بھی شفاعت کر لی اب سوائے ارم الراہین کے کوئی نہیں بچتا۔ اللہ آگ سے ایک سہٹی بھرے گا تو ان لوگوں کو وہاں سے نکالے گا جنہوں نے کوئی بھلائی نہیں کی، یہ لوگ کرٹے ہوئے چکے ہیں گے پھر انہیں جنت کے دھانوں پر بسنے والی نہر "نہر حیات" میں ڈالا جائے گا تو وہ یوں اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے اوپر کے کوڑا میں اگتا ہے پھر وہ نکلیں گے تو موتیوں کی طرح چمکندہ ہوں گے۔ ان کے گرد نول میں ہری ہوں گی اور انہیں اللہ کے آزاد کیے ہوئے کہا جائے گا جنہیں جنت میں بنیر عمل و بھلائی کے داخل کیا گیا ہے۔ انہیں کہا جائے گا کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ بھی تمہارا ہے اور اتنا اور بھی۔

بعض مسلمانوں کی شفاعت سے جماعتیں بخشی جائیں گی۔ کچھ کنبوں کی شفاعت کریں گے اور بعض صرف ایک آدمی کی شفاعت کر سکیں گے۔ شفاعت کا حق اعمال کے مطابق ملے گا۔

## پیمراط (رشتے)

یاد رکھیے کہ جنت و دوزخ تیار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مناسب جگہوں پر رکھا ہے۔ قیامت کے دن دوزخ کو کھینچ کر میدانِ محشر میں لایا جائے گا اور جنت



بھی تمقیوں کے لیے قریب کر دی جائے گی۔ لیکن دوزخ لوگوں اور جنت کے درمیان آجائے گا۔ دوزخ ایک تنور کی مانند ہے جس کا منہ تنگ اور پیٹ زیادہ ہے اس کے منہ پر پلصراط رکھا جائے گا اور جنت میں پہنچنے کے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ ہو گا اس پل کو پار کرنا ۵۰۰ سال کا راستہ ہے یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ اس کی دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں گی جو اوپر نیچے حرکت کر رہی ہوں گی۔ نیک لوگوں کا راستہ چھوڑنے کی بعثت کو زخمی کر دیں گی اور بعض کو بلوچ کر دوزخ میں ڈال دیں گی پلصراط پر سخت اندھیرا ہو گا یہاں روشنی صرف ایمان کی سبکی جتنا ایمان مضبوط و کامل اتنی ہی روشنی زیادہ۔ امانت اور رشتہ دونوں پلصراط پر کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے اپنے مجرموں کو دوزخ میں دھکیں گے اور اپنا پاس رکھنے والوں کی شفاعت کریں گے۔

یہاں سے اندازہ لگا لیجئے کہ رشتے کو ملانا اور امانت قائم رکھنا کتنا اہم ہے جو آدمی رشتوں کی پروا نہیں کرتا اور امانتوں میں خیانتیں کرتا رہتا ہے اسے پلصراط کے وحشت ناک منظر سے دوچار ہونے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میدانِ محشر میں مصروفیت**

ایک دن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا۔ فرمایا میں شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا مجھے پلصراط پر تلاش کرنا۔ انہوں نے عرض کیا حضور اگر وہاں نہ ملے تو فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہاں بھی نہ ملے تو فرمایا پھر مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا۔ میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا سبحان اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت کے کیلئے۔

کوئی قریب تر از کوئی لب کوثر  
کوئی صراط پہ ان کو پکارتا ہوگا  
کسی طرف سے صدا آئیگی جنوراؤ  
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا  
کوئی کہے گا دوہائی یا رسول اللہ  
تو کوئی تھام کے دامن چل رہا ہوگا

## (۵) جنت

جنت کا لفظی مطلب باغ ہے۔ لیکن جب یہ لفظ نیک لوگوں کی جزا کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد صرف باغ ہی نہیں ہوتے بلکہ حور و قصور بھی اس میں داخل ہوتے ہیں یہ بہت پُر آسائش اور مزین مقام ہے جس کی تعریفیں رب ذوالجلال نے قرآن پاک میں بار بار فرمائی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے حالات بہت شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ ذیل میں دو فصلیں پیش کی جا رہی ہیں پہلی "قرآن کے پیش فرمودہ جنت کے مناظر" اور دوسری "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جنت کی مہاروں" پر مشتمل ہے۔

### فصل اول

## قرآن کے پیش فرمودہ جنت کے مناظر

آر سورۃ طور:

بے شک پر بنیر گار باغات اور نعمتوں میں جس گے وہ خوش ہیں اس پر جو کچھ  
انہیں ان کے رب نے عطا فرمایا۔ اور ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا  
لیا۔ (انہیں فرمایا جائے گا) کہ کھاؤ اور پیو مزے لے لے کر اپنے اچھے اعمال کا بدلہ۔ وہ

صفوں میں بچھائے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے اور ہم نے انہیں حور عین سے بیاہ دیا اور کہتے ہیں اس لڑکی کو جس کی آنکھ کا گول حصہ بہت سیاہ ہو "عین" اس لڑکی کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں بہت دراز ہوں اور ہم نے انہیں ان کے پسندیدہ پھل اور گوشت سے مدد فرمائی۔ وہ چھینٹا جھپٹی کریں گے (شراب طور کے) ایسے جاموں کے لیے جنہیں پی کر نہ بہودگی ہوگی اور نہ ہی گناہ۔ ان پر ایسے خدام طواف کریں گے جیسے کہ وہ پھپھائے ہوئے موتی ہیں۔

### ۲۔ سورۃ رحمن :

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر جائے اس کے لیے دو جنتیں ہیں یہ دونوں بہت ہی شانوں والیاں ہیں۔ ان دونوں میں دو چشمے بہتے ہیں ان دونوں میں ہر پھل کا جوڑا ہے۔ اہل جنت ایسے بچھونوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے جن کا اندرونی غسل استبرق (اعلیٰ قسم کا ریشم) کا ہوگا یہ دونوں جنتیں قریب قریب ہو رہی ہوں گی (کہ ان کے میوے آسانی سے چنے جاسکیں) ان میں آنکھیں بند رکھنے والی لڑکیاں ہوں گی اپنے خاوند کے سوا ہر شخص سے آنکھیں بند رکھتی ہیں انہیں کسی انسان اور جن نے پہلے ہاتھ نہیں لگایا (انتہائی پاکدامن اور کنواری ہیں) وہ ایسی ہیں جیسے یاقوت و مرجان (سرخ و سفید موتی) ان دونوں کے علاوہ دو اور جنتیں ہیں جو بہت گہری سبز ہونے کی وجہ سے سیاہی مائل ہیں۔ ان میں دو چشمے پھوٹتے ہیں۔ ان دونوں میں پھل، کھجور اور انار ہیں۔ ان میں بڑی خوبصورت اور نیک سیرت لڑکیاں ہیں جو سیاہ چشم ہیں اور خمیوں میں پردہ نشین ہیں ان کو اس سے قبل کسی جن اور انسان نے ہاتھ نہیں لگایا وہ سبز بچھونوں اور خوبصورت منقش چاندنیوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔

### ۳۔ سورۃ واقعہ :

جو لوگ نیکیوں میں بڑھنے والے ہیں وہی مرتبوں میں بڑھنے والے اور وہی جنت

نعیم میں اللہ کے مقرب ہوں گے جڑاؤ تختوں پر رجن پر لعل دیا قوت جڑے ہونگے۔  
آمنے سامنے تکیہ لگا کر

بیٹھیں گے۔ ان پر ہمیشہ رہنے والے لڑکے آبخوروں اور شراب کے جاموں سے  
طواف کیا کریں گے۔ اس سے نہ درد سر ہوگا اور نہ ہی ہوش میں فرق آئے گا اور  
ایسے پھل پیش کریں گے جنہیں اہل جنت پسند کریں اور ایسے پرندوں کا گوشت  
جسے وہ چاہیں۔ سیاہ چشم اور دراز چشم لڑکیاں ہوں گی جیسے کہ چھپائے ہوئے موتی  
یہ ان کے اعمال کی جزا ہوگی۔ جنت میں بے ہودگی اور گناہ کی بات نہ سنیں گے مگر  
صرف ایک ہی قول سلام سلام۔

اور جن کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ بے خار بیروں اور کیلے کے  
تہ بہ تہ حوشوں، لمبے سالیوں، بہتے پانیوں اور بے شمار پھلوں میں ہوں گے جن میں  
نہ کوئی ختم ہونے والا ہے اور نہ ہی ممنوع۔ اور اونچی اونچی مسندوں پر ہوں گے وہاں کی  
لڑکیوں کو ہم نے خوب بنایا ہے اور کنوارگی سے نوازا ہے۔ ہم عمر اور پیار کرنے والیاں  
بنایا ہے۔ دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لینے والوں کے لیے۔

### ۴۷۔ الکدرہ:

ان (نیک لوگوں) کی جزا ان کے صبر کی وجہ سے، جنت دریشم ہے۔ وہ یہیں  
تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے جنت میں دھوپ دیکھیں گے نہ جاڑہ۔ اس کے سائے ان  
پر چمک جائیں گے اور اس کے میوے ان کے قریب کر دیئے جائیں گے اور ان پر  
گردش کریں گے چاندی کے ایسے برتن اور آنخوڑے گویا کہ وہ شیشہ ہوں۔ یہ شیشہ چاندی  
ہی ہوگا۔ ان کو اندازے کے مطابق بھرا گیا ہوگا اور انہیں جنت میں ایسے جام پلائے  
جائیں گے جن میں زنجبیل کی ملاوٹ ہوگی یہ جنت کا چشمہ ہے جس کا ذائقہ شکر جنین  
کی طرح ہوگا) اس میں ایک چشمہ بنتا ہوگا جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان پر ہمیشہ

رہنے والے لڑکے طواف کریں گے۔ جب آپ انہیں دیکھیں گے تو بکھرے ہوئے  
موتی محسوس کریں گے۔ جب آپ دیکھیں گے پھر دیکھیں گے تو نعمتیں ہی نعمتیں اور  
عظیم ملک ہوگا اہل جنت پر سبز ریشم اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے اور انہیں  
چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائے گا۔

### سورۃ نبا:

بے شک پرہیزگار کامیاب ہوں گے باغیچوں اور انگوروں میں۔ اور ہم عمر اجر  
چھاتی والی لڑکیاں ہوں گی اور چھلکتے ہوئے جام۔ نہ یہودہ بات اور نہ ہی جھوٹی۔

### سورۃ غاشیہ:

کتنے ہی چہرے اس دن خوش ہوں گے اور اپنی کوشش پر راضی۔ اعلیٰ جنوں  
میں ہوں گے اس میں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔ اس میں بہت چستے ہیں اور بلند تخت۔  
سیلتے رکھے ہوئے آخوڑے ہیں اور بچے ہوئے قالین اور پھیلے ہوئے شامیانے۔

### سورۃ کہف:

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم اچھے کام کرنے والوں کے جر  
ضائع نہیں کریں گے ان ہی لوگوں کے لیے بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی  
ہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور کریب و قنادیز کے سبز ریشمی  
کپڑے پہنیں گے اور تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا ثواب ہے اور کیا ہی  
اچھی آرام کی جگہ۔

### سورۃ حج:

بے شک اللہ تعالیٰ اچھے عمل کرنے والے مومنین کو جنت میں داخل فرمائے گا  
جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس میں انہیں سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جائیں  
گے ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔ انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی اور تعریفوں والے

راستے (اسلام) کی ہدایت فرمائی گئی۔  
سورة الصّفت :

(بے شک جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں) ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے یعنی بے شمار میوے وہ نعمتوں بھری جنت میں باعزت ہل گئے آئے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔ ان پر پاکیزہ شراب معین (یہ شراب ہتی ہوگی) کا دور ہوگا۔ یہ سفید رنگ کی ہوگی اور پینے والوں کے لیے انتہائی لذیذ۔ نہ اس میں خمار ہے اور نہ ہی سر چکرانا۔ اور ان کے پاس ایسی خوریں ہوں گی جو خاوند کے سوا کسی کو نہ دیکھیں گی (گردوغبار سے صاف دکش رنگ) گویا کہ وہ پوشیدہ رکھے ہوئے اندھے ہیں۔

فصل دوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیرانی جنت کی بہاریں

(ماخوذ من مشکوٰۃ)

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خطرہ گزرا۔ (ابوہریرہ رض)

۲۔ جنت میں ایک کوٹھار کھنے کی جگہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگی۔  
(حضرت ابوہریرہ رض)

۳۔ اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنا دنیا سے اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنت والی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو زمین آسمان کو چمک اور خوشبو سے بھر دے اس کے سر کی مانگ (چیر) دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔  
(حضرت انس رض)

۴۔ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار سواروں میں چلے گا اور وہ  
 طے نہ کر سکے گا اور جنت میں تم میں سے کسی ایک کے کمان رکھنے کی جگہ اس سے بہتر

ہے جس پر سورج طلوع و غروب ہوا۔ (حضرت ابو ہریرہ رض)

۵۔ مومن کو جنت میں ایک ہی موتی کا بہت بڑا خیمہ دیا جائے گا جس کی چوڑائی  
 یا لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں اس کے گھر والے ہوں گے جو دوسروں  
 کو دیکھ نہ سکیں گے جن پر مومن گشت کیا کرے گا۔ اس کے دو باغ ہوں گے جن کے برتن  
 اور سامان چاندی کے ہوں گے اور دو باغ ایسے ہوں گے جن کے برتن اور سامان سونے  
 کے ہوں گے۔ وہاں جنت عدن میں لوگوں اور اللہ کے دیدار کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو  
 گا سوائے کبریائی کی چادر کے جو اللہ تعالیٰ کے چہرے پر ہوگی۔

(حضرت ابو موسیٰ اشعری رض)

۶۔ جنت کی سو منزلیں ہیں۔ ہر دو منزلوں کے درمیان زمین آسمان کی طرح فاصلہ  
 ہے۔ فردوس سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس سے جنت کی چاروں نہریں (دودھ،  
 شہد، پانی اور شراب کی) پھوٹتی ہیں۔ اس کے اوپر عرش ہے تو تم جب بھی اللہ سے  
 مانگو تو جنت فردوس ہی مانگو (حضرت عباد بن صامت رض)

۷۔ جنت میں ایک بازار ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کو آیا کریں گے۔ تو شمال سے ہوا چلے  
 گی۔ ان کے چہروں اور ان کے کپڑوں میں بھر جائے گی جس سے ان کا حسن و جمال اور  
 بڑھ جائے گا۔ پھر یہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے تو حسن و جمال میں بڑھ چکے ہوں گے  
 ان سے ان کے گھر والے کہیں گے اللہ کی قسم تم تو ہم سے جدا ہو کر حسن و جمال میں  
 بہت بڑھ گئے تو وہ کہیں گے رب کی قسم تم لوگ بھی ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ  
 گئے ہو۔ (حضرت ابو ہریرہ رض)

۸۔ پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا۔ جو دھوپ رات کے چاند کی طرح ہوگا۔ ان

جو متصل ہوگا وہ آسمان کے تیز چمکدار ستاروں کی طرح روشن ہوگا۔ ان سب کے دل ایک آدمی کے موافق ہوں گے۔ نہ ان میں مخالفت نہ ان میں بغض ان میں ہر شخص کی دو بیڑیاں ہوں گی جو بڑی آنکھ والی ہوں گی جن کی پینڈیوں کی ٹینگ حُسن کی وجہ سے بڑی اور گوشت کے اوپر سے دیکھی جائے گی۔ صبح شام اللہ کی تسبیحیں پڑھیں گے (اس طرح کہ سانس کے ساتھ مل کر آئیں گی) نہ کبھی بیمار ہوں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے نہ تھوکیں گے نہ ناک صاف کریں گے۔ ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے۔ ان کی لنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگلیٹھیاں کا ایندھن لوبان کا ہو گا اور ان کا پسینہ مُشک ہوگا۔ سب کے قد حضرت آدمؑ کی شکل پر ساٹھ گز بلند (اور سات گز چوڑے) ہوں گے۔ (حضرت ابوہریرہ رض)

۹۔ جنت میں لوگ کھائیں پیئیں گے۔ نہ تھوکیں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک جھاڑیں گے (یعنی زکام نہ لگے گا) صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کھاتے کا کیا حال ہوگا فرمایا ڈکار اور مُشک کی طرح پسینہ۔ تسبیح و حمد ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے تم سانس لیتے ہو۔ (حضرت جابر رض)

۱۰۔ جو جنت میں جائے گا خوش رہے گا۔ کبھی غمگین نہ ہوگا۔ نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ نہ اس کی جوانی ختم ہوگی (حضرت ابوہریرہ رض)

۱۱۔ ادنیٰ جنتی سے رب فرمائے گا آرزو کر۔ وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا۔ تو رب اس سے فرمائے گا تو نے آرزو کر لی ہے وہ کہے گا ہاں تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جو تو نے آرزوئیں کیں وہ ادرا اس کے ساتھ اتنا ہی تیرے لیے اور ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رض)

۱۲۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی فرمایا پانی سے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کس چیز سے بنی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے



کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اور اس کا گارا خالص مشک ہے۔ اور اس کی  
بجری موتی اور یاقوت ہیں۔ نہ کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ جوانی فنا ہوگی۔

(حضرت ابوہریرہؓ)

۱۳۔ جنت میں کوئی درخت نہیں مگر اس کا تنا سونے کا ہے (حضرت ابوہریرہؓ)

۱۴۔ جنت میں ہر شخص کی دو حور عین ہونگی۔ ہر حور پر ۷۰ جوڑے ہوں گے۔ ان

کی پنڈلی کی بینگ ان جوڑوں کے اوپر سے نظر آرہی ہوگی۔ (حضرت ابوہریرہؓ)

۱۵۔ مرد کو جنت میں ۱۰۰ آدمیوں کی طاقت دی جائے گی (تاکہ از دو اجی زندگی سے

جی بھر کر لطف اندوز ہو سکے) حضرت انسؓ

۱۶۔ اگر اہل جنت سے کوئی شخص جھانکے پھر اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو ان

کی روشنی سورج کی روشنی کو یوں مٹا دے جیسے سورج تاروں کی روشنی کو مٹا دیتا

ہے۔ (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ)

۱۷۔ جنتی لوگ بغیر بال صاف بدن، بے داڑھی اور سر گھین آنکھوں والے ہوں

گے۔ نہ ان کی جوانی ختم ہوگی نہ ان کے کپڑے گھبیں گے (۳۰ یا ۲۲ سال کے

جوان ہوں گے) حضرت ابوہریرہؓ

۱۸۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے۔ فرمایا

اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل فرما دے تو توجب وہاں سوار ہونا چاہے

گا تو تجھے سرج یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا۔ جس کے دو پر ہوں گے

جو تجھے جنت میں لے کر منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا

یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے تو فرمایا اگر اللہ تجھے جنت میں داخل

فرمائے تو وہاں تیرے لیے ہر وہ چیز ہوگی جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھیں

جس سے لذت پائیں۔ (حضرت بریدہؓ)

۱۹۔ جنت والے ۱۲۰ صفیں بتیں گے جن میں ۸۰ صفیں اس امت (مسلم) کی ہوں گی اور ۴۰ صفیں باقی ساری امتوں کی۔ (ایضاً)

۲۰۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما ایک دن بازارِ مدینہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو ملے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ مجھے اور آپ کو جنت کے بازار میں جمع کر دے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہما نے لگے کیا وہاں بازار بھی ہے۔ فرمایا ہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جنت والے جب جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں اپنے اعمال کے مطابق داخل ہوں گے پھر انہیں دنیا کے دنوں کے حساب سے ایک ہفتہ میں ایک مرتبہ اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اور عرش الہی ان پر ہوگا۔ اور رب جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا تو ان کے لیے نور کے منبر، یا قوت اور زبرجد کے منبر، سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے ان میں سے ادنیٰ مشک کا نور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا۔ وہ یہ تصور نہ کرے گا کہ کمر سیلوں والے اس سے اعلیٰ جگہ پر ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے فرمایا ہاں۔ کیا تم سورج اور چاند کو دیکھنے میں کوئی شک محسوس کرتے ہو۔ ہم بولے نہیں فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کے دیدار میں بھی کوئی شک محسوس نہ کرو گے۔ اس مجلس میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کے سامنے بے حجاب موجود ہوگا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص کو کہے گا اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا وہ دن تجھے یاد ہے جب تو نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اسے اس کی بعض دنیاوی بد عہدیاں یاد دلائے گا۔ بندہ عرض کرے گا یا رب کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا۔ فرمائے گا ہاں تو میری وسعتِ رحمت کی وجہ سے اپنے اس درجہ میں پہنچا۔ جبکہ وہ ایسی حالت میں ہیں گے تو ان کے ادھر ایک بادل چھا جائے گا۔ ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ اس

جیسی خوشبو کسی نے نہ پائی ہوگی۔ پھر ہمارا رب فرمائے گا اس اعزاز کی طرف چلو جو میں نے تمہارے لیے تیار کیا ہے۔ جو چاہو لو۔ تو پھر ہم اس بازار میں پہنچیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس میں وہ چیزیں ہوں گی جو آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ ہی دلوں پر ان کا شائبہ گزرا ہوگا۔ تب ہم جو چاہیں گے ہم کو پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں نہ خرید ہوگی نہ فروخت۔ اس بازار میں بعض جنتی بعض سے ملیں گے۔ فرمایا ایک اونچے درجے والا آئے گا۔

وہ اپنے سے نیچے درجے والے سے ملے گا حالانکہ ان میں

نیچا کوئی نہیں۔ اس پر جو لباس دیکھے گا وہ اسے پسند آجائے گا۔ ابھی اس کی آخری بات ختم نہ ہوگی کہ اسے اپنے اوپر اس سے اچھا لباس محسوس ہوگا۔ یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کسی کا غمگین ہونا ممکن نہیں۔ پھر ہم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے تو ہم سے ہماری بیویاں ملیں گی کہیں گی خوب آئے اپنے گھر میں پہنچے۔ تم اس حالت میں آئے ہو کہ تمہارا من و حال اس سے اچھا ہے جس پر تم ہم سے جدا ہوئے تھے۔ تب ہم کہیں گے آج ہم نے اپنے رب کریم کے پاس ہم نشینی کی ہے۔ ہمیں ایسے ہی لوٹنا چاہیے تھا۔ جیسے کہ ہم لوٹے ہیں (زیادہ خوبصورت ہو کر)

۲۱۔ جنت کے ادنیٰ آدمی کی ۲۰ بیویاں (دو حور عین دنیا کی بیویاں اور ۷۰ اہل جنت سے)

اور ۸۰۰۰۰ خادم ہوں گے۔ اس کے لیے زر جدا دریا قوت موتی کا عجیبہ لگایا جائے گا جیسا کہ جابہ اور صنعا کا درمیانی فاصلہ ہے (جابہ ملک شام کا شہر ہے جبکہ صنعا یمن کا) جو جنتی چھوٹا یا بوڑھا مر جائے گا۔ وہ جنت میں ۳۰ سال کا بنا دیا جائے گا یہ لوگ اس عمر سے کبھی زیادہ نہ ہوں گے۔ اسی طرح اہل دوزخ بھی جوان ہوں گے۔ اہل جنت کے سر پتاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کو چمک سے بھر دے گا۔ اگر مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے تو پل بھر میں اولاد ہو کر جوان بھی ہو جائے (لیکن آدمی چاہے گا نہیں یہ چاہت اللہ تعالیٰ ختم فرمادیں گے۔) (حضرت ابو سعید رضی)

۲۲۔ جنت میں بڑی آنکھ والی حوروں کا جمع ہوتا ہے جو اپنی آوازیں بلند کرتی ہیں ایسی آواز مخلوق نے کبھی نہ سنی کہتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی غمگین نہ ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہے اس کے لیے جو پہلا ہوا وہ ہم اس کی ہوں (حضرت علی رض)

۲۳۔ جنت کا ایک شخص ستر مسندوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہو گا اپنی کروٹ لینے سے قبل (یعنی یہ سارا اہتمام اس کے بیٹھنے کے لیے ہو گا ظاہر ہے کہ سونے کا بستر اس سے کہیں اعلیٰ ہو گا) پھر اس کے پاس ایک عورت (اس کی بیوی) آئے گی جو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دے گی۔ یہ شخص اس کے رخصت میں اپنا منہ دیکھے گا۔ آئینہ سے زیادہ صاف ہو گا۔ اس پر ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کو چمکادے گا۔ وہ اسے سلام کرے گی اور یہ اس کے سلام کا جواب دے گا۔ اس سے پوچھے گا تو کون ہے وہ کہے گی میں تیرے رب کی زائد نعمتوں میں سے ہوں۔ اس پر ستر جوڑے ہوں گے۔ جنہیں اس کی نظر آ رہا کر جائے گی حتیٰ کہ پتلی کی منگ ان کے اوپر سے دیکھے گا۔ اس عورت پر ایسے تاج ہوں گے کہ ان کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان ہر نئے کو چمکادے گا۔ (حضرت ابو سعید رض)

۲۴۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جنتی سویا کریں گے فرمایا نیند موت کی جنس ہے اور جنتی مرے گے نہیں۔ (سویاں گے نہیں)

۲۵۔ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم وہ چیز چاہتے جو تم کو زائد دوں۔ وہ عرض کریں گے کہ تو نے ہمارے منہ روشن نہیں کر دیئے اور ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمادیا اور ہم کو آگ سے نجات نہیں دی۔ پھر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھائیں گے تو اہل جنت رب کی ذات کے نظارے کریں گے اور انہیں رب کے دیدار سے کوئی نئے پیاری نہ ہوگی (یہ دیدار حسب مراتب ہو گا کسی کو ہر وقت کسی کو صبح و شام، کسی کو ہفتہ کے بعد۔ کسی کو مہینہ کے بعد اور کسی کو سال کے بعد۔)

## ۶۔ جہنم

معزز قارئین کرام! آپ نے جنت کی خیالی اور تصوراتی سیر کر لی۔ آپ یقیناً اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے کہ ایسی عیش و عشرت اور سامانِ تیشات کی فراہمی کا تصور صرف جنت کے دسترخوانِ ایزدی پر ہی کیا جاسکتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ایک ادنیٰ شخص پوری روئے زمین پر حکومت کرنے والے بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ معزز اور زیادہ سامانِ عیش والا ہوگا۔ جس طرح کہیں ایسی لذیذ پر آسائش اور خوب صورت ترین جگہ کی مثال نہیں ملتی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے دوزخ میں ہونے والے عذابوں کی نظر بھی نہیں ملتی۔ دوزخ کے بھیانک اور دہشتناک منظر کی بھی ایک جھلکی ذرا ملاحظہ کر لیجئے اور پھر اپنی زندگی کے لیے ایسا سہ اختیار کیجئے جو آپ کو دوزخ سے بچائے اور جنت میں پہنچا دے۔ اے اللہ ہیں توفیق بخشا کہ ہم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو سکیں۔

## فصل اول جہنم کا قرآنی نقشہ

سورۃ واقعہ:

پھر تم اے گمراہو! اور جھٹلانے والو تم زقوم کا درخت کھاؤ گے اسی سے اپنا پیٹ بھرو گے اور اس پر ابلتا ہوا پانی پو گے پس تم (پیا سے) اونٹوں کی طرح پانی پینے والے ہو۔ انصاف کے دن میں تمہاری ہی سہانی ہے (جن لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا) وہ پیتی ٹو، کھولتے ہوئے پانی اور دھویں کے سائے میں ہوں گے جن میں نہ ٹھنڈک ہے نہ راحت۔ بے شک وہ اس سے قبل خوب عیاشیاں کرتے تھے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔

## سورة الصَّفَّتِ :

(جنت) کی یہ مہمانی بہتر ہے یا تھوڑے کا درخت۔ جسے ہم نے ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے۔ یہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ سے نکلتا ہے۔ اس کے شکوے ایسے ہیں جیسے شیطان کے سر۔ بے شک کافر اس کو کھانے والے ہیں اور اسی سے پیٹ بھرے گے پھر ان کے لیے اس پر پینے کو کھولتا ہوا پانی ہے۔ پھر وہ ضرور بھڑکتی آگ کی طرف پھر جائیں گے بے شک انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تو وہ بھی ان کے نقش قدم پر دوڑتے جا رہے ہیں۔

## سورة ص :

بے شک سرکشوں کا ٹھکانا بہت بڑا ہے یعنی جہنم۔ اس میں جائیں گے تو کیا ہی برا بکھونا ہے۔ یہ ہے تمہارے لیے پس اسے چھو کھولتا ہوا پانی اور پیپدز خموں کا گند خون اور اسی شکل کے اور برے عذاب۔

## سورة غاشیہ :

کتنے ہی چہرے اس دن (قیامت کے دن) ذلیل ہوں گے۔ کام کریں مشقت جھیلیں اور بھڑکتی آگ میں جائیں اور انہیں کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے۔ ان کیلئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے، نہ موٹا کریں اور نہ بھوک دور کریں۔

## سورة نباء :

بے شک جہنم سرکشوں کی گھات ہے اور ٹھکانا۔ وہ اس میں مدتوں رہیں گے جس میں نہ ٹھنڈک ہوگی اور نہ ہی کوئی مشروب سوائے کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے۔ (کفار کو کہا جائیگا) چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ہیں۔ نہ سایہ دار ہے اور نہ ہی آگ سے بچاتا ہے۔ بے شک دوزخ یوں چنگاریاں اڑاتا ہے جیسے اونچے محل گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

## فصل دوئو

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ نقشہ جہنم

۱- تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں جزو ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ - یہی آگ کافی تھی فرمایا وہ آگ اس سے انتہر (۶۹) درجے تیز رکھی گئی ہے۔ ہر درجہ اس کی آگ کی مثل ہے (حضرت ابو ہریرہ رض)

۲- دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہوگا جس کے لیے آگ کا جوتا اور دو تسے ہوں گے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ جیسے ہانڈی کھولتی ہے اور وہ نہ سمجھے گا کہ کوئی اس سے سخت تر عذاب والا بھی ہے حالانکہ وہ ان سب میں ہلکے عذاب والا ہوگا (حضرت ابن عباس رض کی رائے میں یہ شخص ابوطالب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور بہوش کنندہ) (حضرت نعمان بن بشیر رض)

۳- قیامت کے دن عیش والے دنیا دار دوزخی کو لایا جائے گا اسے آگ میں ایک بد غوطہ دیا جائے گا پھر کہا جائے گا اے انسان کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی یا تجھ پر کوئی نعمت آئی۔ وہ کہے گا یارب واللہ نہیں۔ اور دنیا کے مصیبت زدہ جنتی کو لایا جائے گا۔ جنت میں ایک غوطہ دے کر اسے کہا جائے گا اے انسان کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی یا تجھ پر کوئی سختی آئی وہ کہے گا یارب واللہ نہیں۔ مجھ پر کوئی نہیں آئی اور نہ ہی کوئی سختی میں نے دیکھی۔ (حضرت انس رض)

۴- دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان تیز سوار کے لیے تین دن کا راستہ ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی ڈاڑھ اُحد پہاڑ کی طرح ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی راہ۔ دوسری روایت میں ران بیضا پہاڑ کی طرح اور آگ کی نشست تین دن کی راہ ہوگی۔ کھال کی موٹائی ۴۲ گز اور پشت مکہ اور مدینہ کے درمیان فاصلہ کی طرح ہوگی۔

کافر اپنی زبان کو س دو کو س تک (تین میل سے چھ میل تک) نکالے گا جسے لوگ روئیں گے۔ (حضرت ابوہریرہ رضی)

۵۔ دوزخ کی آگ ایک ہزار سال تک دھکائی جاتی رہی تو سُرُخ لال ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک دھکائی جاتی رہی تو سفید ہو گئی پھر ایک ہزار سال تک دھکائی گئی تو سیاہ ہو گئی چنانچہ اب وہ سیاہ تاریک ہے (حضرت ابوہریرہ رضی)

۶۔ صعود آگ کا پہاڑ ہے جس پر دوزخی ۷۰ سال چڑھتا رہے گا پھر وہاں سے گرے گا ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے گا۔ (حضرت ابوسعید رضی)

۷۔ دوزخیوں کے پینے کے لیے پانی تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا جب اس کے چہرے کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔

۸۔ گرم پانی دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا تو یہ گرم پانی ان میں سرایت کر جائے گا یہاں تک کہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے گا تو اس کے پیٹ کی چیزوں کو کاٹ ڈالے گا حتیٰ کہ اس کے قدموں سے نکل جاوے گا پھر ٹھیک کر دیا جائے گا (اور پھر ایسے ہی عذاب دہرایا جائے گا) حضرت ابوہریرہ رضی

۹۔ جب پانی دوزخی کے منہ کے قریب کیا جاوے گا وہ اسے ناپسند کرے گا تو اس کا چہرہ بھون دے گا اور اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی پھر جب اسے پئے گا تو اس کی آنتیں کاٹ دے گا حتیٰ کہ پیشاب والے راستے سے نکل جاوے گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی)

۱۰۔ اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں پر ان کی روزیاں حراب کر دے تو اس کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا ہی زقوم ہو رہا ہے وہی زقوم ہے جس کا فصل اقل میں آپ نے پڑھا ہے یہ دوزخیوں کی خوراک ہے بہت زہریلا درخت ہے۔ جس کا ایک قطرہ پوری زمین کو قیامت تک زہر آلود کر سکتا ہے اس کے زہر کا اندازہ آپ خود لگالیں

(حضرت ابن عباس رضی)



۱۱- دوزخی روئیں گے ان کے چہرے پر آنسو بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں کہ آنسو ختم ہو جائیں گے تو آنکھوں کو زخمی کر دیں گے (یعنی خون بہنے لگے گا) اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل جائیں۔

۱۲- اگر انسان کی کھوپڑی کے برابر سیسہ آسمان سے پھینکا جائے تو رات سے پہلے زمین پر پہنچ جائے حالانکہ یہ فاصلہ بھی پانچ سو برس کا ہے۔ لیکن اگر یہی گولہ دوزخی زنجیر کے ایک سرے سے گرایا جائے تو دوسرے سرے تک ۴۰ دن رات چلنے کے باوجود بھی نہ پہنچے۔ (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رض)

۱۳- آگ میں سانپ ہیں اونٹوں کی طرح۔ ان میں سے ایک ڈسے گا تو وہ دوزخی اس کا زہر ۴۰ سال تک پائے گا۔ آگ میں کچھو ہیں پالان والے نچروں کی طرح ان میں سے ایک ڈسے گا تو ۴۰ سال زہر کا اثر رہے گا۔ (حضرت عبداللہ بن حارث رض)

۱۴- سورج اور چاند کو تاریک کر کے دوزخ میں پتھر کے ٹکڑوں کی طرح لٹکا دیا جائے گا۔ (عنتب کی زیادتی کی خاطر یہ دونوں آگ میں تپ کر مزید گرمی محاذیں گے) حضرت حسن رض  
۱۵- دوزخ میں کوئی نہ جلسے گا مگر بد بخت۔ عرض کیا گیا بد نصیب کون ہے فرمایا جو اللہ کی فرمانبرداری کا کام نہ کرے اور اس کی نافرمانی نہ چھوڑے۔ (حضرت ابو بکر صدیق رض)



## باب نمبر ۳ دنیا کی حقیقت

(نگاہ رسالت میں)

۱۔ ہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے تھے کہ ایک مرا ہوا بھینٹ کا بچہ راستے میں پڑا دیکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ ایک درہم کے عوض یہ خرید لے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نہیں چاہتے۔ فرمایا اللہ کی قسم یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل ہے جیسی یہ (مردہ بھینٹ) تمہارے نزدیک۔

(حضرت جابر رضی)

۲۔ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

۳۔ ہلاک ہو جائے دنیا کا بندہ۔ روپے پیسے کا بندہ۔ اعلیٰ کپڑوں کا بندہ۔ اگر اسے دیا جائے تو راضی رہے اور اگر نہ دیا جائے تو نالارض ہو جائے۔ وہ ہلاک ہو جائے برباد ہو جائے جب اسے کانٹا لگے تو نہ نکلے۔ خوشخبری ہو اس بندے کے لیے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے۔ اس کے بال بکھرے ہوں۔ اس کے قدم گرو آلود ہوں۔ پیرے ہیں ہو تو پیرہ میں ہے۔ لشکر کے پیچھے ہو تو پیچھے رہے۔ اگر اجازت مانگے تو نہ دی جائے اگر سفارش کرنے تو قبول نہ کی جائے (یعنی بندہ بالکل بے کس اور لوگوں کے نزدیک بے وقعت ہو تو ایسے ہی بے سہارا اور بے چارہ لوگوں کے لیے جنت چشم براہ ہے)

۴۔ اللہ میں تم پر فیکری کا خوف نہیں کرتا لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی تو تم اس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے اور تم ویسے ہی ہلاک کر دیئے جاؤ جیسے پہلوں کو ہلاک کر دیا گیا۔

۵۔ بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ حالانکہ اس کے مال صرف تین ہیں (۱) جو کھا کر ختم

کہر دیا جائے (۲) یا پہن کر پرانا کر دیا جائے (۳) یا اللہ کی راہ میں خیرات کر کے اپنے لیے جمع کر لیا جائے۔ جو ان کے علاوہ ہے وہ تو جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لیے پھوڑنے والا ہے۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں سیکھ لے ان پر خود بھی عمل کرے اور اس کو بھی سکھائے جو ان پر عمل کرنا چاہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ چیزیں گنیں۔ فرمایا (۱) حرام چیزوں سے بچو تمام لوگوں میں بڑے عابد ہو جاؤ گے (۲) اللہ نے جو تمہاری قسمت میں کر دیا اس پر راضی رہو تو تم سب لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو چکے مومن ہو جاؤ گے (۴) لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو تو تم سچے مسلمان بن جاؤ گے (۵) زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بنی آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا۔ تیری غریبی دور کر دوں گا۔ اگر تو یہ نہ کرے تو تیرا ہاتھ کام کاج سے بھر دوں گا اور تیری فیکری کو بند نہ کر دوں گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

۸۔ حضرت عمرو بن مہمون رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری سے پہلے تندرستی کو (۳) فیکری سے پہلے غنا کو (۴) مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور (۵) موت سے پہلے زندگی کو۔

۹۔ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہوشیار رہو، دنیا لعنتی شے ہے۔ جو دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور سوائے اس کے جو رب کے قریب کر دے اور عالم اور طالب علم کے سوا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ اگر نیا اللہ کے نزدیک پھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک

گھونٹ یعنی نہ پلاتا۔ (حضرت سہل بن سعد رض)

۱۱۔ مسلمان کو ہر خرچ پر ثواب دیا جاتا ہے سوائے اس خرچ کے جو مٹی پر کر دیا جائے

(یعنی مکان بنا دیا جائے) حضرت خباب رض

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میرے رب نے پیش فرمایا کہ مکہ کی این

سونا بنا دی جائے۔ تو میں نے عرض کیا یا رب میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہوں اور

ایک دن بھوکا رہوں۔ جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں اور مجھے یاد کروں۔ جب

سیر ہو جاؤں تو تیری حمد کروں اور شکر ادا کروں۔ (حضرت ابو امامہ رض)

۱۳۔ قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے جس وقت تک اس سے پانچ سوالات

نہ پوچھ لیے جائیں (۱) اس کی عمر کے متعلق کہ کہاں خرچ کی (۲) جوانی کے متعلق کہ کاہے میں

گزاری (۳) اس کے مال کے متعلق کہاں سے کمایا (۴) اور کہاں خرچ کیا (۵) جو علم حاصل کیا

اس پر عمل کیا کیا۔ (حضرت ابن مسعود رض)

۱۴۔ کھٹی ایسا ہے جو پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں

یا رسول اللہ۔ فرمایا یوں ہی دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (حضرت انس

۱۵۔ جو حلال روزی تلاش کرے بھیک سے بچنے۔ اپنے گھر والوں کی خوشحالی اور اپنے،

ہمسائے پر مہربانی کے لیے تو وہ قیامت کے دن اللہ سے ایسا ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھریں

دلت کے چاند کی طرح ہوگا اور جو حلال دنیا طلب کرے مال بڑھانے کے لیے۔ فخر و تکبر کے

لیے۔ دکھلاوے کے لیے تو وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس پر ناراض ہوگا (ابو ہریرہ رض)

۱۶۔ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کھٹی گھر نہ ہو۔ اس کا مال ہے جس کا کھٹی مال نہ ہو۔ اور

اس کے لیے وہی جمع کرتا ہے جس کی عقل نہ ہو (یعنی دنیا میں عیش و عشرت اور خوب مال دار

وہی ہوتا ہے جس کے مقدر میں آخرت کی عیش اور مال نہ ہو سوائے ان مالداروں کے جن

کی دولت راہ خدا کے لیے ہوتی ہے۔ (حضرت عائشہ رض)

۱۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا کہ شراب گناہوں کی جڑ ہے عورتیں شیطان کا جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ عورتوں کو پیچھے رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے رکھا ہے (یعنی انہیں بادشاہ و امام نہ بناؤ ان میں بہت کمزوریاں ہیں۔ ان کمزوریوں کی بنا پر ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں سے کم درجے میں رکھا ہے۔)

۱۸۔ جن چیزوں سے میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں ان میں زیادہ خوفناک نفسانی خواہش اور لمبی امید ہے۔ نفسانی خواہش تو حق سے روک دیتی ہے اور رہی دراز امید تو وہ آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ یہ دنیا کو بچ کر کے جا رہی ہے (جا کر نہیں آئے گی) اور یہ آخرت کو بچ کر کے آ رہی ہے (یہ آ کر نہیں جائے گی) ان دونوں میں سے ہر ایک کے بچے ہیں۔ اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے بیٹے نہ بنو تو ایسا ضرور کرو۔ کیونکہ تم آج میدانِ عمل میں ہو جہاں حساب نہیں اور تم کل آخرت کے گھر ہو گے جہاں عمل نہ ہو گا۔ (حضرت جابر رض)

۱۹۔ ہم دروازہ جنت پر کھڑے ہوئے تو وہاں داخل ہونے والے عموماً مسکین لوگ تھے اور مالدار روکے ہوئے تھے۔ جب دوزخیوں کو داخل ہونے کا حکم دیا گیا تو وہیں دروازہ آگ پر کھڑا ہو گیا تو وہاں داخل ہونے والی عموماً عورتیں تھیں (حضرت اسامہ رض)

۲۰۔ فقرا مہاجرین قیامت کے دن مالداروں سے ۴۰ سال پہلے جنت میں جائیں گے (عبداللہ بن عمر رض) ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ۵۰ سال قبل۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں دو عادتیں ہوں اسے اللہ صابر شاکر لکھتا ہے (۲) جو دین میں اپنے اوپر والے کو دیکھے تو اس کی پیروی کرے (۳) اور دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھے تو اللہ کا شکر کرے کہ اللہ نے اس شخص پر بزرگی دی جو اپنے دین میں اپنے سے کم کو دیکھے اور اپنی دنیا میں اپنے سے اوپر کو دیکھے اور فرت شدہ دنیا پر غم کرے تو اللہ تعالیٰ نہ اسے شاکر لکھے گا نہ صابر۔ (حضرت عمر بن شعیب رض)

۲۲۔ جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل پر راضی

ہو جائیں گے۔ (حضرت علی رضی)

میرے دوستو! آپ نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ مفقودہ کی روشنی میں دنیا کی حقیقت کا جائزہ لے لیا۔ دنیا ایک کھیل اور مشغولہ ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے تو اہل ماتی فصلوں سے زمین کو زینت بخش دیتا ہے پھر جب پک جاتی ہیں تو پسی پڑتی اور خشک ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ یہی پڑ رونق فصلیں بھوسہ بن جاتی ہیں اور اس کو ہوائیں اٹائے پھرتی ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین پر چمن حیات کی تخم ریزی کی تو آج اسے جو بن بخشا ہے۔ لیکن وہ دن عنقریب آنے والا ہے جب یہ ساری بساط لپیٹ دی جائے گی نہ بلند پہاڑ ہوں گے نہ ہموار سبزہ زار نہ بہتی ندیاں ہوں گی نہ سمندر کے شعور نہ آباد شہر ہوں گے نہ بستے ہوئے بازار۔ غرضیکہ ساری رولتیں پلک بھپکتے ہیں ختم ہو جائیں گی۔ تیچھے رہ جائے گی رب ذوالجلال کی ذات بابرکات پھر اس کے حکم سے ہر ذی روح انسان۔ جن۔ حیوان پرند اور چرند ہر شے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گی پھر ان سب سے زندگی کا فلاح حساب لے لیا جائے گا۔ جن و انس میں جو کامیاب ہوں گے وہ جنت میں مزے لوٹیں گے اور جو ناکام ہو گئے وہ دوزخ کی بھر پور ہوتی آگ میں گرفتار ہوں گے۔ دوزخ کوئی معمولی شے نہیں ہے بلکہ بڑیاں پس کر رکھ دے گی۔ کون ہے وہ مائی کلال جو اس کے عذاب کو برداشت کرنے کا تصور کرے یا اس سے بے خوف ہو جائے وہ کون ہے بے ذوق انسان جو جنت کی نعمتوں سے بہرہ مند نہ ہونا چاہے اور اس میں ان کی طلب پیدا نہ ہو۔ اگر آپ کے دل میں دوزخ کا خوف پیدا ہو گیا ہے اور جنت کی تڑپ پیدا ہو گئی ہے تو اپنے دل میں خوف خدا اور محبت الہی پیدا کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کا پناہ اللہ کی محبوبیت حاصل کرو۔ سابقہ گناہوں کی معافی مانگ لو اور آئندہ ثابت قدم رہو اور معمولت مصطفیٰ میں اپنی شخصیت کو ڈھالنے کا عزم کر لو۔ اپنی عمر میں پر اتسو بہاؤ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کوئی بندہ مومن نہیں جسکی آنکھوں سے اللہ کے خوف سے آنسو بہنے نکلیں اگر وہ وہ مومن کے سر کے برابر ہوں چہرہ وہ اس کے چہرے کے ظاہری حصے کو چھو نہیں مگر اسے اللہ آگ پر حرام فرما دے گا۔

کتاب  
میں  
آپ  
کے  
میں



## باب نمبر ۲ علیہ مبارک

اللہ تعالیٰ اپنے جن مخصوص اور منتخب افراد کو منصب نبوت سے نوازتا ہے انہیں حساناً اور شكلاً سب لوگوں سے اعلیٰ اور ارفع کر دیتا ہے۔ جتنے انبیاء بھی مبعوث ہوئے سب بہترین اور باعرب شخصیتوں کے مالک تھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے اس کی وجاہت اور خصوصاً چہرہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دل کی کیفیات چہرے سے ہی عیاں ہوتی ہیں۔ ایک حدیث میں بھی وارد ہے کہ ”اِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ تَبْلِيْغُ الْوُجُوْهِ“ (کہ بے شک پرہیزگاری چہرے کو چمکا دیتی ہے) کوئی جتنا متقی اور روشن ضمیر ہوگا اتنا ہی اس کا چہرہ چمکدار اور دلکش ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر متقی و پرہیزگار کون ہوگا اسی لیے آپ کے چہرہ مبارک پر جلوؤں کا پہرہ لگا رہتا تھا۔ نجم و طہ کے بادل جھوم جھوم کر برستے رہتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے عمدہ خصائل و شمائل سے نوازے گئے تھے۔ افسوس کہ ہم آپ کا رخ تاباں دیکھنے کے قابل نہ ہو سکے۔ جن خوش قسمت افراد نے اس نور مجسم اور پیکر حسن و جمال کی زیارت کی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے رخ و خال کی ایک واضح تصویر سامنے آجاتی ہے۔

آئیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب شاعر حضرت حسان رنہ کا ایک قطعہ ملاحظہ فرمائیں۔

أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ  
أَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْبِنَاءُ

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہ دیکھا  
(بلکہ حقیقت یہ ہے) کہ آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں

خُلِقْتَ مُبَدَّرًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ہر عیب سے پاک و منزہ پیدا فرمائے گئے ہیں  
یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق بنائے گئے ہیں۔

سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال و کرم دار کی کیسی نادر نقشہ کشی کی ہے۔ قیامت تک آنے والے سارے ملائین کی ساری نعمتیں اور تعریفیں اس شعر میں گم نظر آتی ہیں۔

چہرہ انور: ہ میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو

میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

۱۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قدم رجا فرمایا تو میں حاضر ہوا۔ جب میں نے ان کا چہرہ دیکھا تو پہچان لیا کہ ان کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔ انہوں نے پہلی بات لوگوں کو یہی بتائی۔ اے لوگو! سلام کو افتخار دو۔ دھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ رشتے ملاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۲۔ ہم نے ایسا خوب رو شخص اور نہیں دیکھا۔ ہم نے ان کے منہ سے ایک روشنی نکلتی

دیکھی ہے (ابو قرصانہ کی والدہ اور خالہ)

۳۔ کاش تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سورج چمک رہا ہو

(ربیع بنت معوذہ رضی)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا لیکن جب

ایک دفعہ مل لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین دوست بن جاتا۔ (حضرت علی رضی)

۵۔ خوشی میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسے چمکتا جیسے چاند

کا ٹکڑا ہو۔ یہ چمک آپ کی خوشی کی آئینہ دار ہوتی۔ (حضرت کعب بن مالک رضی)

۶۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو شرخِ حلقہ زیب تن کیے ہوئے دیکھا۔ میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

کو دیکھتا اور کبھی چاند کو بالآخر میں اس فیصلے پر پہنچا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے

زیادہ حسین ہیں۔ آپ کا چہرہ چاند اور سورج کی طرح تھا۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چاند کی سی چمک تھی۔ (حضرت ہند بن ابی ہالمہ رضی)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بالکل گول نہ تھا بلکہ ہلکی گولائی لیے ہوئے تھا۔

(حضرت علی رضی)

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کشادہ تھی، آبرو و خمدار باریک گھنے بالوں والے

اور جڈا جڈا تھے۔ دونوں کے درمیان ایک باریک رگ تھی جو غصہ کی حالت میں نمایاں ہو

جاتی تھی (حضرت ہند بن ابی ہالمہ رضی)

۱۰۔ مسرت پیشانی سے چھلکتی تھی (حضرت کعب بن مالک رضی)

**رنگ مبارک:**

۱۔ آپ کا رنگ نہ چونے کی طرح سفید، نہ سانولا بلکہ گندم گول تھا جس میں سفیدی

غالب تھی۔ (حضرت انس رضی)

۲۔ آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل سفید تھا جیسے سرخی مائل سفید رنگ کا تازہ کھلا

ہوا گلاب کا پھول (حضرت غلی رضی)

۳۔ آپ کا رنگ مبارک سفید ملاحت والا تھا (حضرت ابو طفیل رضی)

۴۔ آپ کے جسم مبارک کی رنگت سفید اور چمک دار تھی جیسے چاندی سے ڈھلا ہو۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی)

**آنکھ مبارک:** حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سیاہ و دراز تھیں (حضرت علی رضی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکھ کا خانہ لمبا اور قدرتی طور پر سرنگین تھا۔ اس کے

سفید حصے میں باریک سُرخ ڈورے تھے۔ آپ کی پلکیں دراز تھیں یعنی انتہائی مستحسین۔

(حضرت جابر بن سمہ رضی)

**ناک مبارک:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور اس

پرایک نورانی چمک تھی۔ (ہند بن ابی ہالہ رض)

رخسار مبارک : آپ کے رخسار ہموار ہلکے تھے۔ نیچے کو ذرا گوشت، ڈھلکا ہوا محسوس ہوتا تھا (ایضاً)

دہن مبارک : منہ مبارک بہ اعتدال فرخ تھا (ایضاً)

دندان مبارک : آپ کے دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے۔ سامنے کے دانتوں

میں خوشنما رنجیں تھیں۔ کلام کے دوران ان سے نور نکلتا تھا۔ (حضرت ابن عباس رض)

ریش مبارک : آپ کی ریش مبارک بھر پور اور گھنی تھی۔ اس میں شمط تھا یعنی چند سفید بال

جن کی تعداد پانچ بتائی جاتی ہے اور ایک بال ریش بچی (نچلے ہونٹ سے ملحقہ چھوٹی سی

داڑھی نما بالوں کی جھرمٹ) میں بھی سفید تھا۔

گردن مبارک : آپ کی گردن پتل اور لمبی تھی جیسے موتی کی طرح خوبصورتی۔ سے تراشی

گئی ہو۔ چاند کی طرح چمکدار اور اجلی تھی۔ (حضرت ہند بن ابی ہالہ رض)

سر مبارک : آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔ بال قدرے خم دار تھے۔ یعنی نہ بالکل سیدھے

اور نہ بہت گھنگھریلے۔ کبھی شانوں تک پہنچتے اور کبھی کانوں کی لوتک۔ آپا مانگ درمیان

سے نکالتے تھے۔ سر مبارک میں چودہ بال سفید تھے جو تیل نہ لگانے کی صورت میں نمایاں

ہو جاتے۔ بال مبارک بہت سیاہ تھے قرآن پاک میں انہیں رات کی سیاہی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سینہ مبارک : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ تھا۔ اس کے بالائی

حصے پر تھوڑے سے بال تھے سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی لمبی لکیر تھی۔ آپ کا سینہ

معارف الہی کا گنجینہ تھا۔ یہ پیٹ سے ملا ہوا تھا یعنی پیٹ اور سینہ ہموار تھے۔

کندھے مبارک : آپ کے کندھوں کے درمیان عام لوگوں سے زیادہ فاصلہ تھا اور

اس کے درمیانی حصے پر گوشت تھا۔ کندھوں اور بازوؤں پر تھوڑے سے بال تھے۔

لہ والضحیٰ واللیل قسم ہے سورج جیسے چمکتے چہرے کی سیاہ زلفوں کی۔ (تفسیر روح البیان)

بازو مبارک : آپ کے بازو مبارک دراز تھے۔ کلائیوں چوڑی تھیں اور ہتھیلیاں فراخ۔ انگلیاں موزوں حد تک لمبی تھیں۔ آپ کی ہتھیلی پر گوشت، نرم اور خوشبودار تھی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی کیفیت ملاحظہ ہو۔ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی پھر وہ اہل خانہ کی طرف نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ نکلا بچے سنانے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو سے یوں محسوس ہوا جیسے ابھی عطار کے ڈبے سے نکالا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں میں نے ریشم و دبیر کا کوئی کپڑا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم اور گداز نہیں دیکھا۔ پشت مبارک : آپ کی پشت مبارک چمکدار اور ہموار تھی جیسے پگھلائی ہوئی چاندی اس پر دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح ہر بہت تھی جو جسم اطہر کے ہر رنگ تھی۔ اس پر تیل تھے (متفرق روایات)

ٹانگیں اور پاؤں مبارک : آپ کی ٹانگیں انتہائی موزوں لمبائی لیے ہوئے تھیں پنڈلیوں پر زیادہ گوشت نہ تھا۔ بلکہ ہلکی ہلکی سستی ہوئی۔ پاؤں مبارک پر گوشت تھے تلورے قدرے گہرے تھے مگر اڑیوں پر گوشت بہت کم تھا۔ اوپر سے قدم ایسے چکنے تھے کہ پانی نہ ٹھہرتا تھا قدم مبارک : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک درمیانہ تھا لیکن مائل و درازی۔ مجھ میں ہوتے تو دوسروں سے اونچے دکھائی دیتے (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

رفتار : محبوب رب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار آپ کی عظمت، شوکت، شرافت اور وقار کی ترجمان تھی آپ کی رفتار کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ڈھیلے ڈھالے طریق سے قدم گھسیٹ کر نہ چلتے بلکہ قدم اٹھا کر اور قدم جاکر چلتے۔

۲۔ چلتے ہوئے نظریں سیدھی رکھتے (دائیں بائیں نہ دیکھتے)

۳۔ آگے کی طرف جسم اطہر قدرے جھکا رہتا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اونچائی سے نیچے اتر رہے ہوں۔

۴۔ آپ معمولی رفتار سے بھی اگر چلتے تو آپ کی رفتار اتنی تیز ہوتی کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ زمین آپ کے لیے سمیٹی جا رہی ہے صحابہ دوڑ دوڑ کر آپ سے ملتے اور مشقت جھیلنے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے میں کوئی دشواری محسوس نہ فرماتے۔

۵۔ کبھی اپنے صحابہ کے ہاتھ پکڑ کر بھی چلتے۔ اگر دو صحابی ہوتے تو ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں رکھتے اور خود درمیان میں چلتے۔

۶۔ چلتے چلتے اگر کسی چیز کی طرف دیکھتے تو پورے جسم سے مڑ کر دیکھتے۔ خالی گھر دن یا نظر پھیر کر نہ دیکھتے۔

### پسینہ مبارک:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا اور اس سے خوشبوؤں کی سی ہرک اٹھتی تھی آئیے صحابہ کی زبانی سماعت فرمائیں۔

۱۔ آپ گلاب کے پھول کی طرح تھے اور آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح۔ جب چلتے تو طاقات سے چلتے۔ میں نے موٹا اور باریک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ نرم نہ چھوارا اور نہ ہی مشک و عنبر سونگھی جو رسول کریم رُوفا الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرک سے زیادہ خوشبودار ہو۔ (حضرت انس رضی)

۲۔ حضرت ام سلیم رضی کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ کے لیے تشریف لے جاتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چڑے کا بستر بچھا دیتیں۔ حضور اس پر آرام فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتیں اور اپنی خوشبوؤں میں ملا لیتیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے تو فرمایا یہ کیسا ہے؟ عرض کیا آپ کا پسینہ۔ ہم اس کو اپنی خوشبوؤں میں ملا لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے۔ اور ہم اپنے بچوں کے لیے اس کی برکت کی امید کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری

رائے بہت اچھی ہے (ام سلیم رض)

۳۔ آپ جس راستے پر چل نکلتے تو وہ راستہ مہک اٹھتا۔ اگر کوئی پیچھے آتا تو پہچان جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے ہیں۔ یہ آپ کی اعلیٰ مہک کی وجہ سے ہوتا یا آپ کے پسینے کی خوشبو سے (حضرت جابر رض)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظی نقشہ

۱۔ آپ کا جسم مبارک مجموعی طور پر بہت موزوں اور گتھا ہوا تھا۔ اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں جسم نر و نازہ اور توانا تھا جیسے ابھی نہائے ہوں۔ جسم کی نظافت کا یہ عالم تھا کہ کبھی مکھی نہ بیٹھی۔

۲۔ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ کے پہرے پر سورج لوٹ رہا ہو میں نے چال میں بھی لسی ہو ان سے بڑھ کر نہ پایا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے زمین ان کے لیے سمیٹی جا رہی ہو۔ ہم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے مگر آپ پر واہ نہ فرماتے (حضرت ابو ہریرہ رض)

۳۔ حضرت ام معبدہ رض قوم خزاعہ کی بلند بخت بڑھیا ہیں۔ جن کے خیمے میں سفر ہجرت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رکھا اور اس کی مرلی اور دبلی پتلی بکری سے دودھ دوسا پہلے اُمّ معبدہ رض کو پلایا پھر اپنے تین ساتھیوں حضرت ابو بکر صدیق رض حضرت عبد اللہ لیشی رض اور حضرت عامر بن فہیرہ رض کو پلایا اور خود بھی نوش فرمایا پھر بڑے برتن کو دودھ سے بھر کر آپ کے خیمے میں چھوڑا اور خود تشریف لے گئے۔ جب حضرت ام معبدہ رض کا فاوند گھرا آیا اور اس نے دودھ کی بہتات دیکھی تو وہ پوچھنے لگا کہ یہ کس کا فیضان ہے تو حضرت ام معبدہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین اور حسین الفاظ میں یوں تصویر کھینچی۔

”پاکیزہ اور کشادہ چہرہ۔ پسندیدہ خوشبو۔ نہ پیٹ باہر نکلا ہوا نہ سر کے بال گرے ہوئے

زیبا۔ صاحبِ جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال بے اور گھنے، آوازیں ذرا بھاری پن، بلند گردن، سرنگین چشم، باریک اور پیوستہ آبرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، دور سے دیکھنے میں دلفریب، قریب سے شیریں و حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ کلام کی بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی، میانہ قد کہ کوتائی: پسندیدہ نہ ہو نہ طویل کہ طوالت سے آنکھ نفرت کرے۔ رفیق ایسے کہ گرد و پیش رہیں، حکم خاموشی سے سنیں اور تعمیل کے لیے جھپٹ پڑیں۔ مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

## باب نمبر ۵ لباس مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار فرمایا تھا اس لیے ہر معاملے میں سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیتے۔ آپ کا لباس اخلاقی اصولوں کی پابندی کا منظر بھی تھا اور ذوق سلیم کا ترجمان بھی۔ آئیے حضور سرور کائنات اور محبوب رب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک پر ایک نظر ڈالیں۔

### عمامہ شریف:

۱۔ سر پر عمامہ باندھتے۔ نہ بہت بھاری نہ بہت چھوٹا۔ بعض روایات میں اس کی لمبائی سات گز آئی ہے اور بعض میں تین گز۔  
۲۔ عمامہ کا سیاہ رنگ زیادہ مرغوب تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر سیاہ عمامہ ہی زیب ہر فرمایا ہوا تھا۔ کبھی کبھی بیالا اور سفید عمامہ بھی استعمال فرمایا ہے۔

۳۔ عمامہ باندھتے وقت اس کا آخری بل آگے کی بجائے پیچھے کی طرف اٹس لیتے۔  
۴۔ کاسشلہ ضرور چھڑتے جو ایک بالشت بھر ہوتا۔ اسے پیچھے کی جانب دونوں شانوں



کے درمیان رکھتے۔ بعض اوقات یہ شملہ پھیلا کر سر پر ڈال لیتے کبھی عمامے کا آخری بل ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد لپٹ لیتے۔ بعض دفعہ شملہ آگے دائیں جانب بھی کر لیتے۔

۴۔ عمامہ شریف کوتیل سے بچانے کے لیے ایک خاص کپڑا (قناع) بالوں پر استعمال فرماتے۔  
 ۵۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی استعمال فرمائی جو عام طور پر سفید رنگ کی اور چھٹی ہوتی۔  
 ۶۔ عمامہ باندھنا سنت ہے بلکہ اہل اسلام کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ مصطفویٰ ہے کہ عمامہ باندھا کرو۔ حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ دوسری جگہ فرمایا تم عمامے باندھا کرو یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور انہیں اپنے پیچھے لٹکاؤ۔

### رومال اور ٹوپی کا استعمال:

۱۔ اگر عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کا ایک رومال سر پر باندھ لیتے۔ نظافت و صفائی کا یہ عالم تھا کہ کبھی بھی اس رومال کو میلانہ دیکھا گیا۔  
 ۲۔ کبھی کبھی سفید ٹوپی بھی پہنی۔ گھر میں اوڑھنے کی ٹوپی پیٹی ہوتی لیکن سفر کی ٹوپی اوپر اٹھی ہوتی۔

۳۔ سوزنی نماسے ہوئے کپڑے کی ٹوپی بھی پہنی ہے۔

### قمیض مبارک:

۱۔ قمیض بہت پسند فرماتے۔ اس کے آستین تنگ ہوتے نہ زیادہ فراخ آستین کھائی اور ہاتھ کے جوڑ تک پہنچتی۔ قمیض کا گریبان سینے پر رکھتے۔ کبھی قمیض بغیر گریبان کے بھی پہنی ہے جو کندھوں پر دائیں بائیں سے کھلتی تھی۔  
 ۲۔ قمیض پہنتے وقت پہلے دایاں باند ڈالتے پھر بائیں۔ اسی طرح ہر کام کو دایاں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔

۳۔ یہ تاننت آفتاب سے بچنے کے لیے ہوتا۔

۳۔ سفید رنگ کا لباس بہت محبوب تھا۔ سبز رنگ کو بھی پسند فرماتے اور اس رنگ کا لباس بھی زیب تن فرمایا۔

۴۔ آپ کا مسلک اعتدال تھا۔ انتہا پسندی کو پسند نہ فرماتے تھے اس لیے خلافتِ معمول تنگ آستین والا اونی جبہ بھی زیب بدن فرمایا جس کی آستینیں اتنی تنگ تھیں کہ وضو کے وقت ہاتھ آستینوں سے نکالنے پڑتے تھے۔

۵۔ سرخ دھاری دار جوڑا بھی پہنا۔ لیکن گہرے رنگ کا سرخ لباس کبھی نہ پہنا اور اس کی عمانت بھی فرمائی۔

۶۔ نوشیروانی عبا بھی زیب تن فرمائی جس کی جیب۔ آستین اور گریبان پر ریشمی گوٹ لگی ہوئی تھی۔

۷۔ ایک دفعہ ہدیہ میں آئی ہوئی کجواب کی قبا بھی پہنی لیکن پھر اتار کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی وہ روتے ہوئے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے جس چیز کو ناپسند فرمایا وہ میرے لیے پسند کیوں فرمائی۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ میں نے یہ قبا فروخت کے لیے بھیجی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

تمہ بند مبارک!

۱۔ آپ ہمیشہ تمہ بند باندھتے ناف سے نیچے رکھتے اور ٹخنوں سے اوپر

۲۔ تمہ بند کا اگلا حصہ پاؤں پر جھکا ہوتا۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تبرکاتِ نبوی کی زیارت کرواتے ہوئے ایک پیوند والا کمبل

اور موٹا تمہ بند نکالا پھر فرمایا کہ حضور کا دصال انہیں دو کپڑوں میں ہوا۔

۴۔ تمہ بند ٹخنوں سے نیچے رکھنے کو سخت ناپسند فرمایا اس پر سخت وعیدیں بھی کیں مثلاً

اے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ کے سامنے جانے کا بہترین لباس سفید لباس ہے، سفید کپڑے پہنا کرو اور سفید کپڑوں میں ہی کفن دیا کرو۔ یہ زیادہ پاکیزہ و پسندیدہ ہیں۔

فرمایا جو اپنا تہ بند تکبر کی وجہ سے نیچے گھیٹے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائیں گے ایک شخص اپنا تہ بند گھیٹ رہا تھا تو اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک دھنسا ہی رہے گا۔

### پانچامہ مبارک :

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچامہ دیکھا تو بہت پسند فرمایا اور چار درہم میں خرید لیا جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ پانچامہ پہنیں گے تو جواب میں فرمایا کہ ہاں پہنوں گا۔ سفر میں بھی حضرت میں بھی۔ دن کو بھی سات کو بھی۔ مجھے حفظ ستر کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ستر پوش کوئی اور لباس نہیں۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچامہ مبارک پہنا یا نہیں؟ زیادہ قوی یہی ہے کہ پہنا نہیں البتہ صحابہ کرام اسے پہنا کرتے تھے۔

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچامے کو پسند فرمانا اسے سنت لباس

داخل کر دیتا ہے۔

### چادر مبارک :

۱- آپ چادر اوڑھتے جس کی لمبائی ۴ گز اور چوڑائی ۲ گز ہوتی۔ یہ ادا اللہ کو اتنی پسند تھی کہ قرآن پاک میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ** کہہ کر پکالا۔ یعنی اے چادر اوڑھنے والے۔

۲- یمن کی دھاری دار چادریں جنہیں عربی میں حیرہ کہتے ہیں بہت پسند فرماتے۔

۳- چادر اوڑھنے کا انداز یہ تھا کہ کبھی اوپر کر لیتے اور کبھی دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیتے۔ کبھی بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے ارد گرد لپیٹ لیتے بعض اوقات اسے تہہ کر کے تکیہ بھی بنا لیتے۔

۴- معزز مہمانوں کی آمد پر ان کی تواضع کے لیے چادر بکھادیتے۔ ان خوش قسمت افراد

میں حضرت حلیمہ رضی، حضرت حسان رضی اور حضرت عدی بن حاتم رضی شامل ہیں۔

## نعلین مبارک:

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک چیل نما تھے۔ ہر ایک کے دو دو تھے دو برقی تھے والے تھے ایک تسمہ انگوٹھے اور متصل کی انگلی مبارک کے بیچ میں اور دوسرا انگشت میاں اور چھنگلیا کے درمیان اس کی لمبائی ایک بالشت دو انگلی تھی۔ تلوے کے پاس سے سات انگلی چوڑا اور دونوں تسموں اور پنچے کے درمیان دو انگلی کا فاصلہ تھا۔

۲- نعلین مبارک کا چمڑا بغیر بالوں کے ہوتا۔

۳- جب آپ نعلین شریف پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں ڈالتے پھر بائیں پاؤں۔ اتارتے وقت پہلے بائیں اتارتے پھر دایاں۔


۴- اگر جوتا اٹھانے کی ضرورت پڑتی تو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے اٹھانے۔

۵- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ یادوں پہننے یا دونوں نہ پہنتے۔

۶- جوتے کبھی کھڑے ہو کر پہننے کبھی بیٹھ کر۔ لیکن بیٹھ کر پہننے کو پسند فرمایا۔

۷- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موزے بھی پہنتے۔ آپ نے نجاشی کے بھیجے ہوئے دو سیاہ موزے زیب پا فرمائے۔ وحیہ کلیبی بننے کے پیش کردہ موزے پہننے تک استعمال فرمائے۔

## انگوٹھی مبارک:

۱- آپ چاندی کی انگوٹھی پہنتے جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔ اس کی ترتیب  یوں تھی بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے وقت یہ انگوٹھی اتار دیتے۔

۲- یہی نقش بطور ہر استعمال فرماتے جب کبھی شاہان وقت کو خط لکھنے کی ضرورت پیش آتی۔

۳- حبشی پتھر کے نگینے والی چاندی کی انگوٹھی بھی شوق فرمائی۔

۴- انگوٹھی کا نگینہ اندر متھیلی کی طرف رکھتے۔

۵۔ انگوٹھی دائیں بائیں ہاتھوں کی چھنگلیا میں پہنتے۔

۶۔ چاندی کی انگوٹھی کا وزن ایک مثقال یعنی ۲۱/۴ ماشے سے زیادہ جائز نہیں۔

(حضرت بریدہ رضی)

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی انگلی اور ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے

سے منع فرمایا۔ (حضرت علی رضی)

### جمعۃ المبارک کا لباس:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص سفید جوڑا جمعۃ المبارک کے لیے تیار کر دیا

تھا۔ جو صرف جمعہ کے دن زیب تن فرماتے پھر جمعہ کے بعد نہ کر کے رکھ دیتے۔

### لباس پہننے وقت دعا:

حضرت ابوسعید خدری رضی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے

تو اس کا نام رکھتے مثلاً عمامہ۔ قمیض چادر وغیرہ پھر فرماتے۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا صَنَعْتَ لَهُ

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صَنَعْتَ لَهُ۔

والہی تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے پہنا دیا ویسے ہی میں اس کی بھلائی اور جس کے لیے

بنایا گیا ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس کی برائی اور جس کے لیے بنایا گیا ہے اس کی

برائی سے پناہ مانگتا ہوں)

۲۔ حضرت معاذ بن انس رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو نیا کپڑا پہنے اور یہ کہے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ

وَمَتْنٍ وَلَا قُوَّةٍ تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۳۔ اگر کوئی شخص نیا لباس پہن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو آپ

فرماتے حَسَنَةٌ حَسَنَةٌ أَبْلٍ وَأَخْلِقٍ رَاحٍ بَسْمًا حَسَنًا۔ دیر تک پہننا اور پرانا

کر دینی تمہاری زندگی دراز ہے

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی شخص آپ کے لباس یا بدن مبارک سے کوئی ننکا ہٹا دیتا تو بطور شکر یہ فرماتے۔

صَلِّمَ اللّٰهُ عَنْكَ مَا تَكْتُمُ ۝

(اللہ تعالیٰ اس شخص کو تجھ سے دود کرے جو تجھے ناپسند ہے)

## سونے اور ریشم کی محالعت

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی دسرخ لباس، سونے کی انگوٹھی اور رکوع میں قرآن پڑھنا سب منع فرمایا (حضرت علی رض)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری لیتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

۴۔ جو اپنے پیارے کو آگ کا حلقہ پہنانا چاہے اسے سونے کا حلقہ پہنادے اور جو اپنے حبیب کو آگ کے کنگن پہنانا چاہے تو اسے سونے کے کنگن پہنادے۔ لہذا تم چاندی کو لازم پکڑو اور اس سے کھیلو کو دو۔

۵۔ اگر تم جنت کا زیور اور وہاں کا ریشم پسند کرتے ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔

۶۔ عورتوں کا باریک لباس پہننا بھی بہت ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب عورت بلوغ کو پہنچ جائے تو جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی دیکھا جائے۔

(حضرت عائشہ رض)

باب نمبر ۶

## آرائش و زیبائش

رسول العلمین، سید المرسلین اور شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 طبعاً سادہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود صفائی اور نظافت کا بہت خیال رکھتے۔ دوسروں کو  
 بھی صاف ستھرا رہنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اللَّهُ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ

اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حسن کے مجسمے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ہر عضو قدرتی  
 طور پر آراستہ فرمایا تھا۔ اس قدرتی آرائش کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسباب  
 آرائش و زیبائش بھی استعمال فرماتے۔ خود صاف کپڑے پہنتے اور صحابہ کو صاف رہنے کی  
 تلقین فرماتے۔ اگر کوئی صحابی میلے کپڑوں میں ملبوس یا پرانگندہ بال حاضر خدمت ہوتا تو رسول عربی  
 صلی اللہ علیہ وسلم اسے کپڑے دھلانے اور بال سنوارنے کا بلا واسطہ یا بلا واسطہ حکم فرمادیتے۔  
 آئیے اب معمولات نبویؐ کا نظارہ کرتے ہیں۔

## تیل لگانا اور کنگھی کرنا

- ۱۔ داڑھی اور سر مبارک میں تیل لگانے اور کنگھا کرنے۔ سر مبارک میں کثرت سے تیل لگانے  
 کے عادی تھے اس لیے تیل کی چکناہٹ سے بچنے کے لیے فناع استعمال فرماتے۔
- ۲۔ داڑھی مبارک میں تیل لگانے تو گردن کے لختہ حصے سے شروع فرماتے۔ اور جب  
 سر پر تیل لگانے تو پیشانی کے رخ سے شروع فرماتے۔
- ۳۔ اپنے بال مبارک بہت سلیقے سے رکھتے۔ بعض اوقات ازواج مطہرات سے بھی  
 کنگھی کرواتے۔

- ۴۔ درمیان سے مانگ نکالتے۔ پہلے دائیں طرف کنگھی کرتے پھر بائیں طرف۔
- ۵۔ کبھی کبھی آپ کے بال مبارک کنگھی میں اکھڑ کر الجھ جاتے تھے۔ جادوان ہی بالوں پر کیا گیا تھا۔
- ۶۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا فرماتے۔
- ۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔

### بال تراشنا اور سنوارنا:

- ۱۔ آپ حجامت بنواتے، لبوں کے بال لیتے اور داڑھی مبارک کو دائیں بائیں سے درست فرماتے۔
- ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں (۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناک بال لینا (۳) مونچھیں کاٹنا (۴) ناخن تراشنا (۵) بغل کے بال اکھیڑنا (۶) ابوہریرہ (۷)
- ۳۔ ایک اور فرمان عالی ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرادو۔
- ۴۔ جو شخص داڑھی اور سر کے بال رکھے تو اسے چاہیے کہ ان کو سلیقے اور شائستگی سے رکھے (فرمان مصطفویٰ)

۵۔ جو اپنی مونچھوں سے کچھ نہ لے (یعنی انہیں چھوٹا نہ کرے) تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (زید بن ارقم رض)

۶۔ عورتوں کا بال تراشنا، منڈوانا یا مصنوعی طریقے سے لمبا کرنا سب منع فرمایا اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی (مشکوٰۃ)

۷۔ آپ نے حج مبارک کے موقع کے سوا کبھی سر نہ منڈایا۔ البتہ چھوٹے کرواتے تھے۔ یہ بال مبارک صحابہ تبرکاً محفوظ کر لیتے تھے۔ ایک بال حضرت خالد بن ولید رضی کی ٹوپی میں سلا ہوا تھا۔ دو بال مبارک مجھے بھی دیکھنے نصیب ہوئے۔ ایک شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں اور دوسرا سیال شریف میں۔ صحابہ میں سے بھی حضرت علی رضی کے سوا کوئی سر نہیں منڈاتا تھا وہ اپنے سر منڈانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنابت ہر بال کی جڑ میں ہے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل نہ ہوگا۔ اس لیے



میں سر کے بالوں کا دشمن ہیں۔

۸۔ بعض سر منڈانا اور بعض چھوڑ دینا سخت ناپسند تھا۔ ارشاد فرمایا کہ یا سارے بال رکھو یا سارے منڈا دو۔

آجکل بعض جھلا سر کی چوٹی پر چند بالوں کی لیٹ منت کے طور پر رکھ دیتے ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

**خوشبو لگانا:**

۱۔ مجھے تین چیزیں بہت پیاریں کی گئی ہیں خوشبو، ہیریاں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے (انس رض)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت مرغوب تھی اس کا کثرت سے استعمال فرماتے اپنے گھر حضرت عائشہ صدیقہ رض سے بھی تیار کرواتے اور ہدیے میں آئی ہوئی خوشبو بھی قبول فرماتے۔

۳۔ لوبان اور کافور کی دھوئی بھی لیتے (جیسے آجکل اگر بتیاں جلائی جاتی ہیں)

۴۔ ارشاد فرمایا مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ مخفی۔ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک چھپی ہوئی۔ (حضرت ابو ہریرہ رض)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عطر وان تھا جس سے خوشبو لگاتے (انس رض) مشک، عود اور ریحان کی خوشبو بہت پسند فرماتے۔

۶۔ آخرات میں خوشبو لگانا پسند فرماتے۔

۷۔ ہندی کے پھل کی بھینی بھینی خوشبو بھی بہت پسند تھی۔

۸۔ یاد رکھیں مرد کو ہر جگہ ہر وقت خوشبو لگانا جائز ہے لیکن عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہیں آ سکتی۔ اگر آئے تو ایسی عورت رنا کارہ کے حکم میں ہے۔

**سر مہ لگانا:**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں قدرتی طور پر سرگیں تھیں لیکن پھر بھی سر مہ

لگاتے۔ دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

- ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے رات کے وقت تین سلاٹیاں ہر آنکھ میں لگاتے۔ پہلے داہنی آنکھ میں پھر بائیں آنکھ میں۔
- ۲۔ تم (اٹھ) سرمہ لگایا کرو وہ نگاہ میں جلا پیدا کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

## آئینے کا استعمال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ بھی استعمال فرماتے جب آئینے میں چہرہ دیکھتے تو یہ الفاظ پڑھتے **اللَّهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِي وَحَسَّنْتَ خُلُقِي وَارْزُقْ عَلَيَّ مَرْزُقِي**۔  
 (اے اللہ تو نے میری تخلیق کو اچھا کیا پس میرے اخلاق کو بھی اچھا فرما دے اور مجھ پر میرا رزق وسیع فرما دے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے کی ایک مزے دار کرامت بھی سن لیں۔

## آئینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت:

وصال نبوی کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ وہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ "جو شخص مجھے خواب میں دیکھے وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا" اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے تو میں انہیں بیداری میں کیسے دیکھ سکوں گا۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل آئینہ دیا۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں اپنا چہرہ دیکھا تو اپنے چہرے کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس جمیل دیکھا۔ سبحان اللہ۔

## ناخن ترشوانا:

- ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ اور پاؤں مبارک کے ناخن ترشواتے۔ دائیں ہاتھ کی انگلی شہادت سے شروع فرما کر پھینگیلیا کی طرف لے جاتے اور پھر دائیں انگلی سے

پر ختم فرماتے۔ بائیں ہاتھ کے ناخن ترشواتے وقت بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع فرماتے اور انگوٹھے پر اختتام فرماتے۔ پاؤں مبارک کے ناخن دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع فرماتے اور ترتیب وار آگے بڑھتے ہوئے بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر ختم فرماتے۔

۲۔ چالیس دن سے زیادہ ناخن رکھنے اور زیر نافی بال چھوڑنے کو منع فرماتے۔

۳۔ جمعرات پچھلے ٹائم اور جمعۃ المبارک کو ناخن اتارنا مستحب ہے۔ لمبے ناخن رکھنا یا انہیں دانتوں سے کاٹنا قلتِ رزق کا باعث ہے۔ پھر صحت کے لیے بھی مُضر کہ ان میں میل پھنس کر کھانے میں لمبا ہے اور معدے میں پہنچ کر نقصان کرتا ہے۔

### ہندی اور خضاب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تاحیات سیاہ رہے اس لیے انہیں خضاب کی ضرورت نہ پڑی۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ، سبز اور زرد خضاب پسند فرمایا لیکن سیاہ خضاب سخت ناپسند۔ ارشاد نبوی ملاحظہ ہو۔

۱۔ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو سیاہی سے خضاب کرے گی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گے (ابن عباس رض)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بیان جواز کے لیے ورس اور زعفران سے اپنی داڑھی مبارک رنگتے تھے (تاکہ خضاب سنت بن جائے۔ حضرت ابن عمر رض)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہندی لگایا کرو کیونکہ یہ اسلام کا خضاب ہے۔ یہ نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔ درد سر کو دور کرتا ہے اور ماندگی کو سکون بخشتا ہے (حضرت انس رض) اسی لیے علماء اجناف ہندی کو سنت کہتے ہیں۔

۴۔ زینت کے لیے مردوں کو ہاتھوں پر ہندی لگانا منع فرمایا۔ البتہ زخم، خراش اور پاؤں کی تکلیف کی صورت میں ہندی لگانے کا حکم فرماتے۔

۵۔ عورتوں کو اپنے ہاتھ اور ناخن ہندی سے رنگنے کی اجازت فرمائی بلکہ اس کی

نزغیب بھی دی۔ خیال رہے کہ آجکل کی ناخن پالش ہرگز عورتوں کو استعمال نہیں کرنی چاہیے یہ مانع و عنوہ ہے اور مانع غسل بھی۔ اس طرح بڑی نحوست پھیلنے اور بے شمار عبادات کے ضائع ہوجانے کا قوی امکان ہے۔ اس سے اپنی ماؤں، بہنوں، بیویوں اور بچیوں کو منع کیجئے۔

## سفید بالوں کی فضیلت:

ادپر ہندی اور نضاب کا ذکر ہوا اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کو سفید بالوں کی فضیلت کا علم بھی ہو جائے۔ تاکہ اگر یہ فضیلت اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کو دے تو ہم اسے ضائع یا متغیر نہ کریں۔ اس سلسلے میں دو حدیثیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ بڑھاپے کی نشانی نہ اکھڑو یہ مسلمان کا نور ہے جو اسلام میں بوڑھا ہو جائے (ایک سفید بال کے بدلے) اللہ تعالیٰ اسکے لیے ایک نیکی لکھتا ہے ایک گناہ مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ (عمر بن شعیب)

۲۔ اسلام میں جو شخص بوڑھا ہو جائے تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

(کعب بن مرہ رض)

## باب نمبر ۷

### اندازِ بیان

اندازِ گفتگو ہی مرتبے، کردار، کمال اور شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں انتہائی عظیم تھیں۔ ایک طرف وہ عظیم سلطنت کے حامی اعلیٰ تھے تو دوسری طرف ایک نئے دین کے داعی جس کی ہر ضرب جاہلیت کے مضبوط بتوں کو پاش پاش کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑے کنبے کی نگہداشت کرنا تھی۔ یقیناً

انہیں سے ہر ایک ذمہ داری اپنی جگہ پر ثقیل سے ثقیل تر تھی۔ لیکن سبحان اللہ یہ محبوب خدا  
سنجیدگی، تبسم اور مزاح کا حسین امتزاج تھا۔ دنیاوی گفتگو ہوتی تو اس میں شامل ہوتے  
آخرت زیر بحث آتی تو اس موضوع پر کلام فرماتے۔ لیکن انداز گفتگو اتنا دلکش، محبت آمیز  
اور برہنی حقیقت ہونا تھا کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٍ يُؤْتٰی  
کی تصویر نظر آتا تھا اس کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت اُمّ معبدہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ایسی تھی جیسے  
موتیوں کی لڑی۔

۲۔ گفتگو میں بالعموم مسکراہٹ کی آمیزش رہتی۔ اہم کلمات تین مرتبہ دہراتے۔

۳۔ گفتگو کے دوران بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔

۴۔ جب کسی بات پر زور دینا مقصود ہوتا تو ٹیک سے سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے۔

حاضرین کو ڈراتے وقت دوران گفتگو زمین پر ہاتھ مبارک مارتے۔

۵۔ وضاحت کے لیے ہاتھ اور انگلیوں کے اشارے سے بھی مدد لیتے۔

۶۔ کسی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا تو پورا ہاتھ مبارک حرکت میں لاتے۔

۷۔ تعجب کے موقعوں پر ہتھیلی کو الٹ دیتے کبھی سر ہلاتے اور کبھی ہونٹوں کو دائیں سے دہلتے۔

۸۔ آپ کی گفتگو کا ادبی معیار بہت بلند ہوتا۔ بعض اوقات عرب کے فصحاء بھی نہ سمجھ

سکتے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے اچھا ادب سکھایا ہے اور میری پرورش قبیلہ بنو سعد  
میں ہوئی ہے۔

۹۔ آپ بہت فصیح و بلیغ اللسان تھے۔ چند کلمات میں سمندر کو کوزے میں بند کر دیتے

تھے۔ انہیں کتب احادیث میں جوامع الکلم کہا جاتا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے امتیازات میں سے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

و۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

ب : اَلْحَدْبُ خِدْعَةٌ - جنگ پالوں کا نام ہے۔

ج : سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ قَوْمُكَ سِرْدَارَانِ کا خادم ہوتا ہے۔

د : مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ - جو رحم نہ کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

ر : اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ - اچھا کلمہ صدقہ ہے۔

س : اَلْمُسْلِمُ مَنِ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ : مسلمان وہ

ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۰۔ الباطل کی تکرار، ہم قافیہ اور ہم ردیف الفاظ کا استعمال آپ کی ادبی صلاحیت

کا منظر ہے۔

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ وَثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ وَحَبِيبَتَانِ  
إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ -

دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بہت بھاری نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بہت محبوب ہیں وہ دو کلمے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ  
الْعَظِيمِ ہیں۔

دیکھا کتنا پیارا اور حسین بیان ہے واقعی موتیوں کی لڑی محسوس ہوتا ہے۔

۱۱۔ ایسی باتیں جن کا تفصیلی ذکر تہذیب سے گرا ہوا ہونا اسے کناہ سے ذکر کرتے۔

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے

اس کے سلام کا جواب نہ دیتے۔ لیکن عام لوگوں کے سامنے اسے نہ ڈانٹتے۔

۱۳۔ جب خوش ہوتے تو گویا حیا سے آپ کی آنکھیں بند ہو جاتیں۔

۱۴۔ کسی سوچ و فکر میں یا انتہائی سنجیدہ گفتگو کے دوران لکڑی سے زمین کھدیتے۔

۱۵۔ آپ نہ کسی کی مذمت فرماتے نہ عیوب کی تلاش کرتے، صرف اچھا، بامعنی اور پر وقار

کلام کرتے جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہوتی۔

۱۶- اگر کوئی اجنبی آداب مجلس سے نا آشنا ہوتا تو اس کی بد تمیزی اور بے ڈھنگی کا جواب بھی نرمی اور کھل سے دیتے۔ اس کی باتوں پر گرفت نہ فرماتے۔

۱۷- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرما رہے ہوتے تو صحابہ اتنی توجہ اور خاموشی سے بیٹھتے یوں محسوس ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جو ذرا سی جنبش سے اڑ جائیں گے گفتگو کے دوران صحابہ کے سوالات کا جواب بھی مرحمت فرماتے۔ زیادہ تر روئے سخن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف رہتا۔

۱۸- گفتگو جلدی جلدی لگانا نہ فرماتے بلکہ ہر مضمون ایسا صاف اور دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا کہ حاضرین اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے۔

۱۹- آپ بحث مباحثہ اور ضرورت سے زیادہ کلام کو ناپسند فرماتے۔

۲۰- جب تک مجلس میں بولنے والا اپنی بات پوری کر کے چپ نہ ہو جاتا آپ نہ بولتے اسی ادب کی تعلیم اوروں کو بھی دی کہ بات کو کاٹنا نہ جائے۔

۲۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز خاموشی والے تھے (جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ)

۲۲- آپ کے کلام میں ترتیل و ترسیل (آہستگی اور ٹھہرائی) تھا۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

۲۳- رسول اللہ نہ عادتاً بری باتیں کرتے نہ تکلفاً نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

۲۴- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ)

۲۵- قسم ان الفاظ میں اٹھاتے

وَالَّذِي نَفْسِي بِمِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي مُحَمَّدٌ بِمِيَدِهِ

(قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے) (قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے)

۲۶- کسی پر عتاب کرنا مقصود ہوتا تو مندرجہ ذیل تین کلمات میں سے کوئی ایک فرماتے۔

تُرِبَ جَبِينُهُ - اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ سَرَّخِعْرَأْنُفٌ فُلَانٌ - فلان کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ تَكَلَّتْكَ أُمَّكَ - تجھے تیری ماں کھوئے

۲۷۔ آپ نہ سخت زبان تھے نہ سخت دل۔ نہ آپ چلا کر کلام فرماتے۔ نہ فحش گوئی اور بد کلامی فرماتے۔ نہ عیب گیر تھے کہ دوسروں کے عیوب تلاش کریں اور نہ ہی زیادہ مبالغہ آمیز کسی کی تعریف فرماتے۔ نہ ہی بے جا اور بہودہ مذاق کرتے۔ آپ حد درجہ سخی تھے۔ بخل کو ناپسند کرتے بلکہ اس کی مذمت فرماتے۔ جب آخرت کے معاملات پر گفتگو فرما رہے ہوتے تو جب محسوس فرماتے کہ سامعین موضوع پر کم توجہ دے رہے ہیں تو موضوع کو بدل دیتے کسی دنیاوی معاملات پر گفتگو شروع فرماتے یہاں تک کہ حاضرین کی اکتاہٹ ختم ہو جاتی۔ پھر ذکر آخرت چھیڑتے۔

۲۸۔ اگر حضور کسی اہم سوال کا جواب دے رہے ہوتے اور سلسلہ کلام ختم ہونے سے قبل کوئی اور سوال کر دیتا تو آپ سلسلہ بیان جاری رکھتے۔ ایسا معلوم ہونا گویا آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب گفتگو ختم فرمالتے تو پھر سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور جواب مرحمت فرماتے۔ اخلاق کا کیا اعلیٰ نمونہ ہے۔

### خطابت :

عرب اور قریش فصاحت و خطابت میں بے نظیر تھے۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبیلہ قریش کے ہی چشم و چراغ تھے اس لیے آپ میں یہ جوہر وافر مقدار میں پائے گئے۔ فریضہ قیادت نے جب بھی تقاضا کیا تو آپ کی زبان کبھی نسیم سحری کے جھونکنوں کی طرح، کبھی آب رواں کی طرح اور کبھی تیغ برق آفرین کی طرح گلشنانی کستی۔ آپ خود فرماتے: "أَنَا عَرَبِيٌّ بَكْرِيٌّ - أَنَا مِنْ قُرَيْشٍ - وَ لِسَانِي لِسَانُ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ" ترجمہ۔ میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریشی ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بنی بکر کی زبان ہے) آپ اعلیٰ پائے کے خطیب تھے۔ آپ کی خطابت کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آپ کا خطبہ مختصر لیکن نماز دلازہ ہوتی۔ خطبے میں عموماً زہد و تقویٰ، حسن اخلاق، خوف قیامت

۱۔ بنو سعد قبیلہ بنو ہوازن کی ایک شاخ ہیں ان کی فصاحت پورے عرب میں مستحکم ہے۔



عذاب قبر اور صفات الہی بیان فرماتے۔ وعظ کے دوران دائیں بائیں جھوم جاتے تاکہ دونوں طرف کے لوگ مستفیض ہوں۔

۲۔ خطبہ جب مسجد میں دیتے تو عصا پر ٹیک لگاتے۔ کچھ عرصہ ستون حناتہ کے ساتھ کھڑے ہو کر بھی خطبہ دیتے رہے پھر منبر مبارک بن گیا تو اس پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے۔

۳۔ میدان جنگ میں جب خطبہ دیتے تو کمان پر ٹیک لگاتے۔

۴۔ کبھی کبھار سواری پر بھی خطبہ دیا۔

۵۔ خطبے کے دوران حسب ضرورت ہاتھوں کو حرکت دیتے۔

۶۔ آپ بوقت ضرورت طویل خطبہ بھی دیتے۔ ایک دفعہ کا ذکر حضرت عمر دین الخطبؓ سے ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور غروب آفتاب تک ہمیں خطاب فرمایا۔ صرف نمازوں کے لیے منبر شریف سے اترے اس دن قیامت تک ہونے والے ہر واقع کی خبر دے دی۔

۷۔ وعظ روزانہ نہ فرماتے۔ ہمیں بھی اسی کی تعلیم دی ہفتے میں ایک دن یا دو دن وعظ کرنے کی اجازت فرمائی۔ البتہ دوست احباب کو مباحث علمیہ (علم دین کی بحثیں) کی اجازت ہر وقت ہے یہاں جس وعظ کی ممانعت ہے وہ مجبور کر کے وعظ سنانا ہے۔

۸۔ دربار اقدس میں مردوں کا جھوم رہتا اس لیے عورتیں وعظ سننے کا موقع کم پاتیں۔ پھر آپ نے مستورات کی درخواست پر ایک دن ان کے لیے مخصوص فرمایا۔ عیدین کے موقعوں پر بھی عورتوں کو علیحدہ وعظ فرماتے۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر عورتوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم صدقہ زیادہ کیا کرو۔ میں نے دیکھا ہے کہ تم زیادہ جہنم میں ہو تو اس پر عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں؟ فرمایا تم اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو اور لعن طعن میں زیادتی کرتی ہو۔ میں نے عورت سے بڑھ کر ناقص عقل اور ناقص دین نہ دیکھی جو عقلمند آدمی کی مت مار دیتی ہو۔ عورتوں نے عرض کیا ہم ناقص عقل اور ناقص دین کیوں

ہیں۔ فرمایا کیا تمہاری گواہی آدمی نہیں ہے یہ تمہارے نقص عقل کی علامت ہے۔ اور کیا تم حیض و نفاس میں نماز روزہ چھوڑ نہیں دیتی ہو یہ تمہارے دین کا نقص ہے۔

## بیان کی اثر آفرینی؛

آپ کی ہر بات دل میں جگہ پاتی اور سامعین پر فوراً اثر انداز ہوتی۔ اس اثر انگیزی کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

## ۱۔ جھاڑ پھونک کرنے والے آدمی کا واقعہ؛

مکی دور نبوت میں بارگاہ اقدس میں ایک ساحر ضما د آیا اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کو کچھ ہوا سی لگی ہوئی ہے (یعنی جنون کی کیفیت ہے) تو میں اس کی جھاڑ پھونک کرتا ہوں آپ مجھے اپنی کیفیت بتائیں۔ آپ نے جواباً یہ کلمات پڑھے۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَكَسْتَعِينُهُ مِنْ يَهْدِيهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ۔“

ساحر کہنے لگا اپنے کلمات دہرائیے آپ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے وہ کہنے لگا کہ میں نے کاہنوں اور شاعروں کا کلام سنا ہے میں نے آپ جیسے کلمات کسی سے نہیں سنے۔ یہ تو سمندر کی تہ کو پہنچے ہوئے ہیں اپنا ہاتھ نکالیے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں پھر اس نے بیعت کر لی۔

## ۲۔ انصار کی گریہ زاری؛

غزوہ حنین کے موقع پر قریش مکہ کو خوب انعامات ملے تو چند انصاری جوانوں نے یہ کہا ”مشکلات میں ہم یاد آتے ہیں اور عنیمت دوسرے لوگ حاصل کر لیتے ہیں“ یہ چرچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے تو آپ نے انصار کو بلا کر یہ خطبہ دیا۔

”کیا یہ سچ نہیں کہ تم لوگ گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعے تمہیں ہدایت بخشی، تم منستر

اور پراگندہ تھے خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں متحد و متفق کیا۔ تم مفلس تھے خدا نے  
میرے ذریعے آسودہ حال کیا۔

ہر سوال پر انصار نے یہ کہا کہ بے شک اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان  
ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ نہیں تم یہ جواب دو۔ "اے محمد! تم کو لوگوں نے جھٹلایا تو ہم  
نے تمہاری تصدیق کی۔ تمہیں لوگوں نے جب چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی۔ تم جب مفلس ہو کر  
آئے تو ہر قسم کی مدد کی، تو میں کہتا جاؤں گا "ہاں"۔ "لیکن اے گروہ انصار کیا تم کو یہ پسند  
تھیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے جاؤ؟"  
یہ سن کر انصار بے اختیار بیخ اٹھے کہ "ہم کو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہیں۔"

### مزاج اور خوش طبعی:

حدیث پاک میں ہے کہ "وَتَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِهِ أَحْيَيْكَ صَدَقَةٌ" (اپنے بھائی  
کے سامنے مسکرانا بھی ایک نیکی ہے) آپ ان الفاظ کی مکمل تصویر تھے۔ مجلس میں شگفتگی  
کی فضا پیدا کرنے کے لیے مزاج اور دل لگی کی باتیں کرتے۔ توازن و اعتدال ہمیشہ ملحوظ رہتا  
مزاج کا عنصر آٹے میں نمک کی طرح ہوتا۔ نہ کسی کی دل آزاری ہوتی نہ ٹھٹھا لگا کر ہنسی ہوتی  
پس غنچوں کا ساتھ تھا جو چہرہ اقدس پر سایہ فگن رہتا۔ صحابہ مجلس رسالت میں انتہائی  
باادب بیٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بے تکلف اور خوش مزاج  
دوست کا سا سلوک کرنے۔ مزاج کے چند لطیف واقعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کسی سائل نے سواری کا اونٹ مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تمہیں  
اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ سائل بار بار کہتا کہ یا رسول اللہ میں بچے کو کیا کروں گا۔ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ہلکا تبسم کھیل رہا تھا آپ پھر فرمادیتے بھی بچہ ہی ملے گا۔ وہ  
پھر حیرت سے کہتا یا رسول اللہ مجھے فوری سواری کے لیے اونٹ کی ضرورت ہے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے اس مزاج سے حاضرین

بھی محفوظ ہوئے اور سائل بھی)

۲۔ ایک بڑھیا نے درِ دولت پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے جنت میں لے جائے۔ فرمایا بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی اس پر وہ رونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ جب سے آپ نے اسے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی تو یہ رد رہی ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہو کہ جنت میں کوئی عورت بڑھاپے کی حالت میں نہیں جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ اسے نو عمر کنواری کر دیں گے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کھٹے کھجوریں کھا رہے تھے آپ گٹھلیاں نکال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے رکھتے جاتے۔ آخر میں گٹھلیوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ فرما کر مسکراتے ہوئے کہا کہ تم نے بہت کھجوریں کھائیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ مگر میں نے گٹھلیوں سمیت نہیں کھائیں۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر رضی اللہ عنہ نے ایک پرندہ پال رکھا تھا۔ ایک روز وہ مر گیا تو ابو عمیر اس کے غم میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: "یا ابا عمیر ما فعل النخیر" اے ابو عمیر تیرے مولے کو کیا ہوا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ پرندہ مر گیا ہے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت پیار فرماتے۔ بچے جب قریب آتے تو ان کو گود میں لینے بڑی محبت سے انہیں چیزیں کھلاتے بعض اوقات بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور خود ہاتھ پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ بھی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ جو بچہ ہم کو سب سے پہلے چھولے گا ہم اسے فلاں فلاں انعام دیں گے بچے بھاگ کر آپ کے پاس آتے کوئی آپ کے پیٹ پر گرتا اور کوئی سینہ اٹھ پر۔ آپ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کبھی کبھی یا ذا الذین فرماتے (اے دو کانوں والے) اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اے بے کانوں والے یا پتلے کانوں والے کہ فوراً بات سن لیتے ہو۔ بیانتہائی بے تکلفی اور پیار کا اظہار ہے۔

۷۔ حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بڑے طویل القامت، اور موٹے تازے صحابی تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنگ سے خیمے میں تشریف فرما تھے کہ موصوف خیمے کے دروازے پر آئے اور داخلے کی اجازت مانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آجاؤ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صرف سر آئے یا پورا جسم۔ آپ نے فرمایا تو سارا ہی آجا۔ کتنی بے تکلفی کا اظہار ہے۔

۸۔ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیہاتی دوست تھے ایک روز بازار میں آواز دے کر کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پیچھے سے جا کر چپکے سے ان کو گود میں اٹھالیا اور بطور نعرش طبعی یہ آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ زاہر نے کہا مجھے چھوڑ دو کون ہے؟ جب مڑ کر دیکھا تو سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت زاہر نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے فروخت فرمادیں گے تو کم قیمت پائیں گے (کیونکہ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ بڑے بھی تھے اور کالے بھی) لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو۔

❖

باب نمبر ۶

## آدابِ مجلس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں ہم نشینوں کا بہت خیال رکھتے۔ پیار و محبت کی فضا قائم رکھتے اور صحابہ کو بھی اسی کی تلقین فرماتے۔ آئیے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

کی عادات شریفہ دیکھیں۔

۱۔ مجلس میں جاتے تو مجلس کے کنارے ہی بیٹھ جاتے۔ کندھے پھاند کر بیچ میں گھسنے سے اجتناب فرماتے۔ لوگوں کو بھی یہی حکم فرماتے کہ مجلس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جایا کرو لوگوں کے سروں کو پھلانگ کر آگے نہ جایا کرو۔

۲۔ اگر کوئی آپ سے ملنے آتا تو جب تک وہ خود نہ اٹھتا آپ مجلس شریف سے نہ اٹھتے۔

۳۔ اپنے زانوں ساتھیوں سے بڑھا کر نہ بیٹھتے۔

۴۔ اہل مجلس کی گفتگو میں غیر متعلق موضوع نہ چھیڑتے بلکہ ان کی گفتگو میں شریک ہو جاتے۔

۵۔ نماز فجر کے بعد مسجد میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خواہش تھی کہ اپنی

سناتے۔ بعض اوقات صحابہ شہر بھی پڑھتے اور جاہلیت کے قصوں پر خوب ہنسی بھی ہوتی۔

۶۔ مجلس میں موجود ایک ایک فرد پر توجہ فرماتے کہ کوئی یہ محسوس نہ کرے کہ کسی کو آپ نے

اس پر فوقیت دی ہے۔

۷۔ خطاب کرنے والے کی طرف سے رخ انور نہ پھرتے جب تک وہ خود اپنا منہ نہ پھیر لیتا۔

۸۔ اگر کوئی آپ کے کان میں سرگوشی کرتا تو آپ بات ختم ہونے تک سر مبارک ادھر

ہی جھکائے رکھتے۔

۹۔ کھڑے کھڑے اہم بحث چھیڑنے کو ناپسند فرماتے۔

۱۰۔ کبھی اکڑوں بیٹھتے کبھی دونوں ہاتھ زانوں کے گرد حلقہ زن کر لیتے بعض اوقات زانوں

کے ارد گرد چادر مبارک بھی لپیٹ لیتے۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حلقے کے درمیان بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔ ایسے آدمی پر

لعنت بھی کی۔

۱۲۔ آدھا دھوپ اور آدھا سائے میں بیٹھنے سے منع فرماتے اور کہتے کہ یہ شیطان کی

بیٹھک ہے۔

۱۳۔ کھلے کھلے بیٹھنے کو پسند فرمانے۔ ارشاد گرامی ہے کہ بہترین محفل وہ ہے جو وسیع تر ہو۔

۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی

سی مجلس میں بیٹھ جائے جہاں شرور و شغب زیادہ ہو تو اٹھنے سے قبل سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ

وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ پڑھ

لے۔ تو اس کے مجلس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور نیکیاں ثابت ہو جائیں گی۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول مبارک بھی تھا کہ مجلس کے اختتام پر اور نماز کے بعد ہمیشہ یہ پڑھتے۔

۱۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ضرورت

سے آپ کو گھر تشریف لے جانا ہوتا اور پھر آنے کا ارادہ نہ ہوتا تو آپ اپنے نعلین مبارک پہن

کر جاتے اور اگر واپس آنے کا ارادہ مبارک ہوتا تو جوتے مجلس میں چھوڑ جاتے اور گھر برہنہ پا

تشریف لے جاتے۔ یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا۔

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے مجمع میں ہوتے تو ایسی جگہ تشریف رکھتے

کہ دوران گفتگو آپ سب کی طرف مخاطب ہو سکیں۔ اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ سب صحابہ

دیدار نبوی سے مستفیض ہو سکیں۔

۱۷۔ صحابہ میں تھے یوں آمنہ کے لال جیسے تاروں کی جھرمٹ میں بدر کمال

حلقہ نور میں نیر لا زوال !!! گرومہ دست انجم میں رخشاں ہلال

بدر کی دفع ظلمت پہ لاکھوں سلام

۱۷۔ آپ کی مجلس پاک میں حسب و نسب کی کوئی فضیلت نہ تھی۔ بلکہ اگر کسی کی

بارگاہ رسالت میں توقیر تھی تو وہ تقویٰ تھا۔

۱۸۔ آپ بڑوں کی تعظیم فرماتے اور اہل حاجت اجنبی مسافروں کی خبر گیری فرماتے۔

مجلس میں طرز تقسیم :

مجلس میں اگر کوئی چیز تقسیم فرمائی ہوتی تو دائیں جانب سے شروع فرماتے۔ اگر

بائیں جانب کوئی افضل شخص ہوتا اور آپ اسے ترجیح دینا چاہتے تو دائیں والے سے اجازت لیتے۔

باب نیرہ

## مساوات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تواضع و انکساری حد درجہ تھی۔ آپ کو دوسروں سے ممتاز رہنا ہرگز پسند نہ تھا۔ اگر کوئی امر مشقت آتا تو برابر کے شریک ہوتے۔ اگر ڈیوٹیاں تقسیم کی جائیں تو اپنے ذمے بھی کچھ کام لیتے۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔

۱۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ دیگر صحابہ کے ساتھ مزدوروں کی طرح کام کرتے رہے۔ اسی طرح جب غزوہ احزاب کے موقع پر دفاعی نقطہ نظر سے خندق کھودنی ضروری ہو گئی تو آپ دوسروں کے ساتھ کدال چلاتے رہے۔

۲۔ آپ اپنی خادمہ کے ساتھ مل کر کھانا پکاتے اور جب وہ تھک جاتی تو اس کے ساتھ چکی پسواتے۔ بازار سے بوجھ اٹھا کر لانے میں اپنی ہتک محسوس نہ فرماتے۔

۳۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔ ان سے بھی فدیہ طلب کیا گیا تو آپ کی بیٹی حضرت زینب نے اپنے ایک ہار بطور فدیہ بھیجا۔ یہ وہ ہار تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادی کے موقع پر حضرت خدیجہ رضہ کو تحفہ دیا تھا۔ حضرت خدیجہ رضہ نے یہی ہار حضرت زینب رضہ کو ان کی شادی پر الوداعی تحفہ دیا تھا۔ یہ ہار دیکھ کر ماضی کے نشیب و فراز آنکھوں کے سامنے جھللا اٹھے تو آپ نے مجلس شوریٰ کے سامنے اس ہار کی ساری داستان سنائی اور پھر فرمایا اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ ہار حضرت زینب رضہ کو واپس کر دیا جائے چنانچہ مشاوری کو نسل نے یہ ہار واپس کر دیا۔



مساوات کا کیا عملی درس ہے۔

۴۔ ایک دفعہ آپ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے واپسی پر انہوں نے اپنے صاحبزادے قیس کو ساتھ کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کو اپنے ساتھ سوار ہونے کو کہا لیکن قیس نے اسے بے ادبی خیال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا سوار ہو جاؤ یا گھر چلے جاؤ چنانچہ وہ واپس ہو گئے۔

۵۔ ایک روز آپ ایک کنویں پر نہانے کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک صحابی آپ کی طرف پشت کر کے چادر تان کر کھڑے رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے اور صحابی کے نہانے کی باری آئی تو آپ بھی اسی طرح چادر تان کر کھڑے ہو گئے اور پردہ کر دیا صحابی کو اپنے محبوب رسول کی یہ تکلیف کیونکر گوارا تھی۔ انہوں نے التجا کی یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان آپ یہ تکلیف نہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا جیسا میں انسان ہوں ویسے ہی تم انسان ہو مجھ کو ایسی کیا فوقیت حاصل ہے۔

۶۔ ایک دفعہ کسی غزوہ کا سفر تھا کہ ایک منزل پر صحابہ نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا۔ تو ہر صحابی نے اپنے ذمہ ایک کام لے لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذمے صحرا سے لکڑیاں چن کر لانا لیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کام ہم خود کر لیں گے آپ تشریف رکھیں تو آپ نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ یہ کام آپ بخوشی کر لیں گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجمع میں میں ممتاز رہوں۔

۷۔ غزوہ بدر کے موقع پر سواریاں کم تھیں۔ ایک ایک سواری پر تین تین آدمی سوار تھے۔ باری باری ہر سوار کو پیدل چلنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی دو صحابی شامل تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آتی تو آپ بھی پیدل چلتے۔ یہ دونوں صحابی عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار رہیں ہم پیدل چل لیں گے۔ فرمایا ”نہ تم مجھ سے زیادہ پیادہ پا چل سکتے ہو اور نہ ہی میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں“

اور  
ک  
مربوب  
مستوی  
را

## متعلقات بشری

اس باب میں ان چیزوں کا بیان آئے گا جن کا تعلق آپ کی بشریت سے ہے رسول العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت تین جواہر کی مرقع تھی۔ (۱) حقیقت محمدیہ (۲) نورانیت (۳) بشریت۔ آپ کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا باقی دونوں جوہر قرآن میں مذکور ہیں۔ بعض اوقات آپ پر نورانیت کا غلبہ ہوتا تھا۔ اور کبھی بشریت کا۔ جب نورانیت کا غلبہ ہوتا تو کوئی کوئی دن بغیر کھائے پئے رہ لیتے۔ صوم وصال رکھتے لیکن نقاہت محسوس نہ فرماتے۔ جب صحابہ نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کیے تو کمزور ہونے لگے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برملا فرمایا: "أَجْكُمُ مِثْلِي أَبْلِيَتْ عِنْدَ رَبِّي هُوَ يُطْهِمُنِي وَيَقِينُنِي" رتم میں سے میری طرح کھن ہے میں تورات اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں وہ مجھے کھلتا بھی ہے اور پلٹاتا بھی، آپ کا دل مبارک سینہ شوق کے نکال لیا جاتا اس میں نور و عرفان بھرے جاتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی بے ہوش ہوتے اور نہ ہی غم بہتا۔ آپ کی نورانیت اتنی اعلیٰ و ارفع ہے کہ سید الملائک حضرت جبرائیل بھی حیران ہیں۔ جب آپ پر بشریت کا غلبہ ہوتا تو بھوک بھی لگتی۔ پیٹ پر پتھر بھی باندھتے اور کمزوری بھی ہوتی۔ جادو کا اثر بھی ہو جاتا۔ مگر اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ایسی ہے کہ فرشتوں کی نورانیت بھی اس کی ہم پایہ نہیں۔

بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ لفظ بشر آتے ہی جذبہ باطنی ہو جاتے ہیں اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سمجھتے ہیں حالانکہ لفظ بشر میں معنوی لحاظ سے کوئی توہین و تحقیر کا پہلو نہیں۔ لفظ "بشر" کے تین معانی ہیں۔

(۱) کھلی کھال والا۔ یعنی ایسی مخلوق جو لباس کی محتاج ہو۔

رال چہرے والا۔ ایسی مخلوق جو اپنے چہرے سے پہچانی جائے۔

(iii) اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے بنا ہوا۔ ایسی مخلوق جس کے جسم کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ نے چھوا ہو۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اسی تیسرے معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ (تخصیص)  
 ”لفظ بشر مفہومًا مصداقًا متضمن بکمال ہے کیونکہ حضرت آدم ؑ کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تُسْجِدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

(اے ابلیس! تجھے کس چیز نے منع کیا اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے اپنے دونوں

ہاتھوں سے بنایا)

کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ لگنے کی عزت نصیب ہوئی اس لیے اسے بشر کہا گیا (جبکہ باقی مخلوق کن فیکون کا مظہر رہی) پھر یہ بشر جن کمالات کا مظہر بنایا گیا اس سے فرشتے بھی محروم رہے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین کر لی جائیں تو لفظ بشر تعظیم و تکریم کا آئینہ دار ہے۔ مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس رسائی نہیں رکھتا بجز اہل تحقیق و اہل عرفان کے۔ اس لیے عوام کے لیے یہ لفظ بعینہ زیادتی لفظ کے استعمال کرنا ناجائز ہے در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سید البشر افضل البشر کے الفاظ استعمال کرنا چاہیں) فناوی ہر یہ منہ

البتہ اگر کھنی بد بخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات پر محمول کر کے بطور توہین یہ لفظ استعمال کرے تو اس کے ایمان سے خالی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادیت کے پیش نظر ان کی

ذات اقدس کے لیے سید البشر۔ نیر البشر اور افضل البشر کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جامہ بشریت میں آنا ہی انسانوں کے لیے رحمت ہے اگر وہ

صورت بشری میں نہ ہوتے تو ہم اسوۂ حسنہ سے محروم رہ جاتے اور آپ کی زندگی کا عملی

پہلو ہمارے لیے ناقابلِ اتباع ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے پیتے بھی تھے اور ان کو عوارض بشری بھی لگتے۔ لیکن ہر ایک عمل امتیازی شان کا حامل تھا۔ آئیے اس آئینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا ایک نظارہ کریں۔ جس کسی کے نیاز آگین دل اور محبت بھری آنکھوں نے حسن مصطفویٰ کو جتنا چاہا اور جس قدر پہچانا اتنا ہی اسے عرفانِ خداوندی نصیب ہوا۔

۱۔ کھانا: (عاداتِ طیبہ)

۱۔ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ مبارک دھوتے۔

۲۔ دسترخوان پر جوتے اتار کر دو زانو، یک زانو بیٹھنے، کبھی کھڑے کھانا کھایا دسترخوان چمڑے کا کپڑے کا اور کھجور کے پتوں کا استعمال فرماتے۔ البتہ پھل کھڑے اور چلتے بھی کھا لیتے۔

۳۔ کھانا دیکھ کر یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا تَرْتُقْتَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " (اے اللہ ہمارے رزق میں برکت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و رحمت والا ہے۔)

۴۔ پھر اپنے سامنے سے، دائیں ہاتھ کی طرف تین انگلیوں سے کھانا کھانے کی ابتداء فرماتے۔ پہلے تین لقموں پر بسم اللہ کہتے بعض اوقات پہلے لقمہ پر "یا وَاَسِعَ الْمَغْفِرَةُ" بھی کہتے، درمیان سے کھانا نہ کھاتے۔

۵۔ میز کرسی پر کبھی کھانا تناول نہ فرمایا اور نہ ہی سونے چاندی کے برتن استعمال فرمائے چھوٹی چھوٹی پیالیں میں کھانا خلوات فقر سمجھتے ٹیک لگا کر کھانا نہ کھاتے۔

۶۔ اگر کھانا ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے لیکن عیب نہ لگاتے کہ اس میں نمک کم ہے یا مرچ زیادہ۔

۷۔ گرم کھانا نہ کھاتے۔ کبھی فرماتے گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اور کبھی فرماتے کہ اللہ نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔

- ۸- کبھی کبھار پکا ہوا گوشت چھری سے کاٹ کر بھی تناول فرماتے لیکن یہ بہت کم ہوتا ہے۔
- ۹- آپ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھاتے۔ نہ ہی کبھی میدے کی روٹی کھائی اور یہی چلتی۔
- ۱۰- کھانا اگر برتن میں چوٹی تک چنا ہوتا تو اوپر سے شروع نہ فرماتے اور ارشاد فرمایا کہ کھانے میں برکت اسی میں ہوتی ہے۔
- ۱۱- کھجور یا روٹی کا ٹکڑا اگر پاک صاف جگہ گر پڑتا تو صاف کر کے تناول فرمالتے۔
- ۱۲- کھانے کو کبھی نہیں سونگھا۔ اور نہ ہی اسے ناپسند کیا۔
- ۱۳- جب شوربے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیوں کی جڑیں نہ بھگوتے۔
- ۱۴- شام کے وقت صبح کا کھانا اور صبح کے وقت شام کا کھانا کبھی اٹھا کر نہ رکھتے۔ یعنی جو پکا وہ کھا لیا جو بچا وہ خیرات فرما دیا۔
- ۱۵- سالن کے پچلے حصے کو بہت پسند فرماتے اکثر اس کو بعد میں پی لیا کرتے۔
- ۱۶- گھر میں اگر گوشت پکواتے تو ہدایت فرماتے کہ شوربہ زیادہ رکھا جائے تاکہ مہاسیوں کو دیا جاسکے۔

۱۷- آپ کے گھر والے کئی کئی رات بھوکے رہتے تھے۔ رات کو کھانے کے لیے کچھ موجود نہ ہوتا تھا اکثر آپ کی غذا جو کی روٹی ہوا کرتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت مسروق گئے تو انہوں نے ان کے لیے کھانا منگایا۔ پھر فرمانے لگیں۔ میں نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھانا مگر جب میرا رونے کو جی چاہتا ہے تو رو لیتی ہوں۔ مسروق نے پوچھا کہ کیوں رونے کو دل چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یاد آجاتی ہے جس پر ہم سے مفارقت فرمائی ہے۔ کبھی ایک دن میں دو مرتبہ گوشت یا روٹی سے پیٹ بھرنے کی نوبت نہ آئی۔ یہ فقر اختیار ہی تھا ورنہ آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی تھیں۔ بطحا کے پہاڑ سونا بنانے کا اختیار دیا گیا تھا۔ خمس صدقات اور عشر حاضر کیے جاتے تھے مگر پاس کچھ نہ رکھتے۔ فرماتے تھے کہ میں پسند نہیں کرتا

کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا بھی ہو۔ اور پھر رات کو اس میں ایک دینار بھی میرے پاس رہے۔ چنانچہ جب آپ نے وصال فرمایا تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس غلہ جو کے عوض رہن تھی۔

۵ مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۱۸۔ کھانے پینے کی اشیاء میں پھونک نہ مارتے اور اس سے منع فرماتے۔

۱۹۔ جب کوئی اجنبی کھانا پیش کرتا تو پہلے ایک لقمہ اسے کھلا دیتے پھر خود تبادلہ فرماتے

یہ واقعہ نہر خوردنی کے بعد احتیاطاً فرماتے۔

۲۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص بن بلائے آپ کے

ساتھ ہو جاتا تو اسے منع نہ فرماتے لیکن داعی کے گھر پہنچ کر اس کے لیے اجازت طلب کرتے اگر اجازت مل جاتی تو اسے اپنے ہمراہ اندر لے جاتے۔

۲۱۔ اگر کوئی مہمان آنا تو اسے بار بار فرماتے کہ اچھی طرح کھاؤ اور گھاؤ۔

۲۲۔ کھانے کی مجلس میں سب سے آخر میں اٹھتے تاکہ سب لوگ کھانے سے فارغ ہو

جائیں اور زیادہ دیر بیٹھنے پر کسی کسی کو عار نہ ہو۔ بتکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے بہتے۔

۲۳۔ اگر کوئی چیز کھانے کی آتی تو حاضرین میں تقسیم فرمادیتے اور غیر حاضر دوستوں کا حصہ

رکھ دیتے۔

۲۴۔ کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

(ساری خوبیاں اسی ذات کو سزاوار ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں

مسلمانوں میں سے کیا)

کبھی یہ دعا بھی پڑھتے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَبَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا

(ساری خوبیاں اس ذات کے لیے ہیں جس نے کھلایا، پلایا، آسانی سے حلق سے اتارا اور اسے باہر نکلنے کا راستہ بنایا)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ کہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَمَنَّقَنِيهِ مِنْ شَيْرِ حَوْلِ  
مَنِّي وَلَا قُوَّةَ -

ساری تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری عدم طاقت اور پہنچ کے باوجود مجھے یہ رزق پہنچایا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۲۵۔ اگر کوئی آپ کی دعوت پکاتا تو اس کے حق میں یوں برکت کی دعا کرتے۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ وَاعْظُرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

اے اللہ ان کے رزق میں برکت عطا فرما۔ انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

۲۶۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیتے پہلے درمیانی انگلی، پھر انگلی شہادت اور بعد میں

انگوٹھا۔ پھر ہاتھ دھو ڈالتے اور کپڑے سے پونچھ لیتے۔

۲۷۔ کچا پیاز اور لہسن استعمال نہ کرتے کیونکہ یہ منہ میں ناخوشگوار بو پیدا کرتے ہیں۔

۲۸۔ بائیں ہاتھ سے کھانا بہت ناپسند فرماتے۔ اگر کوئی ایسا کرتا تو سختی سے منع فرمادیتے

فرماتے بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔ ایک آدمی جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا اسے دائیں

ہاتھ سے کھانے کا حکم فرمایا تو اس نے عذرا کہا یا رسول اللہ میرا دایاں ہاتھ خراب ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب نہ کھا سکے گا۔ اس کے بعد اس آدمی کا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔

۲۹۔ کھانا اگر ایک ہی قسم کا ہوتا تو سامنے سے تناول فرماتے۔ اگر مختلف کھانے یا میوہ

جات پڑے ہوتے تو وہاں سے چاہتے تناول فرماتے۔

۳۰۔ مرغی ذبح کرنے کا اگر پروگرام ہوتا تو اسے تین دن تک باندھنے کا حکم فرماتے تاکہ باہر



سے وہ گندی چیزیں نہ کھائے۔

۳۱۔ برتن اٹھانے سے پیشتر آپ نہ اٹھتے۔ جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو فرماتے :  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا كَافِيَةً غَيْرَ مُكْفِيَةٍ وَلَا مُؤَدِّعٍ وَلَا  
 مُسْتَغْنِيٍّ عَنْهُ رَبَّنَا۔

(اللہ تعالیٰ کے لیے بہت، پاکیزہ اور مبارک تعریفیں ہیں۔ نہ ہمیں یہ کھانا کافی ہے اور نہ ہی  
 ہم اسے وداع کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے مستغنیٰ ہیں اے ہمارے پیارے رب)  
 ۳۲۔ دودھ اور کھجور ساتھ ساتھ کھاتے اور فرماتے یہ دونوں چیزیں بہت عمدہ ہیں۔  
 ۳۳۔ بھنا ہوا گوشت دانتوں سے کاٹ کر کھاتے اور اس کی ترغیب بھی فرماتے۔ حدیث پاک  
 میں آئی ہے کہ گوشت دانتوں سے کھایا کر وہ اس سے خوب مضم ہو تا ہے اور بدن کے زیادہ  
 موافق ہے۔

۳۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھانا کھانے کے اور بسم اللہ بھول  
 جائے تو کھانے کے دوران جس وقت یاد آئے تو یسُور اللہ اَوَّلَهُ وَالْآخِرَةَ پڑھ لے۔

(حضرت عائشہ رض)

۳۵۔ کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ یہ مضر مضم ہے۔ پانی کھانے سے قبل یا درمیان  
 میں نوش فرماتے۔ اس بارے میں حضرت لقمان حکیم کا قول ہے کہ ”کھانے سے قبل پانی پینا شفا  
 ہے۔ درمیان میں پانی پینا دوا ہے اور آخر پر پانی پینا بیماری ہے“ اسی طرح مشہور حکیم ہرمیو  
 پلیمتھک کے بانی بقراط کا قول ہے کہ ”کھانے سے قبل پانی پینا سونا ہے۔ درمیان میں پانی پینا  
 چاندی ہے اور آخر میں پانی پینا سکہ ہے۔ کھانے کے بعد پانی پینے سے معدہ کمزور ہو جاتا  
 ہے اور اکثر مرض گیس لگ جاتا ہے۔“

۳۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بکری کا گوشت تناول فرماتے تو نماز سے قبل کھلی  
 نہ فرماتے لیکن اونٹ کا گوشت کھالینے کے بعد کھلی لازمی فرماتے کیونکہ اس گوشت میں حکینا ہٹ

زیادہ ہوتی ہے جو دھوکے بغیر جاتی نہیں)

۳۷۔ جب نئے پھل آپ کے سامنے آتے تو اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور

یوں فرماتے: اللّٰهُمَّ كَمَا مَرَّ بِتَنَاؤًا لَّهُ اِمْرَانَا اِخْرَا۔

(اے میرے اللہ جس طرح تو نے اس کا آغاز دکھایا اس کا اختتام بھی دکھا)

## کھانے کے متعلق ہدایات:

۱۔ اگر کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان اسے حلال بنا لیتا ہے (حدیفہ رض)

۲۔ جو کوئی شخص اپنے گھر میں داخلہ کے وقت اور اپنے کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرے

تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے کہ نہ تمہارے لیے شب باقی ہے اور نہ ہی کھانا (یعنی اب تم نہ اس گھر میں ٹھہر سکتے ہو اور نہ ہی کھانا کھا سکتے ہو۔ (حضرت جابر رض)

۳۔ جو کوئی کھائے دایئیں ہاتھ سے کھائے اور جو پیئے دایئیں ہاتھ سے پیئے (ابن عمر رض)

۴۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم فرمایا اور

فرمایا تم نہیں جانتے کہ برکت کس میں ہے۔ (ممکن ہے کہ برکت بقیہ میں ہو)

۵۔ انگلیاں چاٹنے اور چٹانے سے قبل ہاتھ نہ پونچھے جائیں۔ (ابن عباس رض)

۶۔ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔ (ابو ہریرہ رض)

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کھانا تین کو اور تین کھانا چار کو کافی ہے۔

۸۔ اپنا کھانا پلایا کرو تم کو اس میں برکت دی جائے گی (مقدم بن سعد کرب رض)

۹۔ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو لقمہ کھا کر اللہ کا شکر کرے یا پانی کا

گھونٹ پی کر اللہ کا شکر کرے (انس رض)

۱۰۔ شکر گزار کھانے والے صبر والے روزہ دار کی طرح ہے یعنی ثواب میں برابر ہیں (ابو ہریرہ رض)

۱۱۔ کھانے میں برکت درمیان میں یا چوٹی پر اترتی ہے لہذا یہاں سے نہ کھایا جائے۔

۱۲۔ جو آدمی کھانا کھا کر پیالہ چاٹ لے تو پیالہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور

دوزخ سے نجات کی دعا۔

۱۳۔ سالن کا سردار نمک ہے (انس رض)

۱۴۔ جب کھانا رکھا جائے تو جوئے اتار دو کیونکہ وہ تمہارے قدموں کی راحت ہے (انس رض)

۱۵۔ کھانا کھٹے کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دسترخوان رکھا جائے تو کوئی شخص نہ

اٹھے یہاں تک کہ دسترخوان اٹھا لیا جائے۔ اور نہ ہی اپنا ہاتھ اٹھائے اگرچہ سیر ہو جائے یہاں

تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور معذرت کر دے کیوں کہ یہ کام اپنے ساتھی کو شرمندہ کرے

گا اور وہ بھی اپنا ہاتھ سمیٹ لے گا ممکن ہے ابھی اسے کھانے کی ضرورت ہو۔

## مرغوبات؛

۱۔ کھانے کا ذوق بہت نفیس تھا۔ گوشت بہت مرغوب تھا۔ دستی۔ گردن اور پیٹھے

کا گوشت زیادہ پسند فرماتے۔

۲۔ ثرید (گوشت کے شوربے میں بھگونئی ہوئی روٹی) بہت مرغوب تھی۔ ایک موقع پر

فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ ثرید کی باقی کھانوں پر۔

۳۔ شہد۔ سرکہ۔ خربوزہ۔ لکڑی (کھیر اور تر و غیرہ) کھچڑی۔ مکھن۔ دودھ۔ دہی۔ کدو بہت

پسند فرماتے۔

۴۔ دودھ کے ساتھ کھجور اور مکھن کے ساتھ کھجور استعمال فرماتے۔

۵۔ لکڑی نمک لگا کر اور خربوزہ شکر لگا کر استعمال فرماتے۔

۶۔ مریضوں کے لیے پرہیزی دوا "حریرہ" تجویز فرماتے۔

۷۔ جو کے ستو اور حلوہ بہت پسند فرماتے۔ ایک مرتبہ بادام کے ستو پیش کیے گئے لیکن

یہ کہہ کر کہ "یہ امیروں کی غذا ہے" کھانے سے انکار کر دیا۔

۸۔ سرکہ کے متعلق فرمایا کہ یہ اچھا سالن ہے۔ ایک دفعہ حضرت ام ہانی رض کے گھر آپ

تشریف لے گئے اور پوچھا کھانے کو کچھ ہے تو وہ بولیں سرکہ ہے تو فرمایا جس گھر میں سرکہ ہوا اسے نادار نہیں کہہ سکتے۔

نوٹ : سرکہ بہت فوائد کا حامل ہے۔ مضم میں مددگار ہے۔ خوب بھوک لگاتا ہے پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے۔ بلغم اور صفرا کا قاطع ہے۔ یہ پہلے انبیاء بھی استعمال فرماتے رہے۔  
۹۔ ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور اس کی مالش کرو کیونکہ یہ بابرکت درخت کا تیل ہے۔ قرآن پاک میں ہے: "مِنْ شَجَرَةٍ مَّوْبَاہَا كَسَّ نَارًا يُنَوِّذُ" ابو الہیثم کے قول کے مطابق اس درخت میں ستر بیماریوں کی شفا ہے جن میں ایک جذام بھی ہے۔ چمڑا رنگنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ بطور ایندھن استعمال ہوتا ہے اور اس کی راکھ ریشم دھونے کے لیے خاصی مفید ہے۔

۱۰۔ ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہمیں وہ کھانا کھلاؤ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا۔ وہ بولیں کیا وہ تمہیں پسند آئے گا انہوں نے امرار کیا تو حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے جو کا آٹا ہانڈی پر چڑھا دیا اوپر سے روغن زیتون، زیرہ اور کالی مرچ ڈال کر پکا دیا اور ان کے سامنے رکھ کر کہا کہ یہ تھی حضور کی محبوب ترین غذا۔

کھانا ان کا جو کی روٹی، ان چھنا آٹا روٹی  
وہ بھی شکم بھر کر نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم  
جس کی تماروزنہ کھانا، اک دن باغہ اک دن کھانا  
جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ مشروبات :

آداب شرب : (۱) پانی پیٹھ کرتین سانسوں میں پیتے۔ ہر بار آغاز کے وقت بسم اللہ پڑھتے، ہر بار پیالہ منہ سے جدا کرنے اور الحمد للہ کہتے۔ آخر پر الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ پڑھتے اور فرماتے اس طریقے سے پانی پینا زیادہ خوشگوار اور سیراب کرنے والا ہے۔

۲۔ کبھی کبھار پانی کھڑے ہو کر بھی پیایا ہے لیکن صرف بیان جواز کے لیے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو پسند نہ تھا لیکن امت کی سہولت کی خاطر بعض اوقات ناپسند کام بھی کیے۔  
۳۔ اگر خود کوئی مشروب احباب کو پلاتے تو خود آخر میں نوش فرماتے اور ارشاد فرماتے  
کہ ساقی آخر میں پیا کرتا ہے۔

۴۔ کھانے پینے کی اشیاء میں پھونک مارنا اور سونگھنا ناپسند فرماتے۔

۵۔ آپ بغیر آواز نکالے پانی نوش فرماتے۔ غٹ غٹ کی آواز نہ آتی۔

۶۔ آپ نے شیشے، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں میں پانی نوش فرمایا ہے۔

۷۔ آب زمزم احتراماً کھڑے ہو کر نوش فرماتے۔

۸۔ ایک دفعہ آپ کے پاس دودھ بطور ہدیہ پیش کیا گیا تو اس وقت آپ کے دائیں

جانب ایک اعرابی اور بائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ تو آپ نے دودھ

تھوڑا نوش فرما کر پہلے اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ پہلے دائیں ہاتھ والا اور پھر بائیں ہاتھ والا

مستحق ہے۔

۹۔ ورزش کے بعد تھکان ہونے پر کھانا پھل استعمال کرنے کو اچھا نہ سمجھتے۔ اس

طرح جماع اور غسل کے بعد پانی پینا ناپسند فرماتے۔

۱۰۔ مشیکزے کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا اسی قیاس پر ٹوٹیوں سے منہ لگا کر

پینا بھی منع ہے

۱۱۔ جو شخص چاندی یا سونے کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے اندر دوزخ کی آگ

کھولتا ہے۔

## مرغوب مشروبات:

۱۔ پینے کی اشیاء میں دودھ بہت مرغوب تھا۔ اسے خالصتاً بھی نوش فرماتے

پانی ملا کر (کچی لسی بنا کر) بھی اور شہد ملا دودھ بھی۔

۲۔ ٹھنڈا میٹھا پانی بھی بہت پسند تھا۔ بیاب کے لیے مقام سقیاء جو مدینہ منورہ

سے دو دن کی مسافت پر ہے، سے منگایا جاتا تھا۔

### ۳۔ قضا، حاجت :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بیت الخلاء میں تشریف لے جانے کا ارادہ ہوتا تو جوتے پہن لیتے، سر مبارک ڈھک لیتے اور اپنی ہر والی انگوٹھی (جس پر محمد رسول اللہ درج تھا) اتار دیتے۔ یہ لفظ اللہ کا احترام تھا۔

۲۔ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو بایاں پاؤں پہلے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے **اللَّهُمَّ ارِنِي أَعْوَدُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** (اے میرے اللہ میں ناپاک جنوں اور جننیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں) اور جب باہر تشریف لاتے تو پہلے دایاں پاؤں باہر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے **عُمْرَا نَكَ - الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي** (یارب تیری بخششیں سب خوبیاں اس اللہ کی ذات کبریٰ کو سزاوار ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی اور مجھے خیریت سے رکھا) زمین کے بہت قریب ہو کر ستر کھولتے۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر سفر یا جنگل میں ہوتے تو اتنا دور تشریف لے جاتے کہ انہیں کوئی نہ دیکھتا۔ اگر کوئی آڑ نہ ملتی تو کھڑے درختوں کو اللہ کے حکم سے ملا کر ان کی آڑ بنا لیتے۔

۵۔ پیشاب نرم زمین پر کرتے تاکہ پیشاب کے پھینٹے نہ اٹھیں۔ اگر نرم جگہ نہ ملتی تو خنجر سے زمین نرم کر لیتے اور آگے گاڑ کر اس کے ساتھ ڈھال رکھ لیتے تاکہ خوب پردہ ہو جاتا۔

۶۔ قبلہ تشریف کی طرف نہ منہ کرتے اور نہ ہی پیٹھ۔ اسی کی تعلقین ہمیں بھی فرمائی۔

۷۔ قضا، حاجت کے بعد مٹی کے طاق ڈھیلے (تین۔ پانچ۔ سات) استعمال فرماتے اور ان سے استنجا کرتے۔ پھر بعد میں پانی سے طہارت کرتے۔ بعض اوقات اپنے ہاتھ مبارک زمین یا دیوار پر مل کر صاف فرماتے۔

۸۔ لوگوں کو طاق ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ بڑی۔ کھلے اور گوبر سے استنجا کرنے

کی نمائندگی فرمائی کیونکہ یہ تینوں چیزیں جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہیں۔  
۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین لعنتی چیزیں سے بچو۔ گھاتوں راستوں

اور سایوں میں پیشاب نہ کرو۔ (معاذ رض)

۱۰۔ ننگے بیٹھے کے باتیں نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ (ابوسعید رض)

۱۱۔ جنوں اور لوگوں کے ستر کے درمیان پردہ "بسم اللہ" ہے۔ (پیشاب کرنے سے

قبل جو آدمی بسم اللہ پڑھے شیطاں اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ (حضرت علی رض)

۱۲۔ آپ کی چار پائی مبارک کے نیچے ایک لکڑی کا برتن پڑا ہوتا جس میں رات کے وقت

آپ پیشاب فرماتے۔ (یہ پیشاب انصاف، شفاف اور لطیف تھا کہ ایک صحابیہ خادمہ  
نے غلطی سے اسے پانی سمجھ کر پی لیا تو ان کے جسم سے خوشبو آنے لگی) (اسمیہ بنت رقیقہ رض)

۱۳۔ آپ کھڑے ہو کر پیشاب نہ فرماتے اور اسی کی تعلیم امت کو دی۔

۴۔ سونا اور چاکنا:

بستر مبارک :-

۱۔ بستر مبارک چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔ تیکے میں بھی کھجور کا گودا

ہی تھا۔

۲۔ سفر و حضر میں سات اشیاء بستر مبارک کے قریب رہتیں۔

(۱) تیل کی شیشی (۲) کنگھا (۳) سرمہ دانی (۴) قینچی (۵) مسواک (۶) آئینہ (۷) لکڑی کا برتن

۳۔ بان کی بنی ہوئی چار پائی، ٹاٹ کا بستر اور چمڑے کا گدہ بھی زیر استعمال رہا۔ چٹائی

پر بھی آرام فرماتے۔

۴۔ حضرت عمر رض نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر کھری چار پائی کے

نشانات دیکھے اور گھر بلو سامان میں صرف مٹھی بھر جو اور ایک جانور کا مشکیزہ دیکھا تو رو

پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ قصیر و کسری تو عیش کریں اور محبوب الہی کا یہ حال ہو۔

تو آپ نے فرمایا اے عمر! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ وہ لوگ دنیا لے جائیں اور ہمیں آخرت ملے۔  
 ۵ قبضہ میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی  
 نظروں میں کتنی پیچھے ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم  
 سونے کا معمول مبارک:

۱۔ نماز عشا کے بعد جلدی سونے کا معمول تھا۔ تقریباً نصف شب آرام فرماتے پھر اٹھ کر نماز تہجد پڑھتے اور پھر صبح کی اذان تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ پھر فجر کی سنتیں پڑھ کر آرام فرما لیتے۔

۲۔ دائیں کمرہٹ پر لیتے۔ دایاں ہاتھ مبارک اپنی دائیں زخسار کے نیچے رکھتے اور ٹانگیں ذرا خم دار کر لیتے۔ سونے کا یہ انداز لفظ محمد بناتا ہے جو اللہ کو بہت محبوب ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ دل چونکہ بائیں جانب ہوتا ہے اس لیے دائیں کمرہٹ پر لیٹنے سے یہ لٹک جاتا ہے اور گہری نیند نہیں آتی۔ دوسرا یہ چونکہ عضو رئیس ہے اس لیے بوجھ سے بھی بچا رہتا ہے۔  
 ۳۔ کبھی پاؤں پر پاؤں رکھ کر چیت لیٹ کر بھی آرام فرما ہوتے۔ اوندھا سونا سخت ناپسند تھا۔ ایک صحابی پیٹ میں درد کی وجہ سے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے تو آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ ایسا سونا اللہ کو ناپسند ہے۔ اسے ٹھوکر مار کر اٹھا دیا۔ دوسرے موقع پر فرمایا یہ سونا دوزخیوں کا سونا ہے۔

۴۔ عشا سے پہلے آپ سوتے نہ تھے اور اس کی ہمیں بھی ممانعت فرمائی۔ علماء عشاء سے قبل سونے کو حرام قرار دیتے ہیں۔

۵۔ ایسی کھلی چھت جس کے ارد گرد اونچی رکاوٹیں نہ ہوں پر سونا ناپسند فرماتے اور اس کی ممانعت بھی فرمائی۔ ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص ایسے مکان پر سوتا ہے وہ اللہ کی حفظ و امان سے آزاد ہے۔

۶۔ سونے سے قبل وضو فرماتے اور اللہم یا سَمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا پڑھتے



سورۃ ملک اور سورۃ سجدہ تلاوت فرماتے۔ سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ہاتھ مبارک پر دم فرماتے اور پھر اسے اپنے پورے جسم پر پھیلتے۔ ہاتھ پھیرنے کا انداز یہ تھا کہ مبارک اور چہرے سے شروع فرماتے اور نیچے جہاں تک ہاتھ پہنچتا ہاتھ کو لے جاتے اور یہ تین دفعہ فرماتے۔

۷۔ سونے سے قبل اپنا کرتہ مبارک اتار کر ٹانگ دیتے اور شب باشی والا تہ بند زیب تن فرمالتے۔

- ۸۔ سوتے وقت سر مہ لگاتے پہلے دائیں آنکھیں تین سلامتیاں اور پھر بائیں آنکھیں تین سلامتیاں۔
- ۹۔ اگر بہت تھوڑی دیر کے لیے آرام فرمانا ہوتا تو اپنا دایاں بازو مبارک کھڑا کرتے اور ہاتھ کی ستمیلی پر سر مبارک رکھتے۔ یہ عموماً سفر میں ہوتا جہاں انتہائی ہوشیاری کی ضرورت ہوتی۔
- ۱۰۔ آپ رات میں کئی بار بیدار ہوتے۔ جب بھی بیدار ہوتے تو کچھ نماز پڑھ لیتے۔

### سوتے وقت ضروری کام :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونے سے پہلے برتن ڈھک دو، مشکیزے باندھ دو اور دروازے بند کر دو۔ اپنے بچوں کو شام کے بعد روک لو کیونکہ یہ جنات کے پھیلاؤ اور چھین چھپٹ کا وقت ہے۔ سوتے وقت چراغوں کو بجھا دو کیونکہ اکثر اوقات چوسیا چراغ کی بتی کھینچ کر گھر کو آگ لگا دیتی ہے۔ شیطان بند مشکیزے، بند دروازے اور ڈھکے برتن نہیں کھولتا۔ سال میں ایک مرتبہ دبائیں اتنی ہیں جو کھلے برتنوں میں داخل ہوجاتی ہیں آگ بجھا دو۔ رات کو کم نکلا کرو اور خالی برتن اوندھے کر دیا کرو۔ رات کو کتوں کا بھرنکنا یا

رینگنا سنو تو اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

### سوتے وقت کی دعائیں :

- ۱۔ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہ بند کے داخلی پلو سے تین مرتبہ بستر جھاڑوے۔ اسے کیا خبر کہ بستر پر کیا چیز پڑی ہے پھر دائیں کر دٹ پر لیٹ جائے اور یہ کہے

بِاسْمِ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُ - إِنْ أَمْسَكَتْ نَفْسِي فَأَرْحَمَهَا  
فَاغْفِرْ لَهَا فَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاخْفِظْهَا بِمَا تَحْفَظُ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ -

اپنے رب کے نام سے میں اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے نام سے ہی اٹھاتا ہوں  
اگر تو میری جان قبض فرمائے تو اس پر رحم فرما اور اسے بخش دینا۔ اور اگر تو نے اسے دوبارہ بھیج  
دیا تو اس کی حفاظت فرما۔ (ابو ہریرہ رضی)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو نماز والا وضو کرتے اور دائیں  
کردٹ پر لیٹتے پھر یوں فرماتے۔

اللَّهُمَّ أَسَلْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ  
أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَنَاتِ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَنَجَاءَ  
إِلَّا إِلَيْكَ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَمَرْتُ سَلْتَ -

اے میرے اللہ میں نے اپنی جان کو تیرا مطیع بنا دیا ہے اور اپنا منہ تیری طرف متوجہ کر  
لیا ہے اور اپنا کام تیرے سپرد کر دیا ہے اور اپنی پشت کی ٹیک تجھ سے لگائی ہے محبت  
سے اور ڈر سے۔ تیرے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں اور نہ ہی کوئی راہنمائی۔ میں تیری نازل فرمودہ  
کتاب پر ایمان لایا ہوں اور تیرے نبیؐ پر بھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ جو آدمی یہ کلمات کہے اور رات کو مجھے تے تو وہ ایمان پر مرے گا اور اگر صبح  
اٹھ گیا تو بھلائی حاصل کر لے گا۔ (حضرت برار بن عازب رضی)

۳۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَأَوَانَا -

ساری خوبیاں اس اللہ کی ذات کو سزاوار ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا۔ ہماری

کفایت فرمائی اور ہمیں آرام کی جگہ مرحمت فرمائی۔

۴۔ حضور جب بستر پر سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے

رکھنے اور تین مرتبہ فرماتے۔

اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ -

اے میرے اللہ عذاب سے مجھے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (حضرت خضرؑ)

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بستر پر تین مرتبہ پڑھ لے: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیگا۔

اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا صحرا کی ریت کے دانوں یا درختوں کے پتوں یا دنیا

کے دنوں کے برابر ہوں۔ (حضرت ابو سعید رضی)

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ رات کو چار مرتبہ

فاتحہ پڑھ کے سویا کرو چار ہزار دینار صدقہ کرنے کا ثواب ہوگا۔ تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ

لیا کرو پورا ختم قرآن کا ثواب ہوگا۔ دس مرتبہ استغفار پڑھ کر سویا کرو دو لڑنے والوں میں

صلح کرنے کا ثواب ہوگا۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ کر سویا کرو۔ حج کا ثواب ملے گا۔ تین مرتبہ

درود شریف پڑھ کر سویا کرو جنت کی قیمت ادا ہو جائے گی۔

## بیداری؛

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو فرماتے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ -

رساری خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ فرمایا اور اس

کی طرف اٹھ کر جانے

۲۔ بیدار ہونے پر یہ کلمات بھی پڑھتے (عبادہ بن صامت رضی)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

فَكَ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ - رَبِّ اغْفِرْ لِي -

۳۔ سورۃ آل عمران کی آیات "إِنِّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ...  
لَا تُخَلِّفُ الْمِيعَادَ تَنَكُّرًا" پر پڑھنا بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

۴۔ بیدار ہونے پر مسواک فرماتے۔ اس کی پوری تفصیل باب عبادات میں آئے گی

## ۵۔ چھینک اور جمائی

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھینک پست آواز میں لیتے۔ اور اپنا منہ مبارک  
اپنے ہاتھ سے یا رومال سے یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔

۲۔ جب چھینک لیتے تو اَلْحَمْدُ لِلَّهِ کہتے۔

۳۔ اگر کوئی ساتھی چھینک لیتا تو آپ اسے يَرْحَمُكَ اللهُ کہتے۔ اگر کوئی آپ کو

يَرْحَمُكَ اللهُ کہتا تو آپ جواب میں يَهْدِيكُمْ اللهُ وَيُصَلِّحُ بِأَلْسِنَتِكُمْ فرماتے۔

۴۔ غیر مذہب کی چھینک کے جواب میں يَرْحَمُكَ اللهُ کی بجائے يَهْدِيكُمْ اللهُ

وَيُصَلِّحُ بِأَلْسِنَتِكُمْ فرماتے۔

۵۔ در چھینکوں کا جواب دیتے اگر کوئی تیسری مرتبہ چھینک لیتا تو اسے زکامی قرار دیتے۔

۶۔ اگر کوئی شخص چھینک کے بعد اَلْحَمْدُ لِلَّهِ نہ کہتا تو آپ اس کا جواب نہ دیتے۔

۷۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہودی کے سامنے چھینک آگئی۔ اس

نے جواب میں کہا يَرْحَمُكَ اللهُ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا يَهْدِيكَ اللهُ تو یہودی کے

دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

۸۔ حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ چھینک کو ادا پسند کرتا ہے اور شیطان پر

چھینک بہت سخت ہے اس سے دماغی فضلات نکلتے ہیں جسم چاک و چونبہ ہو جاتا ہے

آنکھیں روشن ہوتی ہیں اور دیگر بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۹۔ جمائی اللہ کو ناپسند ہے وہ امتلار اور زیادہ کھانے سے ہوتی ہے۔ اس سے سُستی

اور غفلت پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی لیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی بھر جمائی نہیں آئی۔

۱۰۔ اللہ چھینک کو پسند فرماتا اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی چھینکے تو اللہ کی حمد کرے اور سننے والا یزحکم اللہ کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ یہاں تک ہو سکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے بنتا ہے۔  
اس کو دفع کرے

فلسفہ چھینک:

چھینک کے متعلق مختلف قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے قریب ذکر کرتی ہے کوئی کہتا ہے کوئی انسان یاد کرتا ہے یہ سب کچھ منہ بنائی باتیں ہیں اس لیے میں حقیقت چھینک کو آشکارا کرنے کے لیے حدیث پاک کی روشنی میں بات کرتا ہوں۔

”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا اور اس میں روح پھونک دی تو انہیں چھینک آئی۔ انہوں نے کہا الْحَمْدُ لِلَّهِ۔ پھر اللہ نے انہیں کہا یَزْحَمُكَ اللَّهُ پھر فرمایا جاؤ ان فرشتوں کی طرف جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ جاؤ ان کو السلام علیکم کہو۔ پس انہوں نے جا کر السلام علیکم کہا تو وہ بولے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ پھر وہ اپنے رب کی طرف گئے تو فرمایا کہ یہ تیری اور تیری اولاد کی دعا ہے۔ پھر حضرت آدم کو اپنی دونوں بندہ تھیلیاں دکھائیں اور فرمایا ان میں سے ایک اختیار کر لو تو حضرت آدم نے رب کا داہنا ہاتھ اختیار کر لیا۔ پھر رب نے ہاتھ کھولا تو اس میں حضرت آدم اور ان کی اولاد تھی۔ عرض کیا یا رب یہ کون ہیں۔ فرمایا تمہاری اولاد تو ہر انسان کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی تھی۔ ایک آدمی ان میں بہت چمکدار تھے تو حضرت آدم نے کہا کہ یا رب یہ کون ہیں فرمایا تمہارے فرزند حضرت داؤد ہیں۔ ان کی عمر میں نے ۶۰ سال لکھی ہے۔ پھر عرض کیا یا رب میں اپنی عمر کے ۴۰ سال انہیں دیتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا تم جانو اور تمہارا کام۔ پھر حضرت آدم ۹۰۰ سال بنت میں رہے اور پھر دنیا میں اتارے گئے جب آپ کی عمر ۹۶۰ سال ہوئی تو ملک الموت

تشریف لے آئے تو حضرت آدم ؑ اپنی عمر گنے لگے اور فرماتے لگے کہ تم نے جلدی کی میری عمر تو... ۱۰۰ سال بکھی گئی تھی انہوں نے کہا سچ ہے لیکن آپ نے ۴۰ سال اپنے فرزند حضرت داؤد کو دے دیئے تھے حضرت آدم ؑ نے انکار کر دیا پس آپ کی اولاد انکار کرتی ہے۔ حضرت آدم بھول گئے اور اب ان کی اولاد بھولتی ہے۔ فرماتے ہیں اس دن سے بکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دے دیا گیا۔ (ابوہریرہؓ)

یہ پوری حدیث میں نے برکت کے لیے لکھ دی کیونکہ یہ بہت مسائل کو حل کر دینے والی ہے۔ اس میں غور کرنے سے ہندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ چھینک اولاد آدم میں یادگار نعمت، حفظانِ صحت اور ثواب کے لیے رکھی گئی ہے

۲۔ آدمی کی مقدر عمر میں دعائے مقربین سے اضافہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ انبیاء کو اپنی عمریں معلوم ہوتی ہیں اور حضرت عزرائیل ان کی اجازت کے بغیر ان کی روح قبض نہیں کرتے۔

#### ۶۔ مباشرت

مباشرت کا مطلب ننگے بدن جلنا ہے۔ اپنی بیوی کے سوانہ کسی مرد سے مباشرت کی جاسکتی ہے اور نہ ہی عورت کے ساتھ۔ اپنی بیوی کے معاملے میں بھی چند ایک پابندیاں ہیں مثلاً حیض و نفاس کے دوران اور ڈبر سے صحبت حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ اپنی بیوی کے پاس اس کے پیچھے سے جائے وہ لعنتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جو لڑکے کے پاس جائے یا عورت کے پاس اس کی ڈبر سے جلے۔ بچے کی شیر خوارگی کے دوران اور وضع حمل کے قریب مباشرت مکروہ ہے کیونکہ اس سے بچوں کو نقصان ہوتا ہے۔ لیکن اگر غیر مضر اوقات میں بیوی کو خاوند بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور خاوند اس سے ناراض ہو جائے تو اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے جب تک خود خاوند راضی نہ ہو جائے۔ فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے موقع پر فرمایا کہ جب خاوند عورت کو بلائے تو فوراً آ  
جلئے اگرچہ تنور پر روٹیاں لگا رہی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ نماز تہجد کے بعد اپنی بیویوں  
کو طلب فرماتے۔ بعض اوقات دن کو شرف صحبت بخشتے۔ اپنی بیویوں سے پیار بھی فرماتے  
ان کی گودیں سر بھی رکھ لیتے۔ سب سے زیادہ پیار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے۔

## باری کا تقرر:

۱۔ اگر کسی کی بیویاں دو یا دو سے زائد ہوں تو اس پر باری واجب ہے ہر بیوی کے  
پاس ایک رات گزارنی ہوتی ہے۔ صحبت ضروری نہیں لیکن ہر ایک کے پاس شب باشتی ضروری  
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باری واجب نہ تھی لیکن پھر بھی انتہائے کرم سے باریاں  
مقرر کر لی تھیں۔ وصال کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں جن میں سے ایک حضرت سودہ  
نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تھی اس طرح حضور مسرور کائنات سنی اللہ علیہ وسلم اپنی  
باقی بیویوں کے پاس ایک رات اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو رات قیام فرما ہوتے تھے  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اس لیے ایام بیحاری میں آپ بے چینی سے  
پوچھتے رہتے تھے کہ کل ہم کہاں ہوں گے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب آئے گی تو اس پر باقی  
ازواج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں تو آپ  
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جہہ مبارک اختیار فرمایا اور پھر یہیں حضرت عائشہ کی گود میں وصال فرمایا۔  
۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے پہلے بیوی ہو اور وہ دوسری  
شادی کرے تو اپنی نئی دہن کے ساتھ سات دن گزارے اگر وہ کنواری ہو۔ تین دن گزارے  
اگر وہ پہلے سے شادی شدہ ہو۔ پھر باقی بیویوں پر دورہ مکمل کرے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی تو ان کے  
پاس تین دن قیام فرمایا کیونکہ وہ بیوہ تھیں فرمایا کرتے تھے کہ کنواری کے لیے سات دن ہیں

اند بیوہ کے لیے تین دن۔

۴۔ اگر آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان انصاف نہ کرے یعنی باری باری ان کے پاس رات نہ گزارے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا حصہ گرا ہوگا۔ یعنی کمر ٹوٹ کر سر نیچے ٹانگوں پر پڑ رہا ہوگا۔

## ۵۔ شادی مبارک :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ شادیاں فرمائی اور ایک لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ کو شرف قربت بخشا ان ہی سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جن کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں پر نم تھیں۔ اس بچے سے اتنا پیار تھا کہ نواسیہ کے گھر سے دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے اور اسے گود میں اٹھا کر پیار فرماتے۔ ان گیارہ بیویں کے نام اور مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے:-

- ۱۔ حضرت خدیجہ رضی یہ قبیلہ قریش کی مشہور و معدود، مالدار اور نیک صورت و سیرت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت غنچوار بیوی تھیں۔ ان سے چھ بچے پیدا ہوئے۔
- ۲۔ حضرت قاسم رضی (۲) حضرت عبداللہ (۱) کا لقب طاہر و طیب تھا (۳) حضرت زینب رضی (۴) حضرت رقیہ رضی (۵) حضرت ام کلثوم رضی (۶) حضرت فاطمہ رضی۔ یہ سب سے پہلے اسلام لائیں اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ شادی کے وقت ان کی عمر ۴ سال تھی۔

- ۲۔ حضرت جویریہ رضی۔ یہ قبیلہ بنی مصطلق کی خاتون ہیں۔ قیدی ہو کر آئیں تو ام المومنین کے ثروت سے مال مال ہوئیں اس نکاح کی برکت سے پورا قبیلہ نیک اور تارک راہزنی بن گیا۔
- ۳۔ حضرت میمونہ رضی۔ سرخارنج کی سالی تھیں۔ یہ نکاح سیاسی لحاظ سے بہت اہم اور ضروری تھا
- ۴۔ حضرت ام حبیبہ رضی۔ ابوسفیان کی صاحبزادی تھیں۔ اس نکاح کے بعد ابوسفیان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لیے میدان میں نہیں آیا۔



۵- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا - یہودی سردار حبیبی ابن اخطب کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے مرتبے کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حرم شریف میں داخل کیا۔

۶- حضرت سودہ بنت زینب رضی اللہ عنہا - مدینہ منورہ کے قبیلہ بنو نجار سے متعلقہ تھیں۔ شادی کے وقت عمر تقریباً ۵ سال تھی۔ ان کا نکاح مکی دور میں ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد۔

۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد کنواری بیوی انتہائی محبوبہ اور عظیم فقہیہ ہیں۔

۸- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔

۹- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا - حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی تالیف قلب کے لیے ان سے شادی کی۔

۱۰- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا - حضرت زید بن حارثہ نے جب انہیں طلاق دے دی تو ایک مضبوط رسم کو توڑنے کی خاطر آپ کو شرف زوجیت بخشا۔

۱۱- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا - یہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ احد میں شہادت پا گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ صرف تین ماہ ازدواج میں رہیں اور پھر تین ہجری کے آخر میں وصال فرما گئیں۔

آپ نے تمام اہل المؤمنین کے اسما و گرامی پڑھ لیے۔ انہیں اچھی طرح یاد کر لیں اور انہیں ایصالِ ثواب میں یاد رکھیں یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شادیاں اہم مقاصد کے حصول کیلئے کیں کہیں سیاسی غرض مطلوب تھی اور کہیں تالیفِ قلب۔ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت تھی کہ چار سے زائد بیویاں حرم شریف میں داخل کر لیں اور کسی مسلمان کے

لیے حلال نہیں۔

انبیاء کو اکثر زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہوتی ہے اس کی ایک وجہ تو ان کی زبردست قوت ہے جو دنیا کے چار ہزار پہلو انوں کے برابر ہوتی ہے اور دوسری وجہ ان کی بھاری ذمہ داریوں میں شرکت مطلوب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان ؑ کی ایک ہزار بیویاں اور حضرت داؤد کی ننانوے بیویاں تھیں۔ یہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی صبر ہے کہ آپ نے صرف گیارہ ازواج پر اکتفا فرمایا۔ آئیے اب دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو ہر کیا دیا اور دعوتِ ولیمہ کیسے کی۔

۱۔ مہر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اکثر بیویوں کو جو مہر دیا وہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی یعنی ۵۰۰ درہم تھے۔ درہم کی مالی وقعت (FINANCIAL VALUE) صرف ساڑھے چار آنے ہوتی ہے اس حساب سے یہ رقم ۱۲۱ روپے بنتی ہے۔ اگر اس کی چاندی کی موجودہ قیمت کا اندازہ لگائیں تو پھر یہ رقم ۱۰۲۲۰ روپے بن جاتی ہے۔ حضورؐ کی بیوی ام حبیبہ رض کا مہر ۴۰۰۰ درہم تھا جو بادشاہ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اکثر بیٹیوں کا نکاح بھی ۵۰۰ درہم مہر پر کیا۔ حضرت فاطمہ رض کا مہر ۴۰۰ مثقال چاندی (۱۵۰ تولہ چاندی) تھا۔ جس میں سے ۱۹ مثقال معجل تھا اور باقی غیر معجل۔

۳۔ فقہ حنفی میں کم از کم مہر دس درہم ہوتا ہے۔ تقریباً ۲/۳ تولہ چاندی جو آج کل کے ریٹ کے مطابق ۲۰۰ سے زائد بنتا ہے۔ (موجودہ ریٹ ۸۰ - ۹۰ روپے تولہ)

ب۔ ولیمہ: ولیمہ و لم سے بنا جس کے معنی ہیں ملنا۔ جمع ہوتا۔ نکاح کے بعد جو دعوتِ طعام دی جاتی ہے اسے دعوتِ ولیمہ کہتے ہیں یہ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شبِ عروسی کے بعد صبح کو کیا جائے تو بہتر ہے۔ ولیمہ بقدر طاقت چاہیے اسراف نا جائز ہے۔ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیلہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے پھوہارے کی گٹھلی کے برابر سونے کے عوض نکاح کر لیا ہے۔ فرمایا اللہ تمہیں برکت دے اب ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہو۔ (انس رضی اللہ عنہ)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا جیسا ولیمہ کیا ایسا کسی بیوی پر نہیں کیا۔ یہ ولیمہ ایک بکری سے تھا۔ لوگوں کو گوشت روٹی سے سیر کر دیا جبکہ پہلے ولیموں میں پھوہارے اور پنیر وغیرہ دیتے تھے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا تو ان کی آزادی کو ہی ان کا ہر قرار دیا۔ ان پر حرلیہ سے ولیمہ کیا (حرلیہ ایک قسم کا حلوہ ہے جو کھجور مکھن اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین رات قیام فرمایا۔ آپ پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا زخات کیا جانا تھا تو میں نے مسلمانوں کو دعوت ولیمہ دی۔ اس ولیمہ میں نہ روٹیاں تھیں اور نہ ہی گوشت اس میں۔ بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ دسترخوانوں کو آپ کے حکم سے بچھا دیا گیا پھر ان پر پھوہارے پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔

۴۔ اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ سوا سیر جو سے بھی فرمایا (حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا)

۵۔ بدترین کھانا وہ ولیمہ کا کھانا ہے جس کے لیے مالدار کو بلا لیے جائیں اور فقرا چھوڑ دیئے جائیں۔ اور جس نے دعوت ولیمہ کو رد کر دیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ جو بغیر دعوت کے جائے وہ چور ہے اور نکلے تو لٹیڑ ہے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

تاریخ دیکھئے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے کہ بدترین کھانا قرار دیا جس میں فقرا شامل نہ ہوں۔ آج کل ہر آدمی اپنے گھریبان میں جھانک کر دیکھے کہ اس نے اپنی شادی پر کتنے مسکین، یتیم اور بے کس لوگوں کو کھانا کھلایا۔ دعوت ولیمہ اصل میں غریب کے لیے ہے امیران کے صدقے کھا سکتے ہیں۔ لیکن غضب ہے کہ مستحق بلائے نہ جائیں

اور غیر مستحق لوگوں کو کھلا دیا جائے یہ بہت بُری حرکت ہے اسے فی الفور ترک کرنے کی ضرورت ہے  
ج۔ اہل و عیال سے محبت آمیز بے تکلفی؛

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیویوں کے متعلق اچھائی کی وصیت قبول کرو۔  
(یعنی میں ان کے متعلق وصیت کر رہا ہوں کہ ان سے اچھا سلوک کرنا یا ان کے متعلق اچھی  
وصیت کیا کرنا) کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا ٹیڑھا حصہ اوپر کا حصہ ہے وہ  
بالکل سیدھی برگزینہ ہوگی۔ اگر تم اس سے نفع حاصل کرنا چاہتے ہو تو کرو حالانکہ اس میں ٹیڑھا ہر  
رگڑا سے سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ دو گے (طلاق ہو جائے گی) اگر تھوڑے دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی  
رہے گی۔ لہذا عورتوں کے متعلق وصیت قبول کرو۔

فائدہ: مفہوم یہ ہے کہ عورتوں سے بالکل غافل نہ ہو جاؤ اور نہ ہی انہیں مکمل چھوٹ  
دے دو بلکہ ہاکی ہلکی سرنش ان کی اصلاح کے لیے ضروری ہے۔ کچھ باتوں سے چشم پوشی بھی کیا کرو  
زیادہ سختی کی بھی یہ متحمل نہیں ہو سکتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو غلاموں کی طرح  
مارنے پینے سے منع فرمایا۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دوڑ  
لگائی تو میں آگے نکل گئی اور پھر جب میں تھوڑی موٹی ہو گئی تو پھر ایک دفعہ دوڑ لگائی تو پھر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے۔ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم اپنی بیویوں سے کس قدر بے تکلفی، قرب اور تفریح کرتے تھے۔ ایک اور بڑا لطیف واقعہ  
درج ذیل ہے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے حریہ تیار کیا۔ دسترخوان کا یہ منظر تھا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں تھے اور دائیں بائیں حضرت عائشہ رضی اور حضرت سوڈہ بیٹی تھیں۔  
محبت آمیز بے تکلفی کی بے نظیر نمائندگی۔ حضرت عائشہ رضی نے حضرت سوڈہ رضی سے کہا کہ حریہ  
کھا لو انہوں نے انکار کیا۔ پھر اصرار سے کہا کہ کھاؤ ورنہ میں اٹھ کر تمہارے منہ پر مل دوں گی۔

حضرت سودہ رضی نے بھی ضد دکھائی۔ حضرت عائشہ رضی نے اٹھ کر یہ حلہ حضرت سودہ رضی کے منہ پر مل دیا۔ اس بے تکلفی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنسے پھر سودہ رضی سے کہا کہ تم بھی اس کے منہ پر ملو تاکہ حساب برابر ہو جائے چنانچہ حضرت سودہ رضی نے ایسا ہی کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بہت ہنسے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے بدل کے اس شعر کا مصلوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرایا بڑے لطیف انداز میں اور بڑی بے تکلفی میں۔

وَإِذَا نَظَرْتُ إِلَىٰ أَسْرَةٍ وَجْهِي  
بَرَقَتْ كَبَرَقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

جب میں نے اس کے رخ تباں پر نظر ڈالی تو وہ بول چمکا جیسے بادل سے بجلی چمکتی ہو۔  
۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ تم سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو۔ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہوں۔ جب تمہارا ساتھی مر جائے تو اسے پھر ڈو یعنی اس کی برائیاں بیان نہ کرو۔ بلکہ اچھائی سے یاد کرو۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت پانچ نمازیں پڑھے۔ ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے (حضرت انس رضی)

۵۔ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے پوچھا کہ حضور گھر میں کیسے رہتے تھے تو انہوں نے جواباً فرمایا أَلَيْسَ النَّاسُ بِسَاءِ مَا صَنَعْنَا حِكَا لُوكُلٍ مِّن سَبِيٍّ سِيَّءٍ زِيَادَةٍ نَّرْمُ ، تَبْتَسِمُ فَرَانَةَ وَا لَے اور خندہ جبیں تھے۔ نرمی کی انتہا تھی کہ کبھی خادم کو بھی نہ بھڑکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اہل دعیال پر کوئی شفیق نہ تھا۔ (حضرت عائشہ رضی)

۶۔ گھر میں کچھ وقت عبادت کے لیے، کچھ اہل دعیال سے گفتگو کے لیے اور کچھ آرام کے لیے مخصوص تھا۔ پھر اکثر اوقات ملاقاتیوں کی نند ہو جلتے اور آرام کے لیے وقت بہت کم بچتا۔

۷۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بُرے شوخیانہ انداز میں گفتگو کر رہی تھیں کہ اوپر سے حضرت ابو بکر صدیق رضہ آگئے وہ غضب ناک ہوئے اور حضرت عائشہ رضہ کو مارنا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹھنڈا کیا اور فرمایا کوئی بات نہیں رہم ویسے ہی مہسی مذاق کر رہے تھے (جناب صدیق اکبر رضہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضہ کو پیار سے فرمایا کہ دیکھ لو کہ ہم نے تمہیں اس شخص سے بچایا۔

۸۔ واقعہ کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر ہوتے تو اہل و عیال سے گفتگو ہوتی مگر بیوہ امور پر بھی اور عام حالت پر بھی یہاں تک کہ کبھی کہانی سناتے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضہ سے "ام زرع" کی کہانی بیان کی۔ اس کہانی میں گیارہ عورتیں اپنے اپنے خاوند کا کردار آپس میں بیان کرتی ہیں ان میں سے ایک عورت ام زرع اپنے خاوند ابو زرع کا حسین کردار پیش کرتی ہے۔ کہانی ادبی لحاظ سے بڑی دلچسپ ہے۔ خاتمے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ سے فرمایا کہ میں بھی تمہارے سخی میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کیلئے تھا۔

۹۔ ایک دفعہ ایک اور دلچسپ قصہ سنایا تو کسی زوجہ محترمہ نے کہا کہ یہ تو خرافہ کے قصوں جیسا ہے۔ یہ خرافہ چیرت ناک قصوں کے لیے مشہور تھا۔ اس شخص کو جن پکڑ کر لے گئے تھے پھر کچھ عرصہ بعد چھوڑ گئے۔ اشارہ مل رہا ہے کہ یہ قصہ دیو پریوں والا تھا۔

۱۰۔ حضرت عائشہ رضہ کو پیار سے "عاش" حضرت انس رضہ کو "انیس" یا "ذولا ذین" اور اور ابو بکر رضہ کو ابابکر کہتے۔

۱۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے اتنی محبت تھی کہ ایک ہی پیالے میں پانی پیتے جہاں وہ منہ لگاتیں آپ وہیں منہ لگاتے۔ انصار کی بچیوں کو بلاتے کہ وہ ان سے کھیلیں۔ ایک دفعہ جمشیدوں کا تاج حضرت عائشہ کو اس انداز میں دکھایا کہ حضرت عائشہ رضہ چار پائی پر کھڑی تھیں اور اپنی ٹھوڑی مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر رکھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے اے عائشہ رضہ کیا تو سیر نہیں ہوئی۔ وہ فرماتی نہیں۔ حضرت عائشہ رضہ بیان کرتی

ہیں کہ میں تماشا نہ نہیں دیکھ رہی تھی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اپنا مقام دیکھ رہی تھی کہ آپ میری ناز برداری کتنی دیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی دیکھ ہی رہی تھیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر وہ جستی تتر بہتر ہو گئے۔

۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چاندنی رات تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ میں بولی یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہونگی فرمایا ہاں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں بولی کہ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری نیکیاں ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں پر بہت شفیق تھے اور بہت پیار کرنے والے۔  
۱۳۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کرنے کے لیے اپنا گھٹنا بڑھا دیتے جس پر وہ پاؤں رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ سفر کے دوران اونٹنی کا پاؤں پھسلنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ دونوں گر پڑے۔ جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خدمات غلامانہ ادا کرنے کے لیے بھاگے ہوئے آئے تو فرمایا کہ پہلے صفیہ کو دیکھو۔ ایک بار ساربان نے اونٹوں کو تیز چلایا تو فرمایا ذرا احتیاط سے دیکھو آگینے ہیں آگینے۔

۱۴۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کی محبت کی وجہ سے شہ نہ کھانے کی قسم کھالی تھی جس پر عتاب ہوا اور سورۃ تحریم نازل ہوئی۔

## د۔ گھریلو سامان :

آپ کا گھر مبارک مسافرانہ زندگی کا منظر تھا گرمی سردی سے بچاؤ کا انتظام جانوروں کی مداخلت سے بچاؤ کا انتظام، پردے کا انتظام اور حفظانِ صحت کے ضروری پہلو ملحوظ تھے۔ صفائی کے علاوہ کچھ آرائش نہ تھی۔ بان کی بنی ہوئی چارپائی، چٹائی، تکیہ، بستر، تلوار ڈھال اور کھانے پینے کے چند برتن گھر کی زینت تھے۔

ر۔ رقتِ قلبی : تورات شریف میں مذکور ہے کہ "آپ نہ سخت دل ہیں نہ سخت زبان

اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے ہیں۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے اور بخش دیتے ہیں، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی نرم دل رکھنے والے تھے آپ کی رقت کے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ آنسو بہا رہے تھے۔ اسی طرح اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی قبر مبارک پر کھڑے ہوئے تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

۲۔ لیکن جب ام ایمن چلا کر رونے لگیں تو انہیں منع فرمایا تو وہ کہنے لگیں کہ آپ خود بھی تو رہے ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ ایسا رونا منع نہیں بلکہ اللہ کی رحمت ہے۔

۳۔ حضرت عثمان بن مظعون کی میت کے سامنے بھی آپ کی آنکھیں نمناک تھیں۔ ان کی پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا کہ آنکھیں اشکبار ہیں۔ دل غمزہ۔ لیکن ہم زبان سے اس کے ماسوا کچھ نہیں نکالتے جو رب کو پسند ہے۔

۴۔ رونے میں اونچی آواز نہ نکالتے۔ ٹھنڈا سانس لیتے اور ہانڈی کے ابلنے کی سی آواز آپ کے سینے سے نکالتی۔

۵۔ قرآن پاک سن کر بھی رقت طاری ہو جاتی۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو فرمایا کہ قرآن سناؤ جب وہ سورۃ نسا کی اس آیت "فَكَيْفَ إِذْ جِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ سَهِيدًا" پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں ہو گیا۔  
(میدان محشر کا نقشہ سامنے آگیا تھا)

۶۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنے کا واقعہ سنایا تو آپ زار و قطار رونے لگے۔

## ۸۔ تفریحات:

۱۔ آپ باغوں کی سیر پسند فرماتے۔ کبھی تنہا اور کبھی ساتھیوں کے ساتھ۔ کبھی باغوں میں ہی مجلس آرائی ہو جاتی۔

۲۔ احباب کے ساتھ کبھی کبھی تالاب میں تیرا کرتے۔ دودو ساتھیوں کے جوڑ بناتے۔ اور پھر



ہر جوڑ کے ساتھی دور سے تیر کر ایک دوسرے کی طرف آتے۔ ایک موقع پر اپنا ساتھی جناب ابوبکر صدیق رضہ کو بنایا۔ اور تیرتے ہوئے ان کی گردن کو پکڑ لیا۔

۳۔ کبھی کنویں میں پاؤں اٹکا کر اس کے دھانے پر تشریف رکھتے۔

۴۔ دوڑوں اور تیر اندازی کے مقابلے کرتے۔ اور اکھاڑنے میں خود دلچسپی سے شریک

ہوتے ایسے موقعوں پر ہنسی ہوتی۔

۵۔ خوشی کے موقعوں پر پسند تھا کہ دف بجائی جائے۔ یا نابالغ بچیاں گیت گائیں۔

چنانچہ ایک دفعہ عید کے موقع پر حضرت عائشہ رضہ کے پاس دو لڑکیاں گیت گارہی تھیں حضور قریب ہی لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق آئے تو غصے میں انہیں ڈانٹا کہ یہ کیا

شیطانی ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں گانے دو آج عید ہے۔

۶۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر بھی دف بجانے کی اجازت فرماتے۔

۷۔ ایک دفعہ نرم عروسی میں بچیاں گارہی تھیں اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ موجود

تھے تو اس پر حضرت عامر بن سعد نے بطور اعتراض کہا کہ اے صحابیانِ رسول اے نیکو بندگان

تمہارے سامنے یہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر چاہو تو بیٹھو اور سنو ورنہ چلے جاؤ۔

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔

۸۔ جھانجھ کے استعمال سے منع فرمایا اسے شیطان کا باجا قرار دیا۔ اور اسے ملائکہ کی

مصاحبت میں مانع قرار دیا۔

تاریخ  
الذکر  
نے  
کا  
ہا  
۲۳  
تاریخ  
ع

## باب نمبر ۱۱

## اخلاقِ حسنہ

تیری خلق کو رب نے جمیل کیا، تیرے خلق کو رب نے عظیم کہا  
 کوئی تجھ سا ہوانہ ہو گا شہا، تیرے خالق حسن و ادا کی قسم  
 قرآن پاک کے گلشن اوراق میں اعلیٰ اخلاق کے جو پھول کھلے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے سبھی اپنے دامن اقدس میں سجالیے۔ رفیقوں کے ساتھ روٹھا یا جیسے بے مثال  
 دفا دار اور ہمدرد دوست۔ غیروں کے ساتھ ایسا جیسے عظیم محسن۔ ان کے اخلاق کی کیا تعریف  
 کی جائے جس کو رب نے خلق عظیم قرار دیا۔ آئیے اس کی ایک جھلک صحابہ کی زبانی سنتے ہیں۔  
 ۱۔ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی لیکن مجھے کبھی اُن تک نہ  
 فرمایا۔ اور نہ یہ کہ تم نے یہ کیوں کیا یا کیوں نہیں کیا۔ (حضرت انس رضی)

۲۔ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر بھرائی چادر  
 تھی تو ایک بدوی نے آپ کو اس چادر سے اس زور سے کھینچا کہ آپ اس کی چھاتی پر جا پہنچے  
 اور آپ کی گردن مبارک پر چادر کا ٹرخ نشان پڑ گیا۔ بدوی کہنے لگا اے محمد! جو مال اللہ  
 نے تجھے دیا ہے اس میں سے میرے لیے بھی حکم کیجئے (بدتمیزی کی انتہا دیکھئے لیکن رحمۃ اللعالمین  
 کا اخلاق دیکھئے) تو آپ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اسے کچھ عطا کرو۔ (حضرت انس رضی)

۳۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ  
 ہادر تھے۔ (حضرت انس رضی)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی سوال کیا گیا تو آپ نے "نہ" نہ فرمایا (اگر کچھ ہوا تو دے  
 دیا۔ نہ ہوا تو عطا کا وعدہ فرمایا بعض اوقات ادھار لے کر دے دیا) سبحان اللہ۔ (حضرت جابر رضی)  
 ۵۔ واہ کیا جو دو کرم اے شاہِ بطحا تیرا "نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

زمانے نے زمانے میں ایسا سچی نہیں دیکھا

۵

زباں پر جس کے ساکن نے "نہیں" آئے نہیں دیکھا

۵- مدینہ منورہ کے غلام اور لونڈیاں علی الصبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کے برتن لیتے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہاتھ ڈبو دیتے یہ پانی بطور تبرک صحابہ کے گھروں میں استعمال ہوتا بہت دفعہ وہ لوگ آپ کے پاس پانی ٹھنڈی ٹھنڈی صبح کو لاتے تو پھر بھی آپ ہاتھ مبارک ڈبو دیتے (حالانکہ اس وقت وضو کرنا بھی دشوار ہوتا)

۶- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے یعنی گھر والوں کی خدمت کرنے (بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ کپڑے دھو لیتے۔ پھٹے کپڑے اور ٹوٹی ہوئی نعلین خود ہی درست فرم لیتے۔ اپنی خادمہ کے ساتھ چکی بھی پسواتے۔ ازواج مطہرات جب کھانا پکاتیں تو چولہے میں آگ بھی جلاتے) لیکن جب نماز کا وقت ہو جاتا تو پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(حضرت عائشہ رضی)

اپنے کپڑے خود دھولینا، خاک کے بستر پر سولینا

۵

سادہ سادہ نیک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم

۷- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ لیا۔ مگر صرف اس

صورت میں کہ اللہ کے دین کی حرمت توڑی جا رہی ہو۔ (حضرت عائشہ رضی)

۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ہاتھ سے نہ مارا نہ بیوی کو نہ خادم کو (حضرت عائشہ رضی)

۹- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی مگر مجھے کبھی ملامت نہیں

کی۔ اگر کوئی کام مجھ سے خراب ہو جاتا (برتن وغیرہ ٹوٹ جاتے) تو گھر والوں میں سے کوئی

مجھے ڈانٹتا تو آپ منع فرماتے اور کہتے جانے دو اگر کچھ اور مقدر میں ہوتا تو وہ ہوتا۔ حضرت انس رضی

۱۰- بیماریوں کی مزاج پرسی فرماتے۔ غلاموں کی دعوت قبول فرماتے۔ گدھے پر بھی سوار

ہو جاتے میں نے آپ کو خیبر کے دن گدھے پر سوار دیکھا جس کی ہمارا پوست کھجور کی تھی (حضرت انس رضی)

۱۱۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا۔

(حضرت عبداللہ بن حارث رض)

## بچوں سے شفقت:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت پیار فرماتے۔ ان کو گود میں اٹھانے دعائیں دیتے، سر پر ہاتھ پھیرتے اور معصوم بچوں کو بوسہ دیتے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ « اِخْتَلَعُوا لِمَنْ رَمَحَ اللّٰهُ » (یہ بچے خدا کے بچوں ہیں)

۳۔ بچوں کو قطاریں بکھڑا کر کے انعامی دوڑ لگواتے کہ دیکھتے ہیں ہمیں سب سے پہلے کون پھوٹتا ہے بچے دوڑتے ہوئے آتے کوئی آپ کے سینے پر گرتا اور کوئی آغوش رحمت میں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن بشر کی والدہ نے ان کے ہاتھ انگور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ بھیجے۔ حضرت عبداللہ راستے میں ہی کھا گئے تو آپ نے پیار سے ان کے کان پکڑ کر فرمایا « يَا غَدْرُ يَا غَدْرُ » (اے دھوکا باز اے دھوکا باز)

۵۔ سفر سے جب واپس آتے اور کوئی بچہ راستے میں ملتا تو اس کو سواری پر بٹھا لیتے چھوٹا ہنسا تو آگے بڑا ہوتا تو پیچھے۔

۶۔ جب میوے بدیے میں آتے تو دعا خیر مانگ کر بچوں میں تقسیم فرماتے۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ہمارے بچوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۸۔ اپنے بچوں سے بھی بہت پیار فرماتے۔ حضرت فاطمہ رض جب آئیں تو اٹھ کر استقبال کرتے۔ جب ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ اٹھ کر آپ کا استقبال کرتیں اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتیں۔ آپ سن و حسین رض کو گود میں لے لیتے۔ کندھوں پر بٹھاتے۔ ان کے لیے گھوڑا بنتے۔ حالت نماز میں بھی ان کی ناز برداری کرتے۔ انہیں بوسے دیتے۔

## بوڑھوں کا احترام :

۱۔ اگر کوئی بوڑھا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتا تو اس کا احترام فرماتے۔  
 ۲۔ جب حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو بیت کے لیے لایا گیا تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو فرمایا کہ انہیں کیوں تکلیف دی میں خود ان کے پاس آجاتا۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یہ خلافت ادب تھا تو آپ نے فرمایا ان کے بیٹے کے ہم پر بہت احسان ہیں  
 (شان صدیقی ملاحظہ ہو)

۳۔ مدینے کی عورتیں آپ کو راستے میں پکڑ لیتیں اور کافی کافی دیمان کو کھڑا کر کے معروضات پیش کرتی رہتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی سے الکتا تے اور نہ ہی کسی کی دل شکنی فرماتے۔

### باب نمبر ۱۲

## سماجی رابطہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مذہبی راہنما ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین اور اصلاح کن معاشرتی اکائی تھی۔ وہ معاشرے کے ہر فرد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے اور کسی کو بھی احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دیتے۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کے ساتھ کتنا پیارا حسین، دلکش اور دلفریب معاشرتی برتاؤ کیا۔

### ۱۔ سلام :

سلام کو اسلامی معاشرت میں بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ کیوں کہ اس سے تعلقات اور جذبات محبت فروغ پاتے ہیں۔ آپ نے سلام کو افشا کرنے کی بہت تاکید فرمائی۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات طیبہ اور فرامین مقدسہ ملاحظہ ہوں۔

- ۱۔ راستے میں ملنے والوں کو سلام کہتے اور سلام کرنے میں پہل کرتے۔
- ۲۔ کسی کو پیغام بھجواتے تو ساتھ سلام ضرور کہلاتے۔
- ۳۔ کسی کا سلام لایا جاتا تو لانے والے اور کئے والے دونوں کو سلام کہتے "عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ" ہمیں بھی اس پر عمل کرنا چاہیے۔
- ۴۔ لڑکوں کو بھی سلام کہتے اور عورتوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بمثل باپ ہیں اس لیے وہ عورتوں کو سلام کر سکتے ہیں اور جواب بھی دیا جاسکتا ہے۔ لیکن غیر محرم مرد غیر عورتوں کو سلام نہیں کہہ سکتا۔
- ۵۔ گھر میں نکلنے اور داخل ہوتے وقت سلام کہتے۔
- ۶۔ کسی کی ملاقات کو جاتے تو دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر تین مرتبہ سلام کہتے جواب نہ ملتا تو بخوشی واپس تشریف لے جاتے۔ رات کو اگر کہیں جانا ہوتا تو اتنی آواز میں سلام کہتے کہ اگر وہ جاگ رہا ہو تو سن لے اگر سو رہا ہو تو بیدار نہ ہو۔
- ۷۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتا تو لبیک فرماتے "میں حاضر ہوں"

### ۲۔ مصافحہ و معانقہ :

مصافحہ کے معنی ہیں "ہاتھ ملانا" اور معانقہ کے معنی ہیں "گلے ملنا" ان دونوں کے

مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے چاہیے۔
- ۲۔ مصافحہ کرتے وقت ہاتھ بلانا چاہیے۔
- ۳۔ اجنبی نوجوان لڑکی سے مصافحہ حرام ہے۔
- ۴۔ محرم یا بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے۔
- ۵۔ اپنی اولاد کا سر چومنا جائز ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کا سر چوم کر فرماتے تھے کہ ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنا سنت صحابہ ہے۔ حضرت زراعہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو ہم اپنی سواریوں سے جلد آنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔

۷۔ اپنی اولاد کے رخسار پر بوسہ دینا بھی جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہؓ کے رخسار مبارک پر بوسہ دیا اور ان کی بیمار پرسی فرمائی۔  
۸۔ ننگے بدن معانقہ حرام ہے سولے اپنی بیوی کے۔ باقی لوگوں سے پیار و محبت اور خوشی سے معانقہ جائز ہے۔

۹۔ کسی کو سجدہ کرنا اور اس کے آگے کی زمین کو چومنا حرام ہے۔ (ماخوذ من مرآت)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات طیبہ:

۱۔ آپ اپنے صحابہؓ سے مصافحہ فرماتے۔ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے حتیٰ کہ وہی اپنا ہاتھ کھینچتا۔ آپ اپنا رخ اور اس سے نہ پھیرتے جب تک وہ اپنا منہ نہ پھیر لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بچے ہم نشین کی طرف گھٹنے پھیلا کر نہ بیٹھے اور نہ اولاد کی طرف۔ نہ ازواج کی طرف۔ نہ خدام کی طرف۔ نہ صحابہ کی طرف) حضرت انسؓ

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے قبل ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں مصافحہ کیا کر دیکھنا جاتا رہے گا۔ ہدیے نئے دیا کر و محبت کرنے لگوں گے اور دشمنی جاتی رہے گی۔

۴۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض صحابہؓ سے معانقہ بھی فرماتے۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ حضرت ابو ذرؓ سے اچھی طرح معانقہ کیا۔ حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل سے بھی معانقہ فرمایا اور انہیں مرہا فرمایا حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو گلے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسے دیئے اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں خیبر کی فتح سے زیادہ



خوش ہوا ہوں یا جعفر کے آنے سے۔ یہ آمد فتح خیبر کے دن ہوئی۔

### ۳۔ عیادت :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ مہربانے پیٹھ کر پوچھتے "کیف تجدک" (کیا حال ہے) نبض اور پیشانی پر ہاتھ رکھتے۔ کبھی سینے اور پیٹ پر دست شفقت پھیرتے۔ کبھی چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرتے۔ تسلی دیتے اور فرماتے "لا بأس ظہور انشاء اللہ" فکر نہ کرو یہ بیماری تمہارے گناہ پاک کر دے گی یا جلد ہی دھل جائے گی یعنی صحت مند ہو جاؤ گے۔ شفا کے لیے دعا فرماتے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشرک چچاؤں کی بھی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ یہودی بچے کی عیادت کی اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ تو وہ مسلمان ہو گیا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے مدینہ منورہ کے ایک کونے میں تشریف لے گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے۔ آپ نے جا کر وضو کیا اور پانی کے چھینٹے دیئے اور دعا خیر فرمائی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہو گیا۔

۴۔ عبداللہ بن ابی منافق جیسے دشمن اسلام کی بھی عیادت فرمائی۔

### شوق عیادت بیدار کرنے والے فرامین مقدسہ :

۱۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت بیمار پرسی کرے تو پورا دن ..... فرشتے اس کے لیے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں اگر شام کے وقت بیمار پرسی کرے تو صبح تک ..... فرشتے اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک مخصوص باغ ہوگا۔

۲۔ جو وضو کر کے اپنے بھائی کی عیادت کرے طلب ثواب کی خاطر تو اس سے دوزخ

۷۰ سال کے فاصلے پر کر دیا جائے گا۔

۳۔ جو کسی مریض کی عیادت کرے تو وہ رحمت میں غوطے لگاتا ہے حتیٰ کہ جب بیٹھ

جاتا ہے تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔

## ۴۔ تعزیت :

تعزیت کا مطلب ہے تسلی دینا۔ لیکن افسوس کہ ہم نے تعزیت، کا مطلب نہ سمجھا۔ بلکہ ہم روتوں کو رلانے اور ہنسنوں کو پریشان کرنے کو تعزیت سمجھتے ہیں۔ تعزیت کا مقصد یہ ہرگز نہیں بلکہ مائمی خاندان کو اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف اور ان تکالیف پر ہونے والے انعامات کی طرف منوجہ کرنا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تعزیت فرماتے تھے۔

۱۔ جب کوئی حالت نزع میں ہوتا تو اطلاع پا کر اس کے ہاں تشریف لے جاتے اور توحید اور توجہ الی اللہ کی تلقین فرماتے۔

۲۔ جب کوئی فوت ہو جاتا تو بنفس نفیس جنازہ پڑھانے۔ تجہیز و تکفین میں جلدی کروانے اور سفید کپڑوں میں کفن دینے کی تاکید فرماتے۔ اور مرد لکے لیے مغفرت کی دعا کرتے۔

۳۔ میت کے گھر والوں کو کھانا پکا کر بھجوانے کی تلقین فرماتے۔ اس میں ان کی بخت اور تالیف قلوب تھی۔ لیکن آج الٹ ہو گیا کہ میت والے لمبی چوڑی دعوت کا انتظام کرنے ہیں اور ہزاروں روپیہ بہا دیتے ہیں۔ ایک طرف سنت کی خلافت ورزی اور دوسری طرف مالی نقصان۔ جس کا فائدہ میت کو ذرہ بھر نہیں پہنچتا۔ اگر اللہ توفیق دے تو غریبوں بے کسوں اور یتیموں کی دعوت پکائیں اور اس کا ثواب میت کو ایصال کریں۔

## ۵۔ استنیزان (گھر میں داخلے کی اجازت)

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ لیتے۔ اگر جواب نہ ملتا تو خوشی واپس تشریف لے آتے۔

۲۔ آپ میزبان کے گھر امتیازی جگہ نہ بیٹھتے۔ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے

مکان پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے بیٹھنے کے لیے چمڑے کا ایک گدا ڈال دیا لیکن آپ زمین پر بیٹھ گئے اور گدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ کے درمیان آگیا۔

۳۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ کے در دولت میں آنے کے لیے اجازت چاہتا تو آپ پوچھتے کون ہے۔ اور اگر وہ جواب میں صرف "ہیں" کہتا تو آپ ناپسند فرماتے کہ میں میں کیا کرتے ہو اپنا نام بتاؤ۔

۴۔ اگر کوئی شخص صرف یہ کہتا کہ "ماندر آ جاؤں" تو اپنے خادم کو فرماتے کہ جاؤ اسے گھر میں آنے کا طریقہ سکھاؤ کہ پہلے السلام علیکم کہے اور پھر اجازت چاہے۔ البتہ اگر کسی کے ذریعے کسی شخص کو بلاتے اور وہ شخص لانے والے کے ہمراہ بغیر اجازت مانگے آ جاتا تو آپ محسوس نہ فرماتے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ جائے اور اجازت مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دروازے پر جا کر سلام کرے۔

۶۔ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اپنی ماں سے داخلہ کی اجازت لوں فرمایا ہاں وہ بولا گھر میں اس کے ساتھ رہتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے اجازت لودہ شخص بولا میں اس کا خدمت گار ہوں۔ فرمایا اجازت لو کیا تم اسے ننگا دیکھنا چاہتے ہو وہ بولا نہیں۔ فرمایا پھر داخلہ کی اجازت لو۔

اس ارشاد گرامی سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے گھر میں بھی بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ گھر والے پردے میں نہ ہوں۔

## ۶۔ حقوق العباد:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو امت واحدہ بنانے اور اسے مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ہر مسلمان پر چند حقوق و فرائض واجب کیے تاکہ معاشرے کا ہر فرد ایک مخصوص اہمیت کا حامل محسوس ہو آپ نے فرمایا مومن کے مومن

پر چھتھی ہیں (۱) جب بیمار ہو تو عبادت کرے (۲) جب مر جائے تو جنازہ پڑھے۔  
 (۳) جب دعوت دے تو قبول کرے (۴) جب اس سے ملے تو سلام کرے (۵) جب  
 پھینکے تو جواب دے (۶) جب غیر حاضر ہو تو اس کی خیر خواہی کرے۔

۲۔ السلام علیکم پر دس نیکیاں، ورحمۃ اللہ ملانے پر بیس، وبرکاتہ کا اضافہ کرنے پر تیس  
 اور مغفرت بڑھانے پر چالیس نیکیاں ملتی ہیں۔

۳۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! راستے کا کیا حق ہے، فرمایا نگاہ نیچی رکھو، تکلیف دہ  
 چیز کو راستہ سے ہٹا دو۔ سلام کا جواب دو، اچھائیوں کا حکم دو۔ برائیوں سے منع کرو۔

باب نمبر ۱۳

## عبادات

اللہ رب العزت کا قرآن پاک میں ارشاد ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا  
 لِيَعْبُدُونِ" (ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لیے پیدا فرمایا) یہ آیت کریمہ  
 انسان کے مقصد حیات کی نقاب کشائی کرتی ہے اور خواب غفلت سے بیدار کرتی ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا وسیع و عریض حصہ عبادات پر مشتمل ہے گویا آپ  
 کی زندگی مذکورہ آیات کی عملی تصویر ہے۔ یہ عبادت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرمایہ  
 افتخار تھی جب شب معراج کو اللہ کریم نے اپنے محبوب سے استفسار فرمایا کہ آپ کو کس لقب  
 سے پکاروں تو آپ نے عرض کیا یا رب لقب عبد سے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت عبدیت ان کی صفت رسالت سے افضل ہے کیونکہ رسالت کا  
 تقاضا ہے کہ مکہ کی گلیاں ہوں۔ داعی حق قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلِحُوا کی صدا میں لگا رہا  
 ہو۔ کوئی اس کی دعوت پر لبیک کہہ رہا ہوا در کوئی پتھر برسار ہا ہو لیکن عبدیت کا تقاضا یہ  
 ہے کہ لامکان کی تنہائیاں ہوں۔ اُدْعُوهُ صَوْتِی کی پکار ہو قَاب قَوْسِیْنِ اَوْ اَذِنِی

کی قربتیں ہیں۔ پھر اُدْحٰی اِلٰی عُبْدِہٖ مَا اُدْحٰی کی پُر راز لگتگو ہو۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ رسالت کا تعلق مخلوق سے ہے اور عبدیت کا تعلق خالق سے آئیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گلشن عبادت کی میر کریں۔

عبادت میں سرفہرست نماز ہے اس کی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔ فی الحال وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کرتے ہیں۔

## ۱۔ وضو:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا پھر کلی کی۔ ناک میں پانی چڑھایا۔ پھر تین مرتبہ چہرہ مبارک دھویا۔ پھر کہنی تک اپنا دایا ہاتھ تین بار اور پھر بائیں ہاتھ تین بار دھویا۔ پھر سر کا مسح فرمایا۔ پھر دایا پاؤں اور بائیں پاؤں تین تین بار دھوئے (وضو مکمل کر کے فرمایا) جو آدمی میری طرح وضو کرے پھر دو نفل پڑھے جن میں وہ اپنے دل سے باتیں نہ کرے یعنی توجہ اور حضور قلب سے پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

آئیے اب متفرق روایات کی روشنی میں اس وضو کی تفصیل دیکھیں۔ وضو دایا ہنی طرف سے شروع فرماتے۔ ہاتھوں کو تین بار دھرتے اور انگلیوں کا خلال کرتے۔ پھر تین دفعہ دایا ہاتھ سے پانی لے کر کلی کرتے۔ اکثر مسواک کرتے۔ پھر ناک میں تین مرتبہ دایا ہاتھ سے پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے جھاڑتے پھر تین مرتبہ چہرہ اقدس دھوتے پیشانی سے لے کر ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کی لوتک پانی کے چھینٹے زور زور سے نہارتے۔ پھر دایا ہاتھ کا چلو (لپ) داڑھی مبارک کے نیچے ڈالتے پھر مچھیل کو اپنی طرف کر کے انگلیاں پھیلا کر بالوں کے نیچے سے داخل کر کے اوپر کی طرف نکالتے۔ پھر دایاں بازو کہنی تک تین مرتبہ دھرتے اور پھر بائیں بازو کہنی تک۔ پھر سر کا مسح ایک بار۔ اس کا انداز یوں تھا کہ اپنے دونوں

ہاتھوں کو بھگو کر دونوں ہاتھوں کی آخری انگلیوں کے پورے جوڑ لیتے۔ پھر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے ادرکے کی انگلیاں جدا کر لیتے۔ پھر پیشانی کی طرف سے کم از کم چوتھائی سر کا مسح اس طرح فرماتے کہ ہتھیلیاں سر پر نہ لگیں۔ پھر اپنے ہاتھوں کو پیچھے سے آگے کی طرف اس طرح واپس لاتے کہ انگلیاں اٹھی ہوتی اور ہتھیلیاں سر پر مس ہوتی۔ پھر دونوں انگلیوں کو (جو ابھی تک تر تھیں اور علیحدہ رہیں) کانوں کے اندر داخل فرما کر کان کے اندرونی حصے کا مسح فرماتے پھر انگوٹھوں سے بیرونی کان کا۔ وہ اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی پشت پر نیچے سے اوپر کی طرف لاتے پھر ہاتھوں کی پشت کو گردن پر مارتے۔ پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں تک اور پھر بائیں پاؤں ٹخنوں تک دھرتے۔ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح فرماتے کہ اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کو دائیں پاؤں کی چھنگلیا کے گاہے میں نیچے سے اوپر کی طرف داخل کرتے پھر ترتیب وار آگے بڑھتے یہاں تک کہ بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر یہ خلال ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرماتے۔ فتح مکہ کے دن ایک وضو سے زیادہ نمازیں

بھی پڑھیں اور موزوں پر بھی مسح فرمایا۔ (اگر جہرا میں چڑھے کی ہوں تو ان پر مسح کرنا سنت اور اہل سنت و جماعت کی پہچان ہے۔ مقیم کے لیے ایک دن (پانچ نمازوں تک) اور

۳۔ نوٹ۔ وضو میں ایک عوامی اضافہ ادر بے ترتیبی: میں نے لوگوں کے وضو میں دو غلطیاں علم دیکھیں ادر یہ غلطیاں اتنی مروج ہیں کہ ان کے بغیر وضو نامکمل سمجھا جاتا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ لوگ دونوں بازو دھو لینے کے بعد پھر بازووں پر بانی بہاتے ہیں اسکی اصل میں نہ کہیں نہیں دیکھی۔ بلکہ تحقیق کے بعد یہ اضافہ معلوم ہوتا ہے اسے ترک کرنا چاہیے۔ دوسری یہ ہے کہ لوگ سر کا مسح کرنے کے بعد پھر دونوں بازووں پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور بعض انگلیوں کا خلال کرتے ہیں۔ گو خلال سنت ہے لیکن یہاں بے محل ہے۔ یہ خلال پہلے ہاتھوں کی دھلائی کے وقت ہونا چاہیے۔ سر کے مسح کے بعد فوراً پاؤں دھونے چاہئیں اور ترتیب نبوی کو توڑنا نہیں چاہیے۔

مسافر کے تین دن (۱۵ نمازوں تک) اجازت ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو جھگو کر انگلیاں پھیلا کر دائیں ہاتھ کو دائیں پاؤں کے اوپر اور بائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں کے اوپر رکھ کر اپنی طرف پٹھ لیں تک کھینچ لے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے تازہ وضو کی تلقین فرماتے ہوئے کہا کہ اگر تمہارا پہلے وضو ہو تو تازہ کرنے پر دس نیکیاں اضافی ملیں گی۔

۴۔ اکثر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعضا مبارک تین مرتبہ دھوتے لیکن پانی کم ہونے کی صورت میں ایک یا دو مرتبہ بھی دھوتے ہیں۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا تھا جس کے ساتھ وضو کے بعد اپنے اعضا شریفہ پونچھا کرتے (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

۶۔ کبھی صرف چہرہ پونچھتے اور کبھی بالکل نہ پونچھتے (سبحان اللہ اس محبوب رب نے ہمارے لیے بہت آسانیاں کیں اور سب کچھ سنت بنا دیا۔)

۷۔ وضو کے وقت اپنی انگوٹھی ہلا لیتے (انگوٹھی اگر تنگ ہو تو ہلا لینا سنت ہے اگر کھلی ہو تو ضروری نہیں)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا جو خوب پانی بہا رہے تھے حضور نے فرمایا یہ اسراف کیسا ہے تو سعد نے کہا یا رسول اللہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے فرمایا ہاں اگر چہ تم بہتی نہر میں کیوں نہ ہو۔ (عید اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) فضیلت : (۱) وضو کے پانی کی برکت سے قیامت کے دن اعضا چمکیں گے۔

(۲) جنت میں زیورات وہاں تک پہنچائے جائیں گے جہاں تک وضو کا پانی لگتا ہے۔

(۳) جو آدمی وضو کے بعد اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُولُهُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِيْنِ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ پرٹھے

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے جس سے چاہے گا داخل ہو جائیگا۔

## ۳۔ مسواک :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام بہت رغبت سے کیے ان میں ایک مسواک بھی ہے۔ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی مسواک کو طلب فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ ہر نماز سے پہلے مسواک کریں اور عشاء دیر سے پڑھیں۔ (ابو ہریرہ رض) مسواک کے بارے میں آپ کی عادات طیبہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ آپ دُشو کے دوران مسواک فرماتے۔ دوران استعمال دھویا کرتے بعض اوقات حضرت عائشہ رض سے بھی دھواتے اور وہ دھونے سے قبل مسواک اپنے منہ میں ملا لیا کرتی تھیں تاکہ لعاب مبارک کی برکت حاصل ہو۔

- ۲۔ چنار کی مسواک بہت پسند فرمایا کرتے۔ یہ ایک درخت ہے جس کی مسواک کر لینے کے بعد پورا دن منہ سے خوشبو آتی رہتی ہے۔

- ۳۔ آپ کی مسواک کی لمبائی ایک بالشت تقریباً آٹھ انچ اور موٹائی چھنگلیا کے برابر ہوتی

- ۴۔ آپ مسواک اوپر تلے نہ مارتے بلکہ لمبے رخ۔ پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف۔

- ۵۔ جب بھی گھر تشریف لاتے تو مسواک گھر بے ہوتے۔

- ۶۔ اس کے علاوہ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت، دانت پیلے ہونے پر، بھوک یا دیر

تک خاموشی یا بے خوابی کی وجہ سے بوائے پر، سوتے وقت، جاگتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔

**فضیلت:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور رب کی رضا کا باعث ہے (عائشہ رض)

- ۲۔ دس چیزیں انبیاء کی سنت ہیں۔ (۱) مونچھ کٹانا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا

- (۴) ناک میں پانی چڑھانا (۵) کلی کرنا (۶) ناخن کاٹنا (۷) پورے دھونا (۸) نبل کے بال لینا

- (۹) زیر ناف بال اکھڑنا (۱۰) استنجا کرنا۔ (حضرت عائشہ رض)

- ۳۔ چار چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں۔



(۱) شرم (۲) ختنہ (۳) مسواک (۴) نکاح اور بعض میں خوشبو کا ذکر ہے۔  
 ۴۔ جس نماز کے ساتھ مسواک کی جائے وہ غیر مسواک والی نماز پر ستر گنا فضیلت رکھتی  
 ہے۔ (حضرت عائشہ رضی)

۵۔ فقہاء و محدثین کا بیان ہے کہ مسواک کے ستر فائدے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ مرتے  
 دم کلمہ نصیب ہو جائے گا۔ افیون (نشہ آور اشیاء) کے ستر نقصان ہیں ایک یہ بھی ہے کہ  
 مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہوگا۔

### ۳۔ غسل :

یاور کئی تین غسل فرض ہیں۔ حیض کے بعد۔ نفاس کے بعد۔ جنابت کے بعد۔ ایک  
 غسل واجب ہے مرنے کے بعد۔ سنت غسل پانچ ہیں۔ جمعہ کے دن۔ عیدین کے ایام میں  
 احرام باندھتے وقت۔ مستحب غسل تین ہیں۔ میت کو نہلا کر۔ قصد لے کر۔ اسلام لائے وقت  
 ٹھنڈک و صفائی کے لیے غسل مباح ہے۔ غسل جیسا بھی ہو اگر وہ سنت کے مطابق ہوگا  
 نیکیوں کا ہار بن جائے گا۔ آئیے مسنون غسل دیکھیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے  
 قبل دونوں ہاتھ دھوتے پھر استنجا کرتے۔ پھر نماز کی طرح وضو فرماتے۔ پھر اپنی انگلیاں  
 پانی میں ڈالتے اور ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے پھر اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے  
 تین چلو (لپٹ) پانی ڈالتے۔ پھر اپنی پوری جلد پر پانی بہا دیتے۔ (حضرت عائشہ رضی)  
 ریاد رہے کہ نیند سے بیدار ہو کر یا مباشرت کے بعد ان ڈھلے ہاتھ برتن میں ڈالنے سے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ ایسا کرنے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور غسل کے  
 قابل نہیں رہتا)

۲۔ بعض اوقات قبل از غسل ہاتھ مبارک مٹی سے مل کر بھی صاف کرتے۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تہہ بند باندھ کر)

اگھے غسل کرتے۔ ہم دونوں کے درمیان پانی کا برتن ہوتا۔ حضور جلدی جلدی پانی استعمال فرماتے یہاں تک کہ مجھے کہنا پڑتا کہ دَعُ لِي۔ دَعُ لِي رِیَا رَسُوْلِ اللّٰهِ مِیْرَے لیے بھی پانی چھوڑیے)

۴۔ غسل کے بعد وضو نہ فرمانے۔

(یاد رکھیں کہ غسل وضو سے افضل ہے۔ غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں رہتی بشرطیکہ

غسل درست ہو اور۔)

## ۴۔ الصَّلَاةُ (نماز) :

ارکان اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے۔ یہ دین کا ستون ہے اور مومن کی معراج ہے اس کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ یہ تحفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوران معراج عطا کیا گیا باقی سب عبادات زمین پر فرض ہوئیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہونے والا ہے۔ اسے مسلمان اور کافر کے درمیان فرق قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ پانچ نمازیں (پہر نماز پھلی نماز تک) جمعہ، جمعے تک اور رمضان المبارک و رمضان شریف تک گناہ مٹا دیتے ہیں جبکہ آدمی کبار سے بچتا رہے۔ (حضرت ابوہریرہ رض)

۲۔ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہلے تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا۔ لوگوں نے عرض کیا بالکل نہیں۔ فرمایا یہ مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (حضرت ابوہریرہ رض)

۳۔ سردی کے موسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے جب پتے جھڑ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں تو ان کے پتے جھڑنے لگے پھر فرمایا اے ابوذر! میں نے کہا یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ فرمایا جب بندہ مسلمان اللہ کی رضا کی خاطر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح

اس دوزخ کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (حضرت ابو ذر رضی)

۴۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا تو فرمایا جو اس کی پابندی کرے تو نماز قیامت کے دن اس کے لیے روشنی، دلیل اور نجات ہوگی اور جو اس پر پابندی نہ کرے تو اس کے لیے نہ نور ہوگا نہ دلیل ہوگی اور نہ ہی نجات۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، هامان اور ابی بن خلف (بڑے بڑے کافروں) کے ساتھ ہوگا۔ (عبداللہ بن عمر رضی)

۵۔ اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور جماعت کی صف اول میں کیا ثواب ہے تو پھر بغیر قرعہ ڈالے اسے نہ پاسکیں۔ اگر جانتے کہ دہر کی نماز (ظہر و جمعہ و پچاشت وغیرہ) میں کیا ثواب ہے تو لوگ اس کی طرف دوڑ کر آتے اور اگر جانتے کہ صبح و عشاء میں کیا ثواب ہے تو ان میں گھسٹے ہوئے بھی پہنچ جاتے۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی)

۶۔ جو فجر کی نماز کی طرف گیا وہ ایمان کا بھنڈا لے گیا اور جو صبح بازار گیا وہ شیطان کا بھنڈا لے گیا۔ (سلیمان رضی)

## ۱۔ ادائیگی نماز:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے اور قرأت الحمد شریف سے شروع فرماتے تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھ مبارک کانوں کی لوتک اٹھاتے۔ بعض اوقات کندھوں تک بھی اٹھاتے ہیں۔ تکبیر کے بعد مختلف ثنائیہ کلمات پڑھتے جن کی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے ان میں سے ایک سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ... بھی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ مبارک ناف کے نیچے اس طرح باندھتے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رہتا یعنی بائیں کلانی پر۔ قیام میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھتے اور فرماتے کہ اس شخص کی نماز نہ ہوگی جو الحمد شریف نہ پڑھے۔ پھر کوئی سورۃ ملاتے بعض اوقات پوری سورۃ اور بعض اوقات سورۃ کا انتہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں جس کی آمین فرشتوں کے موافق ہو جائے گی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے

نیز یہ بھی فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ پہلی رکعت ذرا لمبی پڑھتے اور دوسری ذرا کم۔ تکبیر اولیٰ کے بعد خاموش رہتے پھر والضائین پڑھا موش ہوتے۔ ظہر و عصر کی قرأت دل میں کرتے اور فجر، مغرب و عشاء کی قرأت با آواز بلند ہوتی۔ فجر و مغرب کی سنتوں میں اکثر قل یا ایہا الکفرؤن اور قل هو اللہ پڑھتے۔

پھر رکوع کرتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے گویا آپ انہیں پکڑے ہوئے ہیں۔ اپنا سر مبارک نہ بہت اونچا رکھتے اور نہ ہی نیچا بلکہ درمیان۔ رکوع میں اکثر سبحان ربی العظیم پڑھتے۔ دیگر تسبیحات بھی منقول ہیں رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل اسلام میں رفع یدین بھی فرمایا لیکن آخر عمر میں ترک فرما دیا) سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ - اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کھڑے کھڑے فرماتے۔

پھر سجدے میں ناک اور پیشانی زمین پر رکھتے۔ سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہوتا۔ ہاتھ پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پیٹ بھی رانوں سے نہ لگتا۔ پاؤں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ فرما لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے۔ شیطان کی بیٹھک اور کہنیاں درندوں کی طرح بچھلنے سے منع فرماتے یہاں بیٹھ کر التحیات۔ تشہد۔ درود شریف اور دعا پڑھتے پھر دائیں طرف کندھے کو دیکھتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ پڑھتے اور پھر بائیں طرف اسی طرح تشہد میں اپنا دایاں ہاتھ دایں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور ان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر دائیں ہاتھ کی انگلی شہادت سے اشارہ فرماتے اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ اس کلمے پر انگلیاں سکیڑ کر درمیانی انگلی اور انگوٹے سے حلقہ بنا کر کلمے کی انگلی سے اشارہ فرماتے اسے تریپن کا حلقہ (۵۳) کہتے ہیں یہی حقیقی مسلک میں رائج ہے۔ اشارہ کرنے کے بعد اپنا ہاتھ مبارک پھر حسب معمول سیدھا کر دیتے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرواتے تو دو سکوت فرماتے ایک تکبیر

کے بعد اور دوسرا الضالین کے بعد۔ جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو بغیر خاموش ہوئے قرأت الحمد شریف سے شروع فرماتے۔ جماعت کے دوران اکثر مفصل سورتیں پڑھتے (سورۃ حجرات سے الناس تک) جمعۃ المبارک کے دن اکثر فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ سجدہ (العہد - تنزیل) اور دوسری رکعت میں سورۃ دھر پڑھتے۔

## ب۔ رکوع:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوعوں میں اکثر یہ بھی فرماتے۔  
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي کبھی یہ بھی فرماتے سُبُوْح  
 قَدْ وَصَّى رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ اٰنِي غَلَامُوں کو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھنے  
 کا حکم فرماتے دعائے دعا:

۲۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور فرماتے جب تمہارا  
 امام سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تَمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ فرشتے بھی یہ کہتے ہیں جس کا کلام  
 فرشتوں کے کلام کے موافق ہو جائے گا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔  
 ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی نماز درست نہیں ہوتی جب  
 تک وہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

۴۔ لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ لوگ بولے یا رسول اللہ  
 اپنی نماز میں چوری کیسے کرے گا فرمایا کہ رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے۔

## ج۔ سجدہ:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر  
 سجدہ کروں۔ پیشانی۔ دہانہ۔ دو گھٹنے۔ قدموں کے کندھے۔ اور یہ کہ کپڑے اور بال جمع نہ کروں۔  
 ۲۔ جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کے درمیان برابر رہو۔ اپنی کہنیاں اٹھائے رکھو  
 اور انہیں کتے کی طرح نہ بچھاؤ۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے میں ہوا کرتا ہے لہذا سجدے میں زیادہ دعائیں مانگا کرو۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز پر نظر نہیں فرماتا جو نماز میں رکوع کے بعد اور سجدے کے درمیان پلٹھ سیدھی نہیں کرتا۔

## ۷۔ تشہد :

تشہد میں التہیات۔ کلمہ شہادت اور درود شریف پڑھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ بروایت دیگر اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر بار درود پڑھیں گے۔ یہ دو شریف بارگاہ اقدس میں فرشتے پہنچاتے ہیں لیکن یہ صرف غلامانہ خدمات کی سرانجام دہی ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ”میں اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہنچاتا ہوں“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام کا جناب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور ص کا ایک ارشاد مبارک یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ درود پڑھا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کے بعد دعائیہ کلمات پڑھتے۔ بہت دعائیں منقول ہیں جن میں سے چند ایک درج کر رہا ہوں۔

۱۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مَقِيمَ الصَّلَاةِ ..... يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَا وَ الْمَمَاتِ۔

۳۔ سلام : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دائیں سلام پھیرتے تھے پھر بائیں۔ رجب چہرہ اقدس گھماتے تھے تو میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیا کرتا

تھا۔ (حضرت سعد رضی)

۲۔ سلام پھیر کر کبھی دائیں جانب سے پھر کر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی بائیں طرف سے پھر کر۔

### س۔ دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنے ہاتھ مبارک سینے تک اٹھاتے اور کبھی بلند بھی فرما لیتے۔ پھر دعا مانگتے۔

۲۔ دعا سے پہلے حمد الہی اور درود شریف کی تلقین فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا جو نماز سے فارغ ہو کر یوں کہنے لگا الہی مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر (تب دعا قبول ہوگی) فضالہ ابن عبید رضی

۳۔ وہ دعائیں و آسمان کے درمیان موقوف ہو جاتی ہے جس میں اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔

(حضرت عمر رضی)

۴۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو یاد فرماتے اور دعا دیتے تو اپنے لیے پہلے دعا مانگتے۔ (ابی بن کعب رضی)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی نہیں ہوتی تو دعا قبول فرمائی جاتی ہے اور اسے تین میں سے ایک شے دے دی جاتی ہے۔ یا تو دعا فوراً قبول ہو جاتی یعنی اللہ اس کی خواہش پوری فرما دیتے ہیں یا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے (آخرت میں اجر دے گا) یا پھر داعی سے دعا کے برابر برائی دور کر دی جاتی ہے۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ پھر تو ہم بہت دعائیں مانگا کہیں گے۔ فرمایا ہاں اللہ سب سے زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ (ابو سعید رضی)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھ مبارک کندھوں کے برابر کرتے تھے (حضرت سہل بن سعد رضی)

۷۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تھے تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھوں کو چہرہ مبارک پر پھیر لیا کرتے تھے۔ (حضرت سائب بن یزید رض)

۸۔ تین دعائیں روز نہیں ہوتیں۔ ایک افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا۔ انصاف والے بادشاہ کی دعا۔ مظلوم کی دعا جسے اللہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جلتے ہیں اور رب فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم میں تیری ضرورت کروں گا اگرچہ دیر سے ہی سہی۔ (حضرت ابوہریرہ رض)

۹۔ جامع دعائیں بہت پسند فرماتے۔ مثلاً (۱) رَبَّنَا اِنْتِ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

۱۰۔ ارشاد گرامی ہے کہ جب تم اللہ سے مانگو تو سہیلیوں سے مانگو۔ ہاتھوں کی پشت سے نہ مانگو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھ منہ پر پھر لو۔ (حضرت مالک بن سبار رض)

۱۱۔ اللہ سے دعا مانگو تو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے۔ جان لو کہ اللہ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (ابوہریرہ رض)

۱۲۔ تمہارا رب حیا والا ہے وہ اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے (سلیمان رض)

۱۳۔ جو اللہ سے دعا نہ مانگے تو اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی کرامت والی شے نہیں۔ (حضرت ابوہریرہ رض)

۱۴۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا عبادت ہے۔ (انس رض)

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی پیٹھ کے پیچھے مانگی ہوئی مسلمان کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اس آدمی کے سر کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے



جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے غیب میں دعا کرتا ہے تو وہ مقرر فرشتہ آہن کہتا ہے۔ اور ساتھ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔

۱۶۔ قبولیت دعا کے اوقات : (۱) بارش کے دوران (۲) اذان اور اقامت کے درمیان۔  
 (۳) جمعہ کے خطبوں کے درمیان (۴) افطاری کے وقت (۵) جمعہ المبارک کی آخری ساعت میں (۶) رات کے پچھلے پہر میں (۷) لیلة القدر کی خاص ساعت میں۔

### ش۔ جماعت اور ذکر :

۱۔ جماعت کی نماز باقی نمازوں پر ۲ گنا فضیلت رکھتی ہے۔

۲۔ نماز میں صف سیدھی کرنے کا حکم فرماتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کی تلقین فرماتے تاکہ شیطان صف میں گھسنے نہ پائے۔

۳۔ پہلی صف کی فضیلت میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

۴۔ جو مؤذن کی اذان سنے اور اس کی اطاعت سے کوئی عذر منع نہ کرے تو اسکی نماز قبول نہ ہو

گی اگر وہ گھر میں پڑھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول! عذر کیا ہے فرمایا نہ یا بیماری۔

۵۔ عورت کی اپنے صحن میں پڑھی ہوئی نماز سے گھر کے اندر پڑھی جانے والی نماز

افضل ہے اور گھر کی نماز سے کوٹھڑی والی نماز افضل ہے۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب امامت سے فارغ ہوتے تو صحابہ با آواز بلند تکبیر

کہتے رَا اللّٰہُ اَکْبَرُ تین مرتبہ استغفار پڑھنا بھی منقول ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَرَحْمَتُكَ السَّلَامُ وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيْثَا رَبَّنَا

بِالسَّلَامِ وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ

بھی پڑھتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بلند آواز سے فرماتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ اِنَّهُ الْحَمْدُ لَهُ

هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَلَا تَعْبُرُوا إِلَّا آيَاتَهُ لَكُمْ النِّعْمَةُ وَلَكُمْ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ -

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ  
۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے پھر کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ وَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ تو اس  
کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

### ص۔ سنتوں کی فضیلت :

۱۔ جو دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھا کرے اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔  
چار ظہر سے قبل۔ دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر کے  
بعد۔ (حضرت ام حبیبہ رض)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل چار رکعت پڑھتے۔ پھر جمعہ کے  
لیے تشریف لے جاتے۔ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو پھر گھر واپس آکر دو رکعتیں پڑھتے۔

دیاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے بعد دو، ۲، اور ۶ رکعتیں پڑھی  
ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چار منکدہ ہیں اور باقی دو غیر منکدہ۔

۳۔ فجر کی دو سنتیں اور مغرب کی دو سنتیں گھر پڑھنے کی تلقین فرماتے (مغرب کی سنتیں  
جلد پڑھی جائیں کیونکہ یہ فرائض کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے رہے لیکن مسلمانوں  
کو اس سے منع فرمایا۔ یہ خصوصیات مصطفیٰ سے ہے۔

### ض۔ وتر اور نماز تہجد :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز تہجد پڑھتے۔ یہ نماز آپ پر فرض تھی۔ اس  
کی کم از کم رکعتیں دو ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آٹھ

پڑھا کرتے تھے۔ معمول مبارک تھا کہ وتر تہجد سے ملا کر پڑھتے تو یہ کل گیارہ رکعتیں بن جاتیں۔ پھر فجر کی سنتیں پڑھ لینے کے بعد داہنی کمرہ پر آرام فرما سو جاتے یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کی اجازت لینے کے لیے آتا تو مسجد میں تشریف لے جاتے۔

۲۔ نماز تہجد کا طریقہ یہ تھا کہ جب سحری کو اٹھتے مسواک کرتے۔ وضو فرماتے اور پھر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر دو رکعتیں دراز پڑھتے۔ پھر دو رکعتیں ذرا اس سے ہلکی اور پھر دو رکعتیں مزید ہلکی قرأت اتنی آواز سے فرماتے کہ صحن والے سن لیتے۔ اس سے بلند نہ ہوتی۔

۳۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کافی دیر تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَيُحْمَدُ پڑھتے۔

۴۔ وتر پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلی دو رکعتیں پڑھ کر التحيات بیٹھتے اور تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری صورت کے ملانے کے بعد تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھتے۔ حضور ص سے کئی دعائیں منقول ہیں ان میں سے ایک اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ.... بِالْكَفَّارِ مُلْحِقًا ہے۔

### ط۔ رات میں رحمتِ خداوندی :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آخری رات رہ جاتی ہے تو ہمارا رب آسمان دنیا پر نزل فرماتا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ (حضرت ابو ہریرہ رض)

۲۔ تم رات کو اٹھنا لازم پکڑ لو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔ رب کے قرب کا ذریعہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور آئندہ گناہوں سے بچانے والا ہے (ابو امامہ رض)

### ظ۔ شبِ برات کو خصوصی انعامات :

۱۔ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا (تو میں آپ کو تلاش کرنے لگی) پس وہ جنت البقیع میں تھے تو آپ نے فرمایا کیا تو اس سے خوف کرتی تھی کہ تم

پر اللہ اور اس کے رسول ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بچیوں کے بالوں سے زیادہ کو بخش دیتا ہے جو آگ کے مستحق ہو گئے تھے۔ (حضرت عائشہ رض)

۲۔ حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب پندرہ شعبان ہو تو رات کو قیام کرو۔ دن کا روزہ رکھو۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول رحمت فرماتا ہے اور کہتا ہے۔ ہے کوئی معافی مانگنے والا میں اسے بخش دوں۔ ہے کوئی روزی کا طلبگار میں اسے روزی دوں۔ ہے کوئی بیمار میں اسے راحت دوں۔ اسی طرح طلوع فجر تک پکار پڑتی رہتی ہے۔

### ع۔ دیگر نفل نمازیں:

۱۔ صلوٰۃ حنّی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چار رکعت صلوٰۃ الضعی پڑھتے تھے اس وقت جب دن خوب روشن ہو جاتا۔ اس نماز کی کم از کم چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی چاشت کی بارہ رکعت پڑھ لے اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنایا جائے گا۔ رب فرماتا ہے کہ جو شخص چاشت کے وقت چار رکعتیں پڑھ لے آخر دن تک میں اس کے لیے کافی ہوں گا۔

۲۔ اشراق: جو شخص نماز فجر سے فارغ ہو تو اپنے مصلے پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ اشراق کی دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔ دوسری روایت کے مطابق پورے حج و عمرے کا ثواب ہوگا۔

۳۔ نماز تسبیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رض کو فرمایا اے میرے چچا کیا میں تجھے کچھ عطا نہ کروں۔ کچھ نہ دوں اور کچھ خبر نہ کروں۔ کیا تمہارے ساتھیوں بھلائیوں نہ کروں اگر تو انہیں کرے تو اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور آخری پر لے

ادرنے، بھولے سے یا جان بوجھ کر ہونے والے، چھوٹے اور بڑے، چھپے ہوئے اور اعلانیہ کیے ہوئے گناہ بخش دے تو چار رکعتیں پڑھے رپڑھنے کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے (اگر تو کر سکے تو دن میں ایک بار، اگر یہ نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اگر یہ نہ کر سکو تو ماہ میں ایک بار اگر یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ حنفی مذہب میں اس کی ادائیگی کا طریقہ یوں ہے۔

چار رکعت نماز تسبیح کی نیت باندھے۔ ثنا پڑھ لینے کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھنے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھ لینے کے بعد قیام میں ہی دس مرتبہ اس تسبیح کو پڑھے پھر رکوع میں رکوع کی اپنی تسبیح پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح مذکور پڑھے۔ پھر قومے میں دس مرتبہ۔ پھر سجدے میں دس مرتبہ۔ پھر چلے میں دس مرتبہ اور پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ۔ ایک رکعت میں یہ تسبیح ۵، مرتبہ بن جائے گی۔ دوسری رکعت کے آغاز میں ہی پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھ لے پھر باقی پوری رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھے۔ درمیان دالالتیمات یَوْمَ يَقَوْمُ الْحِسَابِ تک پڑھ سکتا ہے۔ پھر تیسری رکعت کے آغاز میں ثنا پڑھ لینی چاہیے پھر باقی رکعت پہلی کی طرح۔ اسی طرح چار رکعتیں پڑھے۔

صلوٰۃ اوابین؛ یہ نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہے اس کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ اٹھارہ رکعتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوں گی۔ ان چھ رکعتوں میں دو سنتیں اور دو نفل بھی شامل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی مغرب کے دو نفل کی بجائے چار نفل پڑھے تو یہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ کیا مستاثواب ہے۔

## ف: جمعۃ المبارک:

۱- یوم جمعہ کے فضائل: (۱) بہترین دن جس میں سورج نکلے جمعے کا دن ہے اسی میں حضرت آدم ۳ پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت میں گئے۔ اسی دن وہاں سے نکالے گئے۔ توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی۔ قیامت بھی جمعہ کے دن ہوگی۔ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے بندہ مومن نہیں پاتا کہ اس میں کوئی بھلائی ملے مگر اللہ تعالیٰ اسے عنایت فرماتا ہے۔ (حضرت ابوہریرہ رض)

۲- حضرت اوس بن اوس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں حضرت آدم ۳ پیدا ہوئے اسی دن وفات دیئے گئے۔ اسی میں صویر پھینکا جائے گا اسی میں بے ہوشی ہے۔ اس دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں لوگ بولے یا رسول اللہ! ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش ہوں گے آپ تو زمین میں گل گئے ہوں گے۔ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام (ان کا کھانا یا گلانا) حرام فرمادئے ہیں۔ (یعنی قیامت میں قبر میں صحیح سلامت تمہارے درود سننا اور پہچانا رہوں گا) دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں ان کو روزی دی جاتی ہے۔ ۳- جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو فوت ہو جائے تو عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (عبداللہ بن عمرو رض)

۲- ترک جمعہ پر وعید: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بلا وجہ شستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ اس کے دل پر مہر کر دے گا (پھر اچھائی اور بُرائی کونہ سمجھے گا۔ سیاہ دل مردہ دل ہو جائے گا) ابو جہد ضمیری رض

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بلا وجہ جمعہ چھوڑ دے تو ایک دینار خیرات کرے اگر نہ پائے تو آدھا دینار۔

۳۔ نماز جمعہ کا ثواب (فراہین نبوی ص)

(۱) یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کرے، بقدر طاقت صفائی کرے اپنے تیل میں سے کچھ لگا لے یا اپنے گھر کی خوشبو لگا لے، پھر مسجد میں آئے، دو شخصوں کو الگ نہ کرے (بیٹھے ہوئے دو شخصوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھے) مقررہ نماز پڑھے۔ جب امام خطبہ پڑھتے تو خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہ معاف نہ فرمائیے جائیں۔ (حضرت سلیمان رض)

(۲) جو جمعہ کے دن نہلائے اور نہائے اور جلدی (مسجد میں) آئے، جلدی کام کرے پیدل آئے سوار نہ ہو، امام سے قریب بیٹھے اور کان لگا کر خطبہ سننے اور کوئی بے ہودگی نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے روزوں اور شب بیداریوں کا ثواب ملے گا۔ (حضرت اوس بن اوس رض)

(۳) یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عمید بنایا اللہ ماؤ۔ جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگانے میں ضرر نہیں۔ اور مسواک کو لازم پکڑو۔ (حضرت عبید بن سیاق رض)

(۴) جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گمراہی پھیلانگی اس نے دوزخ کی طرف چل بنا لیا۔ (معاذ بن انس رض)

(۵) ادائیگی جمعہ کا طریقہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھتے۔ گرمیوں میں دوپہری ٹھنڈا ہونے پر اور سردیوں میں جلدی۔ دو رکعت فرض پڑھتے۔ اس سے قبل گھر میں ۲ رکعت سنت ادا فرماتے خطبہ ستون خانہ کے ساتھ ٹیک لگا کر دیتے تھے پھر جب منبر بن گیا تو اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے اور خطبہ کے دوران عصا مبارک پر ٹیک لگاتے خطبہ میں اکثر سورۃ ق پڑھتے۔ صحابہ آپ کی طرف منہ کر لیتے نماز جمعہ کے بعد گھر میں کبھی ۲ رکعت اور کبھی ۶ رکعت پڑھتے۔ حنفی مذہب میں نماز جمعہ کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) چار رکعت نماز سنت موکدہ (۲) دو فرض (۳) چار سنت موکدہ (۴) دو سنت  
غیر موکدہ (۵) دو نفل۔ کل ۱۴ رکعتیں ہوئیں۔

## ق۔ عیدین کی نماز اور فضائل :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعوں پر عید گاہ تشریف  
لے جاتے۔ دو رکعت نماز ادا فرماتے ساتھ چھ تکبیرات زائد کہتے۔ اس نماز کے لیے نہ  
اذان ہوتی نہ تکبیر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں  
کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے انہیں نصیحت و وصیت  
فرماتے۔ عورتوں کو علیحدہ وعظ فرماتے۔

۲۔ عید الفطر ذرا دیر سے پڑھتے۔ عید گاہ جانے سے قبل کچھ طاق کھجوریں کھا لیتے پیدل  
چل کر جاتے راستہ بدل کے آتے۔ عید الاضحیٰ جلدی پڑھتے۔ نماز سے قبل کچھ نہ کھاتے  
نماز عید پڑھ کر قربانیاں کرتے۔

۳۔ عید اکثر جنگل میں پڑھتے۔ ایک دفعہ بارش کی وجہ سے نماز عید مسجد نبوی میں  
بھی ادا فرمائی۔

۴۔ نماز عید کے بعد، پہلے نوافل نہ پڑھتے۔

## ل۔ قربانی :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصی، سینگوں ولے اور چت کبرے بکرے  
عید قربان کے دن ذبح فرمائے۔ انہیں قبلہ رو لٹایا پھر فرمایا۔ (حضرت جابر رضی

عَنْهُ) اِنِّیْ رُوَّیْتُ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِذِیْ فِطْرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَمَا  
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوَتِیْ وَنُسُکِیْ وَنُحْبٰی وَنَهْمٰتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ  
لَا شَرِکَ لَهُ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَن  
مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَکْبَرُ پھر ذبح فرمائے۔



۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے لیے ایسا بکرا پسند فرماتے جس کی آنکھیں سیاہ ہوں، منہ تھوڑا سا سیاہ، تھوڑی تھوڑی ٹانگیں سیاہ ہوں باقی سفید ہو یا چیت کبرا۔ (یاد رکھیں اسلام میں سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے۔ پھر گائے کی۔ پھر بکرے کی۔ پھر دنبے کی۔ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ موٹے بکرے کی قربانی دودنوں سے افضل ہے)

۳۔ قربانی کے جانور کے ہر بال اور اس کی صوت کے ہر ریشے پر ایک نیکی ملتی ہے۔

### م۔ نماز کسوف و خسوف :

جب سورج گرہن لگتا تو دو رکعت نماز کسوف ادا فرماتے۔ اس کی جماعت ہوتی۔ قرأت با آواز بلند ہوتی۔ جب چاند گرہن لگتا تو نماز خسوف گھر میں پڑھتے۔ قیام و رکوع بہت دراز ہوتا۔

### ن۔ نماز استسقاء :

قحط سالی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعائے بارش کے لیے عید گاہ لے گئے انہیں دو رکعت پڑھانیں جن میں قرأت بلند کی۔ دعائے مانگتے ہوئے قبلہ رد ہو کر اپنے ہاتھ اٹھائے اور اپنی چادر الٹی۔

## اذان

یاد رکھیے کہ اذان حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو خواب میں سکھائی گئی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور انہیں کلمات بتاتے جاؤ اذان وہ دیں گے کیونکہ وہ تم میں بلند آواز والے ہیں۔ پھر وہ بتانے لگے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اذان دینے لگے۔ یہ اذان جب حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے گھر میں سنی تو چادر گھیٹتے ہوئے نکلے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے

بھی ایسا ہی خواب دیکھا جیسا حضرت عبد اللہ بن زید نے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کا شکر ہے۔ اذان کے الفاظ یہ تھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشہدان لا إله إلا الله  
اشہدان لا إله إلا الله اشہدان محمد رسول الله۔ اشہدان محمد  
رسول الله۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ  
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

### ۱۔ اذان دینے والے کی فضیلت :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مؤذنین کی گرجیں اونچی ہوں گی (وقار۔ تکریم۔ عزت اور زیادتی ثواب کی وجہ سے)

۲۔ مؤذن کی انتہائی آواز کو کوئی جن وانس اور دوسری چیزیں نہیں سنتیں مگر قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی (اس کی نیکی و ایمان کی) (ابوسعید رضی)

۳۔ جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہتا ہے (لیکن حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ سن کر لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھو۔ صبح کی اذان میں الصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کا جواب حَصَدْتُ وَبَرَرْتُ وَبِالْحَقِّ لَطَقْتُ سے دوپہر مجھ پر درود بھیجو کیوں کہ جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔ یہ جنت کا اعلیٰ مقام ہے۔ تمام بندوں میں سے صرف ایک کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا تو اس کے لیے میری شفاعت لازم ہو جائے گی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو اذان کا مذکورہ طریقہ سے جواب دے وہ جنت میں جائے گا۔ (عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی)

۴۔ جو آدمی اذان سن کر اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اِنَّ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مِّمَّوْدُ

يَا اَللّٰهُمَّ دَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَا تُخَلِّفُ الْمِيْعَادَ كَيْفَ تَوْقِيَا مَتِّمِ فِيْ اِسْمِ اَللّٰهِ  
میری شفاعت لازم ہو جائے گی۔ (جابر رض)

۵۔ جو اذان سن کر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَ رَسُوْلُهُ۔ رَاضِيَّتْ بِاَللّٰهِ رَآءًا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَ رَسُوْلًا پڑھے  
تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (سعد بن ابی وقاص رض)

۶۔ جو سات برس مرت ثواب کے لیے اذان دے تو اس کے لیے ہنگ سے نجات  
لکھی جائے گی۔ (ابن عباس رض)

۷۔ مؤذن کی انتہار آواز تک بخشش کی جاتی ہے (جتنی آواز اونچی اتنی بخشش زیادہ  
یا جہاں تک آواز چلے گی وہاں تک کے لوگوں کے لیے بخشش ہے) اور اس کے لیے ہر تر  
و خشک شے گواہی دے گی اور جماعت میں حاضر ہونے والے کے لیے ۲۵ نمازیں بھی  
جاتی ہیں اور دو نمازوں کے درمیان گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ (ابو ہریرہ رض)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤذن ایسا مقرر کرو جو اذان پر اُجرت  
نہ لے (عثمان بن ابوالعاص رض)

۹۔ اذان اور تکبیر کے درمیان مانگی دعا رد نہیں ہوتی۔ (انس رض)

۱۰۔ جو آدمی بارہ سال اذان دے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی اور اس  
کی ہر اذان کے عوض ۶۰ نیکیاں اور تکبیر کے عوض ۳۰ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

## ۶۔ مسجد کی قدر و منزلت:

۱۔ آبادیوں میں سب سے پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور بدترین جگہیں  
بانٹریں۔ (ابو ہریرہ رض)

۲۔ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی تو اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا (عثمان رض)

۳۔ سات آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں ہوں گے جب کہ اس کے

سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) عادل بادشاہ (۲) وہ جوان جو اپنی جوانی عبادت میں گزارے  
 (۳) جو مسجد سے نکلے اور اس کا دل مسجد میں اٹک جائے یہاں تک کہ پھر واپس آجائے  
 (۴) وہ دو شخص جو اللہ کے لیے محبت کریں اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جلا رہیں وہ شخص جو  
 تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو آنکھوں میں آنسو بہ جائیں (۵) وہ شخص جسے خاندانی عورت  
 بلائے تو وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) اور وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے یہاں  
 تک کہ اس کا بابا یا ہاتھ بے خبر رہے کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (ابوہریرہ رض)  
 ۴۔ آدمی کی جماعت کی نماز اس کی گھر والی اور بازار والی نماز پر ۲۵ گنا فضیلت رکھتی ہے  
 جب وہ اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف چلتا ہے اور صرف نماز اس کے پیش نظر ہوتی  
 ہے تو ہر قدم پر (جو مسجد کی طرف اٹھتا ہے) ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ ایک گناہ مٹا دیا جاتا  
 ہے جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ بلائیں اس کے لیے دعا  
 کرتے ہیں "یا اللہ اسے بخش دے۔ اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما"  
 جب تک تم میں سے کوئی انتظار نماز میں رہتا ہے جب تک تم میں سے کوئی انتظار نماز  
 میں رہتا ہے نماز ہی میں رہتا ہے جب تک آدمی وہاں کسی کو ایذا نہ دے اور وضو نہ توڑے

(ابوہریرہ رض)

نوٹ: جب آدمی نماز کی جگہ بدل دیتا ہے یعنی جہاں نماز پڑھی وہاں سے اٹھ کر  
 کہیں اور بیٹھ جاتا ہے تو ان دعاؤں سے نکل جاتا ہے اس لیے کوشش کریں کہ جہاں  
 نماز ختم ہو وہیں بیٹھے رہیں۔ یہ بہت رواج ہے کہ امام صاحب کے سلام پھیرتے ہی لوگ  
 پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور صفیں توڑتے ہیں۔ یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ دعا مکمل ہونے  
 تک اپنی جگہ سے نہیں ہلنا چاہیے اور بعد میں بھی کوشش کریں کہ جہاں نماز ختم کی جائے  
 وہیں بیٹھا جائے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا شریف میں پیدل اور سوار ہر ہفتہ کو

کو تشریف لے جاتے تھے اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے۔ (ابن عمر رض)

۶۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں اندر رکھ کر یہ کہے۔

اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۖ اور جب نکلے تو بایاں پاؤں باہر رکھ کر یہ کہے  
اللَّهُمَّ اسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (ابوسعید رض)

۷۔ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو کچھ کھا لیا کرو۔ صحابہ رض نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ جنت کے باغ کون سے ہیں فرمایا مسجدیں۔ عرض کیا گیا پھر تا کیا ہے؟ یا رسول اللہ  
فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنا بالکل ایسا  
ہی فرمانِ محفلِ ذکر کے لیے بھی ہے۔ (ابوہریرہ رض)

۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد مصطفیٰ پر درود بھیجتے

اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي - وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب باہر تشریف

لاتے تو بھی درود تشریف پڑھتے اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ

فَضْلِكَ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت

یہ پڑھتے۔ بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - (فاطمہ بنت حسین رض)

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو کر کہے۔ اَعُوذُ

بِاللَّهِ الْعَظِيمِ بِوَجْهِ الْكَرِيمِ سُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

تو شیطان کہتا ہے کہ یہ مجھ سے سارا دن محفوظ رہے گا۔ (عبداللہ بن عمرو بن عاص رض)

۱۰۔ مرد کی نماز اپنی مسجد میں ۲۵ گنا، جامع مسجد میں ۵۰۰ گنا، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی

میں پچاس ہزار گنا اور مسجد حرام میں ایک لاکھ گنا ہوتی ہے۔

۱۱۔ قیامت کے دن پوری روشنی کی بشارت ہے اس شخص کے لیے جو اندھیرے

میں مسجد کو جائے۔

۱۲۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف

لانے میں بہت تاخیر فرمائی قریب تھا کہ ہم سورج کو دیکھ لیں پھر آپ تشریف لائے نماز کی تکبیر کہی گئی۔ حضور نے نار پڑھائی اور نماز میں اختصار فرمایا (جلدی پڑھائی) جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے فرمایا اپنی جگہ پر بیٹھے رہو جیسے ہو۔ پھر ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا میں تمہیں بتانا ہوں کہ آج صبح مجھے کس چیز نے روکا۔ میں رات میں اٹھا وضو کیا اور پھر مفدور بھر نماز تہجد پڑھی۔ نماز ہی میں مجھے اونگھ آگئی حتیٰ کہ نیند غالب ہو گئی۔ اچانک میں اپنے رب کے پاس اچھی صورت میں تھا تو مجھے رب نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا یا رب حاضر ہوں۔ فرمایا مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں (یعنی کس لچھے عمل کا ثواب لکھنے کے لیے ایک دوسرے سے جلدی کرتے اور جھگڑتے ہیں کہ یہ میں لکھوں گا۔ یہ میں بارگاہِ الہی میں پیش کروں گا) میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ یہ تین بار فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ میں رکھا۔ حتیٰ کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو مجھ پر ہر چیز عیاں ہو گئی اور میں نے ہر شے کو پہچان لیا۔ رب نے پھر فرمایا اے محمد! میں نے عرض کیا حاضر ہوں میرے رب فرمایا اب بتاؤ کہ مقرب فرشتے کس شے میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا یا رب کفارات میں۔ پھر ارشاد خداوندی ہوا کہ وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا وہ (۱) جماعت کی طرف اٹھائے ہوئے اقدام (۲) مسجدوں میں نماز کے بعد بیٹھ جانا اور (۳) مشکلات میں تازہ وضو کرنا ہیں (یعنی بے ماری اور سخت سردی میں) ارشاد ربانی ہوا پھر کس شے میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا وہ درجات ہیں۔ پھر رب کریم نے فرمایا وہ کیا ہیں میں نے کہا وہ ہیں (۱) (مسکینوں کو) کھانا کھلانا (۲) نرم گفتگو کرنا اور (۳) رات کی نماز جب لوگ سو رہے

۱۔ پہچان سے مراد معرفت ہے یعنی مجھے علم بھی ہو گیا اور معرفت بھی حاصل ہو گئی۔ معرفت علم سے بہت اعلیٰ درجے کی شے ہے اس میں تمام باطنی علوم مضمحل ہیں جو سارے علم میں نہیں۔ یہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا اور کیا علم سکھایا ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے میرے محبوب) مانگو (کیا مانگتے ہو) تو میں نے کہا۔

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَذَكُّ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسْكِينِ  
وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْضَى حَمِيَّ وَ إِذَا أَرَادَتْ هِنْتَةُ فِي حَقِّهِمْ فَتَوَقَّفِي غَيْرَ مَفْتُونٍ  
وَ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلِ يَفْعَلُ بِنِي إِلَى حُبِّكَ“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حق ہے۔ اسے یاد کرو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں مولیٰ، پیاز، لہسن کھا کر آنے سے منع فرمایا  
مسجد میں تھوکنے سے باز رکھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے اپنی امت کے اچھے برے

اعمال پیش کیے گئے تو میں نے ان سے سب سے اچھا کام لاتے سے موزی چیر بٹانا  
اور سب سے برا کام مسجد میں تھوکرنا پایا جس تھوک کو دفن نہ کیا گیا ہو (آپ نے ہر گھر میں  
مسجد بنانے (ایک کمرہ نماز کے لیے مخصوص کرنے) انہیں پاک صاف اور مسطر رکھنے کا حکم فرمایا۔

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دیوانے آدمی اور چھوٹے ماسکھ بچوں کو لانے سے منع فرمایا۔

۱۵۔ مسجد کی دیوار پر اگر کوئی تھوک دیتا تو سخت ناپسند فرماتے۔ خود تھوک کے دھبوں کو مٹا

دیتے دیتے اگر کوئی یہ کام کرتا تو اس سے خوش ہوتے جمعہ کے دن خوشبو کی انگلیٹھیاں جلائی جاتیں۔

۱۶۔ پیاز، لہسن اور مولیٰ کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا۔

## ۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تلاوت :

۱۔ حضرت ام سلمہ رضی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر پھر تلاوت کرتے

اس طرح پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پھر پھر جاتے پھر فرماتے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پھر پھر جاتے یعنی ہر آیت پر تین تین کرتے ان ہی سے جب پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی قرأت کیسے تھی تو آپ نے فرمایا کہ ایک ایک حرف الگ الگ۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جس طرح خوش الحانی سے تلاوت کا حکم دیا اتنا کسی اور چیز کا نہیں دیا (ابو ہریرہؓ)

۳۔ مصحف شریف کی قرأت زبانی تلاوت پر دو ہزار گنا فضیلت رکھتی ہے۔

## ۷۔ فضائل تلاوت قرآن :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ اَلْهٰکُمُ الشَّکَاثُ اِیْکَ ہزار آیت

کے برابر ہے۔ سورۃ قل یا ایہا الکفرین پر قرآن، سورۃ اخلاص پر قرآن اور سورۃ زلزال اور عدیت پر قرآن اور سورۃ فاتحہ پر قرآن ہے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ اعلیٰ سے بہت، بھت فرماتے۔ اسے وتر کی پہلی رکعت میں رکھنے۔ دوسری میں قل یا ایہا الکفرین اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھتے۔

۳۔ سورۃ رحمن قرآن پاک کی زینت ہے۔

۴۔ ہر شے کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۃ بقرہ ہے۔ ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے اس میں ہر مرض کی دوا ہے ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یس ہے۔ جو آدمی اس سورت کو اللہ کی رضا کے لیے تلاوت کرے گا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پس اسے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔ جو شخص شروع دن میں اسے تلاوت کرے اس کی تمام ضروریات پوری ہو جائیں گی اور اسے دس مرتبہ قرآن پاک کے ختم کرنے کا ثواب ہوگا۔

۵۔ حضرت خالد بن معدان رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص سورۃ الحجر۔ تنزیل (سورۃ سجدہ ۲۱ وال پارہ) تلاوت کرتا رہتا تھا اس کے سوا کچھ نہ پڑھتا۔ وہ بہت گنہگار تھا۔ جب مر گیا تو اس پر اس سورۃ نے پر پھیلادیئے اور کہا یا رب اسے بخش دے وہ مجھے اکثر تلاوت کیا کرتا تھا۔ تو اللہ نے اس کی شفاعت کو قبول فرمایا اور فرمایا اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھ دو اور درجہ بلند کر دو۔ یہ عذاب قبر سے بچا لیتی ہے اور یہی مقام سورۃ ملک ہے۔ حضرت طاؤس رضی فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں باقی سورتوں پر ۶۰ گنا فضیلت رکھتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ سونے سے قبل یہ دونوں سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۶۔ جو جمعہ کے دن سورۃ کہت پڑھے تو اس کا نور ایمان دو جمعوں کے درمیان



چمکتا رہے گا۔ اس کی پہلی یا آخری دس آیتیں فتنہ و جلال سے محفوظ رہنے میں بہت  
اکثر ہیں۔ یہی بشارت تین آیتوں کے یاد کرنے پر بھی دی گئی ہے۔

۷۔ حضرت جبیر بن نصیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں مجھے عرش کے نچلے خزانوں سے دی گئی  
ہیں۔ انہیں خود سیکھو اور اپنی بیویوں کو سکھاؤ۔ یہ نماز ہیں۔ یہ دعا ہیں یہ اللہ کا قرب ہیں۔  
۸۔ جو آدمی ہر دن سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے تو اس کے ۵۰ سالوں کے  
گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ دوائے فرحت کے۔

۹۔ بِرَّشَخْصٍ صَبَّحَ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تین  
مرتبہ پڑھ کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ملا کر سورۃ حشر کی آخری تین آیات تلاوت  
کرے تو ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اس دن کو مر جائے تو شہید مرتابے  
اور جو شام کو پڑھنے لے تو رات میں ایسا ہی ثواب پائے گا۔

۱۰۔ جو آدمی شب جمعہ کو سورۃ ذخان پڑھے تو اس کی بخشش جو بیسے گی اور  
صبح تک ۱۰۰۰ فرشتے اس کے لیے دعا کریں گے۔ (البوہرہ پرہ رض)  
۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طہ کے دلیس زمین و آسمان کی تخلیق سے ۱۰۰ سال قبل فرشتوں  
پر پڑھی تھیں تو جب فرشتوں نے سنا تو کہا خوبی ہے اس امت کے لیے جس کی طرف  
یہ نازل ہوں گی۔ خوشخبری ہے ان سینوں کے لیے جو اسے اٹھائیں گے یاد کریں گے  
اور خوبی ہے ان زبانوں کے لیے جو ان کی تلاوت کریں گی۔ (البوہرہ پرہ رض)

۱۲۔ جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج  
پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب سے بھی بڑھ کر ہوگی جبکہ وہ گھر میں آجائے تو  
تو اس کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے جو خود عامل ہو اور اس کے تاج کی روشنی اور عزت و تکریم  
کا کیا گمان (معاذ بہتی رض)

۱۳۔ قیامت کے دن صاحب قرآن کو کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ۔ اور اس طرح پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ آج تیرا ٹھکانا وہ ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے۔ (عبداللہ بن عمر رض)

۱۴۔ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات ایسی ہیں جو انہیں رات کو پڑھ لے تو یہ اس کے لیے کافی ہوں (یعنی دکھ درد سے محفوظ اور عبادت بھی شمار ہوتی ہے)

۱۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قرآن پڑھو بیشک وہ اپنے قاریوں کی شفاعت کرے گا۔ قیامت کے دن۔ دو چمکتی سورتیں بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو وہ قیامت کے دن یوں آئیں گی جیسے بادل کے ٹکڑے یا سائبان یا صفت بستہ چڑیوں کی ٹولیاں۔ اپنے پڑھنے والوں کی طرف جھگڑا کریں گی۔ سورۃ بقرہ پڑھا کر دے شک اس کا پڑھنا برکت اور ترک حسرت ہے اور منافق اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

## ۸۔ روزہ

### ۱۔ فضائل روزہ:

۱۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک باب الریان ہے اس میں صرف روزہ داخل ہوں گے۔ (سہل بن سعد رض)

۲۔ بندے کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے .. گنا تک ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا ثواب دوں گا۔ یا میں اس کا ثواب خود ہی ہوں یعنی روزہ دار مجھے پالے گا۔ (ابو ہریرہ رض)

۳۔ بندہ میرے لیے شہوت اور کھانا چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور دوسری رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ پس

جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو گندی باتیں نہ کرے اور نہ ہی شر مچائے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

۳۔ جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ اسے آگ سے ۷۰ سال کی راہ دور کر دے گا۔ دوسری حدیث کے مطابق اس کے اور دوزخ کے درمیان زمین و آسمان جیسی خندق پیدا کر دی جائے گی۔

۴۔ جو اللہ کی رضا کی خاطر روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے اتنا دور کر دے گا جیسے کہ ایک کوا بچہ ہو اور اڑنا شروع کرے اور پھر بوڑھا ہو کر مر جائے (یعنی جتنا وہ فاصلہ کر جائے۔ حکماء کے نزدیک کوئے کی عمر... اسال ہے)

۵۔ روزہ دار کے سامنے کچھ کھایا یا پیا جائے تو اس وقت کے دوران اس کی بڑیاں تسبیح کھتی ہیں اور اسے فرشتے دعائیں دیتے ہیں۔

۶۔ جو رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے بھی رکھ لے تو ساری عمر کے روزوں کی طرح ہو جائے گا۔

۷۔ پیر کے روزے کے متعلق جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن وحی نازل ہوئی (یعنی بہت مبارک دن ہے) نیز اس دن اور حجرات کو اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

۸۔ ہر ماہ میں تین دن کے روزے اور رمضان سے رمضان تک کے روزے ساری عمر کے روزے ہوتے ہیں۔ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن کا روزہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۹۔ عشرہ ذوالحجہ کا ہر روزہ سال بھر کے برابر اور شب شب قدر کی طرح ہے۔

ب: روزے میں معمولات نبوی: را، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے

روزے رکھتے۔ جب رکھتے تو مسلسل رکھتے چلے جاتے اور جب افطار کرتے تو مسلسل افطار کرتے جاتے۔ رمضان المبارک کے روزے بہت پابندی سے رکھتے۔ شعبان بھی تقریباً پورے روزے کی حالت میں بسر ہوتا۔

۲۔ ہر ماہ میں تین روزے ضرور رکھتے اور تاریخوں کا تعین نہ فرماتے۔ کسی ماہ پورے روزے رکھ لیتے۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ماہ میں روزے بالکل ہی نہ رکھے ہوں۔

۳۔ یوم عاشورہ کا روزہ ضرور رکھتے اور اس کا حکم فرماتے۔ پندرہ شعبان کا روزہ رکھنے کا بھی حکم فرماتے۔

۴۔ معمول مبارک یہ تھا روزہ جلدی افطار فرماتے۔ ترکچوروں سے افطاری کو ترجیح دیتے اگر یہ میسر نہ ہوتیں تو چھو بارے استعمال فرماتے۔ اگر وہ بھی میسر نہ ہوتے تو پانی کے گھونٹ سے افطاری کرتے اور نماز مغرب کا جلدی اہتمام فرماتے۔

۵۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا (عالمین ربیعہ رحمہم)

۶۔ حضور روزہ کی حالت میں بھی اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لے لیا کرتے لیکن وہ اپنی نفسی حاجات پر بہت قادر تھے (عائشہ ر)

۷۔ روزہ کی حالت میں سر سے لگانے کی اجازت فرماتے۔

۸۔ اگر کبھی زیادہ شدت کی ہوتی سر پر پانی ڈال لیتے۔

ج: عورتوں کے لیے ہدایات:

۱۔ عورتوں کو ایام حیض اور نفاس میں روزے چھوڑنے کی اجازت فرماتے لیکن اس کی قضا کا حکم بھی دیتے۔

۲۔ عورت کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے اور نہ

ہی اسے یہ درست ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے دے۔ (ابو ہریرہ رض)  
**د۔ روزے کے فوائد:**

بے شک اللہ تعالیٰ کا حکم ہزار ہا حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہے۔ روزے کے فوائد تو ان گنت ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم ترین روحانی ترقی ہے۔ اسی لیے ہر مذہب میں روزے کا وجود ملتا ہے۔ دوسرا بڑا فائدہ نفس کشی ہے یہ شہوت کو توڑتا ہے غیر شادی شدہ نوجوانوں کو اپنی عصمت و پاکدامنی محفوظ رکھنے کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ نیرا بڑا فائدہ جذبہ ہمدردی کی پیداوار ہے۔ آدمی بھوک پیاس میں مبتلا ہو کر بھوکے پیاسوں کا احساس کر سکتا ہے چوتھا فائدہ بھوک پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے جو سفر اور جہاد میں انتہائی معادن ثابت ہوتی ہے۔ انبیائے کرام روزوں کی بہت کثرت کرتے رہے ہیں۔ حضرت نوح ۴ پورا سال روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤد ایک دن افطار فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے۔ حضرت عیسیٰ ۴ ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار فرماتے۔ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت شوق سے روزے رکھتے تھے۔

### ر۔ یوم عاشورہ کی فضیلت:

دس محرم (یوم عاشورہ بروز جمعہ) کو تاریخ انسانیت میں بڑی اہمیت حاصل ہے اس کی چند اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ اس دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن دنیا پر بھیجے گئے اور اسی دن توبہ قبول ہوئی۔

۲۔ حضرت نوح ۴ کی کشتی جوودی پہاڑ پر لگی۔

۳۔ اسی دن حضرت یونس کو مچھلی نے اگل کمرہ ساحل پر ڈال دیا۔

۴۔ اس دن حضرت ایوب کو شفا ملی۔

۵۔ حضرت یوسف ۴ کنویں سے نکلے گئے۔

- ۶- حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی۔  
 ۷- حضرت سلیمانؑ کو ملک عطا ہوا۔  
 ۸- حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوا۔  
 ۹- حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔  
 ۱۰- حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی۔  
 ۱۱- مشہور واقعہ کربلا اسی دن پیش آیا۔  
 ۱۲- اسی دن قیامت برپا کی جائے گی۔

### ۹- اعتکاف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھتے۔ ایک سال شب قدر کی تلاش میں پورا ماہ رمضان اعتکاف میں گزرا۔ جب اللہ تعالیٰ نے خبردار فرمایا کہ شب قدر آخری عشرے میں ہے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صرف آخری عشرے کا اعتکاف فرمانے لگے۔ آخری سال ۲۰ دن اعتکاف فرمایا۔ اس سے ال پچھلے اعتکاف کی قضا بھی تھی اور لقائے الہی کی تیاری بھی۔ لیکن دوام آخری عشرے کے اعتکاف پر ہی رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی تھیں اعتکاف میں آپ کے معمولات درج ذیل ہیں۔

۱- جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر پڑھ کر اعتکاف گاہ میں داخل ہونے اصل اعتکاف ۲۰ رمضان کی نماز عصر پڑھ کر شروع فرماتے۔ الحمد للہ اہل سنت اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اعتکاف گاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بوریے کا یا چٹائی کا چھوٹا سا حجرہ بنا دیا جاتا تھا جس میں زیادہ وقت بسر فرماتے تھے۔ کبھی آپ کا تخت پوش سنون تو بہ کے پاس ڈال دیا جاتا تھا اور کبھی بستر بچھایا جاتا۔

۲- آپ مسجد میں ہی رہتے۔ بجز حاجات بشری کے باہر تشریف نہ لاتے۔ بعض اوقات

سر مبارک حجرے کی طرف جھکا دیتے اور حضرت عائشہ آپ کے بالوں میں کنگھی کر دیتیں۔  
۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ بحالت اعتکاف بیمار کی عبادت یوں  
فرمانے کہ چلتے رہتے اور نہ مڑتے۔ اس کا مزاج پوچھ لیتے۔ بیمار پرسی کے لیے گھر تشریف نہ  
لے جاتے اور نہ ہی جنازے میں شامل ہوتے۔ نہ عورت کو ہاتھ لگاتے۔ ضروری کام کے سوا  
کہیں نہ جلتے۔ اعتکاف میں روزہ ضروری رکھنے کا حکم فرمانے۔

۴۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ معتکف کو ساری نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۵۔ اعتکاف جامع مسجد میں کرنا چاہیے۔ اگر اعتکاف غیر جامع مسجد میں ہو تو جمعہ کے  
لیے مناسب وقت پر نکلا جاسکتا ہے۔ سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی محلے میں ایک  
آدمی کا اعتکاف بیٹھنا ضروری ہے ورنہ سب گنہگار ہو جائیں گے۔ اس کا ثواب ایک حج  
اور ایک عمرے کے برابر ہے۔

۶۔ اعتکاف کی مدت: (۱) واجب اعتکاف۔ ایک دن اور ایک رات بمعہ روزہ (۲) سنت  
اعتکاف۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ بمعہ روزہ (۳) نفل اعتکاف ایک گھڑی۔ روزہ شرط نہیں۔

## ۱۰۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ چار مالوں پر فرض ہے۔ سونا، چاندی، مال تجارت، جنگل میں چرنے والے  
جانور، زمینی پیداوار مال تجارت اور سونا چاندی کا چالیسواں حصہ اور بارانی پیداوار کا  
دسواں حصہ اور نہری زرعی پیداوار کا بیسواں حصہ۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث مروی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے۔ اگر سونے  
چاندی کی زکوٰۃ نہ دی جائے تو قیامت کے دن اس کے آگ کے پترے بنائے جائیں  
گے پھر ان کو دوزخ میں دھونکا جائے گا جس سے اس کے پہلو، پیشانی اور پشت داغی  
جائے گی۔ جب ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر تپا لیے جائیں گے۔ یہ پورا دن (۵۰۰۰ برس) ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا جائے۔ جو آدمی اپنے اونٹوں کی  
زکوٰۃ نہ دے گا تو وہ سارے اونٹ جو ان جو ان موٹے تازے کر کے لائے جائیں گے

اور اس شہنشاہ کھان کے سامنے اوندھا لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ حلقہ بنا کر اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ جب پھلا اونٹ گزر جائے گا تو پہلا اونٹ پھر آجائے گا۔ یہ اونٹ اسے پورا دن (۵۰۰۰ سال) روندتے رہیں گے پھر اسی طرح گائے بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن ان کے سامنے کھلے میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا۔ یہ سارے جانور آجائیں گے کسی کا سینگ ٹوٹا یا بیڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اسے اپنے سینگوں اور کھروں سے روندیں گے۔ جب پھلا گزر جائے گا تو پہلا پھر واپس آجائے گا۔ یہ پورا دن ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا جائے۔ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے تو اس کا مال قیامت کے دن گنہ سانپ کی شکل میں نمودار ہوگا جس کے دو گیسو ہوں گے۔ قیامت میں اس کے گلے کا طوق ہوگا اور اس کے دونوں جبرے پکڑ کر کئے گا۔ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔

نصاب زکوٰۃ: سونے کا نصاب ۲۰۰ تونے۔ چاندی کا نصاب - ۵۲۱/۲ تونے۔ اونٹوں کا نصاب ۵، گائے بھینس کا نصاب ۳۰، بکریاں ۴۰ باقی تفصیلات کتب فقہ میں تلاش کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری حیات طیبہ میں زکوٰۃ نہیں دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی بھی آپ کے پاس مال نصاب تک نہیں پہنچا۔ جس وقت کچھ پاس آتا تو اسی وقت خیرات فرمادیتے۔ یہ بہت اعلیٰ مرتبہ سخاوت ہے۔ ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ اگر مذکورہ بالا نصاب کا کوئی مال ایک سال تک کسی کے پاس رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔

## ۱۱۔ حج و عمرہ

یاد رہے کہ زمین کی تخلیق کا آغاز کعبہ شریف کی جگہ سے ہوا۔ یہیں سے زمین پھیلائی گئی اسی لیے اسے اُمّ القریٰ کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل بیت المعمور کے عین نیچے زمین پر کعبہ شریف فرشتوں نے تعمیر کیا



اور اس کا نام ضراح رکھا۔ فرشتے اس کا ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ حضرت آدم ؑ نے اس کے چالیس حج کیے۔ پھر جب ہمارے نبی پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مسلمہ پر حج فرض ہوا تو حضورؐ کے ساتھ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت یونس ؑ نے (روحانی طور پر) حج کیا۔ یہ مالدار، صاحب استطاعت آدمی پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ عمر سنت ہے۔ عمر سال میں کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے اور حج صرف نو ذوالحجہ کو۔ عورت اپنے محرم کے سوا کوئی سفر نہیں کر سکتی۔ محرم وہ ہیں جن کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہے۔

### ۱۔ اہمیت:

- ۱۔ جو آدمی اللہ کی رضا کے لیے حج کرے اور حج کے دوران گندی باتیں نہ کرے اور گناہوں سے بچے تو وہ اس طرح لوٹتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا یعنی گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (ابو ہریرہ رضی)
- ۲۔ عمر دوسرے عمرے تک گناہوں کا کفارہ ہے اور مقبول حج کی جزا صرف جنت ہے۔
- ۳۔ جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے قبل اپنی بخشش کی دعا کر دو وہ بخشا ہوا ہے۔ (ابن عمر رضی)
- ۴۔ جس آدمی کو کوئی ظاہری عذر، بیماری یا جابر بادشاہ نہ روکے اور وہ حج کیے بغیر مر جائے تو چاہے یہودی ہو کر مر جائے یا عیسائی ہو کر مر جائے۔ یعنی وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ (ابو امامہ رضی)

۵۔ رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔ (ابن عباس رضی)

### طریقہ ادائیگی حج و عمرہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کا قصہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ۹ سال رہے لیکن حج نہ کیا۔ دسویں سال لوگوں میں

حج کا اعلان کر دیا گیا تو مدینہ منورہ میں بہت لوگ جمع ہو گئے۔ سفر حج کا آغاز ہوا تو ہم سب حضورؐ کے ہمراہ ذوالحلیفہ آ گئے۔ یہاں حضرت اسما و بنت عبیس رضی اللہ عنہما کے ہاں حضرت محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مناسب عرصے کے بعد) انہیں نہانے، کپڑا باندھنے اور احرام باندھنے کا حکم دیا۔ پھر ذوالحلیفہ میں عصر، مغرب، عشاء، فجر اور ظہر پڑھیں پھر قصویٰ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب اونٹنی میدان میں سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے تلبیہ پڑھی۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ اور ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو انتہا زمین تک ادھر ادھر کے تمام درخت اور ڈھیلے تلبیہ کہتے ہیں۔ ذوالحلیفہ میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا یہی اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے راستے پر مقام جحفہ بھی میقات مدینہ ہے۔ اہل عراق کا میقات ذات عرق، اہل نجد کا قرن، اور اہل یمن کا یلم ہے البتہ مکہ والے حج کا احرام گھر سے باندھیں گے اور عمرے کا احرام مکہ سے باہر میقات پر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین ذوالحجہ بروز ہفتہ ذی طوی (مکہ معظمہ کی نواحی آبادی) پر پہنچ گئے۔ وہیں رات گزاری اور ۴ ذوالحجہ بروز اتوار صبح کے وقت باب السلام کی طرف سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے طواف قدوم کیا۔ آپ سیدھے رکن اسود پر تشریف لے گئے اور اسے بوسہ دے کر سات مرتبہ طواف کیا۔ پہلے تین چکروں میں چل کر آیا یعنی پہلوانوں کی طرح کندھے ہلاتے چلے اور پھر چار چکر معمولی رفتار سے۔ پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے تو یہ آیت تلاوت فرمائی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مَحْطٰتًا، پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ مقام ابراہیم کو بیت اللہ شریف اور اپنے درمیان کر لیا پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ پھر رکن اسود کی طرف لوٹے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر دروازے سے صفا پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے۔

جب صفا کے قریب ہوئے تو یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَاَ وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللّٰهِ  
 پھر فرمایا کہ ہم وہیں سے ابتداء کریں گے جہاں سے ہمارے رب نے ابتداء فرمائی۔ چنانچہ  
 آپ نے صفا سے سعی کا آغاز فرمایا۔ اس پر چڑھے حتیٰ کہ کعبہ کو دیکھ لیا تو کعبہ کی طرف منہ  
 کیا اور اللہ کی توحید و تکبیر بیان فرمائی اور فرمایا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
 وَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
 اَنْجَزَ وَعَدَّ وَلَا نَصْرَ عِبْدًا وَلَا حَزْمَ الْاَحْزَابِ وَحْدَهُ۔ پھر ان ذکروں کے درمیان  
 دعائیں تین بار ایسا ہی فرمایا پھر اس پہاڑی سے اترے اور مرزہ پر چڑھے حتیٰ کہ بطن  
 وادی میں آپ کے قدم شریف برابر سیدھے ہو گئے۔ یعنی صفا کی ڈھلانی اور مروہ کی  
 چڑھائی کے درمیان ہموار زمین پر پہنچ گئے پھر دوڑے۔ جب آپ نے مروہ کی چڑھائی  
 پر چڑھنا شروع کیا تو معمولی چال چلے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچے پھر مروہ پر وہی کیا جو صفا پر کیا  
 تھا حتیٰ کہ مروہ پر آخری چکر ہوا تو آپ نے آواز دی حالانکہ آپ مروہ پر تھے اور لوگ نیچے  
 تو اعلان فرما دیا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ اسے عمرہ بنا لے اور احرام کھول  
 دے۔ پھر لوگوں نے بال کٹوا دیئے اور احرام کھول دیئے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور ان آدمیوں کے جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو لوگوں نے جب  
 منیٰ کا رخ کیا تب حج کا احرام باندھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو منیٰ  
 میں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء اور فجر پڑھی پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ سورج چڑھ  
 گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونی خیمہ لگانے کا حکم دے دیا جو آپ کے لیے نمزہ میں  
 لگا دیا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے قریش کو اس میں شک ہی نہ تھا کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم مشعر الحرام کے پاس قیام نہ کریں گے جیسے کہ اسلام سے قبل قریش کرتے تھے مگر  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھ گئے اور عرفات میں قدم رنجا فرما ہوئے  
 تو نمزہ میں اپنے خیمے کے پاس اتر گئے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا تو اونٹنی قسویٰ کے لیے

حکم دیا کہ اسے کجاوہ کس دیا جائے۔ آپ سواری پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے (جہاں اب مسجد نمبر ہے) اور لوگوں کو تاریخ ساز خطبہ دیا۔

”تمہارے خون تمہارے آپس کے مال تم پر یوں ہی حرام ہیں جیسے تمہارے بیلے اس دن۔ اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت ہے۔ خبردار زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے روند دی گئیں اور جاہلیت کے خون منسوخ کر دیئے گئے۔ میں اپنے خونوں سے سب سے پہلے ابن ربیعہ کا خون معاف کرتا ہوں یہ بنی سعد میں شیر خوار تھے تو انہیں قوم بذیل نے قتل کر دیا تھا اور زمانہ جاہلیت کے سود منسوخ ہیں میں اپنے سودوں میں سے سب سے پہلا سود ختم کرتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سالا ہی ختم کر دیا گیا پس تم عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے۔ اور کلمہ الہیہ سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کروائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو (یعنی تمہارے گھروں میں ان کو نہ آنے دیں اور نہ ہی ان کو بستروں پر بیٹھنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو) پھر اگر عورتیں ایسا کریں تو تم انہیں غیر مہلک مارو اور یعنی زیادہ سخت نہ مارو اور تم پر ان کے حقوق یہ ہیں کہ انہیں کھلانا ہے۔ پہنانا ہے بھدائی کے ساتھ۔ اور میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے ”کتاب اللہ“ اور تم میرے متعلق پوچھے جاؤ گے تو تم کیا جواب دو گے وہ بولے ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہمیں تبلیغ کر دی۔ امانت ادا کر دی اور نصیحت کر دی پھر انگلی شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا ”اے اللہ گواہ ہو جا۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔“

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تکبیر کہی اور نماز نظر ادا فرمائی گئی۔ پھر تکبیر کہی اور عصر بھی پڑھی۔ ان دو نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان پڑھتی

پر سوار ہوئے حتیٰ کہ عرفات میں قیام گاہ پر آگئے تو اپنی قسمی کا پیٹ بڑے پتھروں کی  
 طرف کر دیا اور جبل مشاء کو اپنے سامنے کر لیا اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے پھر یہیں  
 ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور زردی چھپ گئی تو آپ نے اسامہ کو  
 اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا پھر مزدلفہ پہنچے اور یہاں مغرب و عشا ایک اذان اور دو تکبیروں  
 کے ساتھ پڑھی۔ ان کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ پھر آلام فرمایا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی پھر  
 اذان و اقامت کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ پھر قسمی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ مشعر الحرام  
 پہنچے پھر قبلہ کی طرف منہ کیا۔ رب سے دعا مانگی تکبیر کہی۔ تہلیل و توحید کہتے رہے اور ٹھہرے  
 رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا تو سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو گئے اور اپنے پیچھے  
 فضل بن عباس رتہ کو سوار فرمایا حتیٰ کہ وادی محسر میں آئے یہاں اپنی اونٹنی کو تیز چلایا۔  
 (وادی محسر وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کا باقی عذاب کی وجہ سے بیٹھ گیا تھا) پھر سیدھے  
 بڑے جمرہ کے پاس تشریف لے گئے اور اسے، کنکر مارے۔ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے  
 تھے یہ کنکر ٹھیکری جیسے تھے (انگوٹھے اور انگلی شہادت کے ساتھ مارتے تھے) یہ کنکر  
 جمرہ کے سامنے ہموار زمین پر کھڑے ہو کر مارے پھر آپ قربان گاہ کی طرف تشریف لانے  
 تو ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح فرمائے پھر باقی حضرت علی رتہ کو دیئے پھر انہوں  
 نے ذبح کیے کل ۱۰۰ اونٹ ذبح ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی قربانی میں  
 شریک کر لیا اور پھر حکم دیا کہ ہر اونٹ کی ایک بوٹی لے کر بانڈی میں ڈالی اور چکانی جائے۔  
 یوں ہی کیا گیا دونوں صاحبوں نے گوشت کھایا اور شور با پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ شریف زوال سے پہلے پہنچے اور طواف کیا پھر ظہر کی نماز تک  
 مکرمہ میں پڑھی۔ پھر بنی عبدالمطلب کے پاس پہنچے جو چاہ زمزم پر پانی کھینچ رہے تھے  
 فرمایا اے بنی عبدالمطلب کھینچتے جاؤ۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پانی کھینچنے میں تم پر  
 غلبہ کر لیں گے تو میں تمہارے ساتھ پانی کھینچتا میری سنت سمجھ کر ہر آدمی پانی کھینچے گا

اور آپ کی باری نہیں آئے گی، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈول پیش کیا تو آپ نے اس سے نوش فرمایا۔

## ۱۲۔ جہاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد بہت مرغوب تھا۔ آپ بہت سے جہادوں میں بنفس نفیس شامل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اس چیز کا ضامن ہو چکا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں نکلا مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے تو اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا نیز فرمایا کہ جو آدمی اونٹنی دوہنے کے بقدر دس پندرہ منٹ اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اسے اللہ جنت میں داخل فرمادے گا۔ شہید کے لیے چھ ثواب ہیں (۱) پہلی بار ہی بخشش (۲) دنیا میں جنتی ٹھکانے کی زیارت (۳) قبر کے عذاب سے چھٹکارا (۴) بڑی گھبراہٹ (قیامت کے دن والی) سے امن (۵) اس کے سر پر تاج و قار رکھا جائے گا جس کا ایک یا قوت دنیا و مافیہا سے قیمتی ہوگا (۶) ۷۲ حور عین اس کے نکاح میں دی جائیں گی (۷) ۷۰ اہل قربت کے حتیٰ ہیں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جنت کے دروازے تلواروں کے ہائے تلے ہیں (ابوموسیٰ رضی)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آلات جہاد میں اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ فرماتے۔ آپ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔ الغرض آپ کی تلوار سونا چاندی سے مزین کی جاتی تھی۔

۴۔ جہاد کے دوران مختلف رنگوں کے پرچم استعمال فرماتے تھے فتح مکہ کے دن سفید جھنڈا استعمال فرمایا تھا۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران جہاد بہت شجاعت کا مظاہرہ فرماتے بڑی

حاضر دماغی سے شکر کو ترتیب دیتے اور خود مناسب جگہ تشریف رکھتے۔ آپ غزوہ حنین میں جب چند صحابہ کے ساتھ اکیلے رہ گئے تو آپ نجر کو آگے اڑھا لگا رہے تھے اور فرمایا تھے۔ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ - اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَلِبِ -

### ۱۔ سفر جہاد:

۱۔ آپ جہاد کے سفر کے لیے جمعرات کا دن پسند فرماتے۔ غزوہ تبوک پر روانگی بھی جمعرات کو ہی فرمائی۔

۲۔ واپسی ہمیشہ صبح یا شام کو فرماتے۔ رات کو کبھی بھی تشریف نہ لاتے۔

۳۔ جب واپسی تشریف لاتے تو بچے پیشوائی کے لیے جاتے تو آپ انہیں اپنے ساتھ سوار کر لیتے۔ ایک سفر سے واپسی پر مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر آگے بٹھا لیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے لائے گئے تو آپ نے انہیں اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ (عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما)

۴۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کو آرام کرو تو اسٹونوں سے الگ اترو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے اور کپڑوں مکوڑوں کے ٹھکانے ہیں۔

۵۔ سفر سے واپسی پر مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کی ملاقات کے لیے وہیں تشریف رکھتے۔

۶۔ فوجی دستے اکثر چاشت کے وقت بھیجا کرتے۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین ساتھی چار ہیں۔ بہترین فوج چار سو کی ہے۔ اور بارہ ہزار کی نفری کبھی ٹھوٹا ہونے کی وجہ سے مغلوب نہ ہوگی۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم بدر کے دن ایک اونٹ پر تین سوار ہوئے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہما اور حضرت لبابہ رضی اللہ عنہما کو سوار فرمایا تھا۔ طریقہ کاریہ تھا کہ ہم میں سے دو پیدل چلتے اور

ایک سوار رہتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدل چلنے کی باری آتی تو آپ بھی چلتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت لبابہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہم آپ کی طرف سے پیدل چل لیں گے تو آپ فرماتے کہ تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں اور نہ ہی یہ نواب سے مستغنی ہوں۔

۹۔ سفر میں سواری کو زیادہ تیز چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو سواری کو اور تیز کرتے۔

۱۰۔ سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طیبہ یہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے۔

۱۱۔ سفر میں جب بھی کہیں پڑاؤ کرتے تو دو گانہ ادا فرمانے سے قبل آرام نہ فرماتے۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: "انْطَلِقُوا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔" اللہ کے نام اور اللہ کی مدد کے ساتھ اور رسول اللہ کے دین پر روانہ ہو جائی کسی بوٹھے کو قتل نہ کرنا۔ نہ کسی بچے کو اور نہ ہی کسی عورت کو۔ خیانت نہ کرنا۔ اصلاح اور بھلائی کرنا۔ بے شک اللہ بھلائی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

۱۳۔ کسی کو سفر پر روانہ فرماتے تو یوں دعا دیتے۔ "اَسْتَوْجِدُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاْمَانَتَكَ وَخَوَاتِمَ اَعْمَالِكَ" (میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے انجاموں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔)

۱۴۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مل کر جاتے۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ذرا ان کی محبت کی وجہ سے محققاً ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکا دیا



تھا اور امام حسن اور حسین رض کو چاندی کے گنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ صریحاً  
حضرت فاطمہ رض کے ہاں تشریف لائے تو اندر داخل نہ ہوئے اور واپس تشریف لے  
گئے۔ حضرت فاطمہ رض سمجھ گئیں کہ زینت اور زیور نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
اندر آنے سے روکا ہے۔ انہوں نے پردے کو بھاڑ ڈالا اور بچوں کے ہاتھوں سے گنگن  
نکال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیئے۔ آپ نے فرمایا اے تو بان  
یہ زیور فلاں شخص کی آل کے ہاں ہے جاؤ کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں میں پسند نہیں  
کرتا کہ یہ اپنی دنیوی زندگی میں لذائذ سے حظ اٹھائیں اور فاطمہ کے لیے ایک  
عصب کا ہار اور عاج (ہاتھی دانت) کے گنگن خرید لاؤ۔

۱۵۔ سفر میں ساتھ لے جانے کے لیے ازواج مطہرات کے نام پر قرعہ ڈالا جاتا جس  
زوجہ محترمہ کا نام نکل آتا اسے ہی رفاقت کی سعادت میسر آتی۔

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سواری پر سوار ہونے کے لیے رکاب میں  
پاؤں رکھتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ پھر سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر  
کہتے پھر یہ دعا مبارک پڑھتے۔

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقِرِّينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا  
لَمُنْقَلِبُونَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ  
مَا تَرْضَىٰ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَطَوِّبْ لَنَا بَعْدَهُ - اَللّٰهُمَّ  
اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ  
مِنَ وَعْتَاةِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ -

پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری ہمارے لیے مسخر فرمائی جبکہ ہم اسے قابو میں  
نہیں کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف پلٹے والے ہیں۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں  
بھلائی، پرہیزگاری اور تیرے پسندیدہ اعمال کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان

فرارے اور اس کی دوریوں کو لپیٹ دے۔ اے اللہ۔ تو میرا سفر میں ساتھی ہے اور میرے اہل و عیال میں میرا نائب ہے۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر کی سختیوں سے، میرے انتظار سے اور خاندان و مال میں بڑی واپسی سے پناہ مانگتے ہیں۔

جب واپس پلٹتے تو یہی دعا پڑھتے اور ان الفاظ کا اضافہ فرمادیتے اَبُوْنَ تَمَّامُ بْنُ عَابِدُوْنَ لِرَبِّتِنَا حَامِدُوْنَ۔ (ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں اور رب کے ثنا گو ہیں)

یہ بہت پیاری اور جامع دعا ہے اسے یاد کریں اور اپنے سفروں میں پڑھیں۔

۱۷۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو سفر کے لیے رحمت فرماتے تو اس سے دعا کا مطالبہ فرماتے کہ بھیجیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منکسر المزاجی۔

۱۸۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد، حج و عمرہ وغیرہ سے واپس ہوتے تو ہر بلندی پر تین مرتبہ تکبیر کہتے پھر فرماتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَبُوْنَ تَمَّامُ بْنُ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّتِنَا حَامِدُوْنَ پڑھتے۔

### ۱۹۔ غزوات و سرایا؛

غزوہ وہ جنگ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت فرمائی۔

اور سرایا وہ فوجی مہم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائی مگر خود شامل نہ

ہوئے۔ سرایا کی تعداد ۵۲ اور کل غزوات کی تعداد ۲۷ ہے۔ غزوات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ابواء (۲) بواط (۳) بدر اُدنی (۴) ذوالعشیرہ (۵) غزوہ بدر کبریٰ (۶) بنو قینقاع (۷)

سویق (۸) بنو سلیم (۹) غطفان (۱۰) احد (۱۱) حمراء الاسد (۱۲) بنو نضیر (۱۳) بدر ثانی

(۱۳) دو ممتہ الجندل (۱۵) بنو مصطلق (۱۶) احزاب (۱۴) بنو قریظہ (۱۸) بنو لحيان (۱۹)  
 غایہ (۲۶) حدیبیہ (۲۱) وادی القریٰ (۲۲) ذات الرقاع (۲۳) فتح مکہ (۲۴) حنین  
 (۲۵) طائف (۲۶) خیبر (۲۴) تبوک۔

## باب نمبر ۱۲

### اوراد

#### ۱۔ استغفار:

۱۔ استغفار کا مطلب ہے بخشش مانگنا یہ اللہ کریم کو بہت پسند ہے۔ اسی  
 لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کثرت کرتے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ دروازہ  
 توبہ جس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے اس وقت تک بند نہ ہو گا جب تک سورج مرتب  
 سے طلوع نہ ہو۔

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کی قسم میں ایک دن میں ۷۰ بار سے زیادہ رب سے مغفرت مانگتا ہوں۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو دیکھو میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (ابو ہریرہ رض)

۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو ایک مجلس میں سو بار شمار کر لیتے تھے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

۴- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص "أَسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَالتَّوْبُ إِلَيْهِ" پڑھے تو اسے بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو، زکیرہ گناہ کا مرتکب ہو (حضرت بلال بن لیسا رض)

۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یہ ہے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا سَطَعْتُ - أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں پس تیرے عہد اور وعدے پر ہوں۔ جہاں تک میری طاقت ہے اے میرے پیارے اللہ میں ہر اس بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں جسے میں نے کیا۔ میں تیری اس نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر انعام کی گئی ہے میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے عہدے گناہوں کو کوئی بخشتے والا نہیں ہے۔

حدیث میں ہے جو شخص یقین قلبی کے ساتھ دن کو یہ کہے اور مر جائے۔ تو اہل جنت میں سے ہوگا اور جو رات کو یقین سے پڑھے اور پھر مر جائے تو وہ بھی اہل جنت میں سے ہوگا۔ (شہادین اولیٰ رض)

## ۲۔ افضل کلمات :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل کلام چار ہیں۔ سبحان اللہ والحمد لله وکلا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ دوسری حدیث میں ہے کہ یہ کلمات مجھ پر اس شے سے پیارے ہیں جن پر سورج طلوع ہوا۔ (پورے جہاں سے) تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک دن درخت پر لاٹھی مارتے تھے جب پتے جھڑتے تھے تو فرماتے تھے ان مذکورہ کلمات سے اسی طرح گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر صبح کو سو بار سبحان اللہ کہے اور سوا بار شام کو تو اس طرح ہوگا جیسے سو حج کرے اور جو صبح کو سو بار الحمد لله پڑھے اور سوا بار شام کو تو اس طرح ہوگا جو سو گھوڑے اللہ کی راہ میں خیرات کرے اور جو صبح و شام ۱۰۰ بار لا الہ الا اللہ پڑھے تو اس طرح ہوگا جو اولاد اسمعیل سے ۱۰۰ غلام آزاد کرے اور جو صبح و شام سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھے تو قیامت کے دن کوئی بھی اس سے زیادہ نیکیاں نہیں لاسکے گا سوائے اس آدمی کے جو انہی کلمات کو زیادہ پڑھ کر آئے گا۔ مزید فرمایا بہترین ذکر لا الہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمد لله ہے۔

۲۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ جو سو مرتبہ پڑھے گا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ افضل کلام یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فرشتوں کے لیے چنا۔ چنانچہ فرشتے یہی تسبیح پڑھتے ہیں۔ جو آدمی سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ پڑھے اس کے لیے جنت میں درخت لگایا جائے گا سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ دوا ایسے کلمات ہیں جو زبان پر بلکہ خدا کو بہت محبوب اور میزان میں بہت وزنی ہیں۔

۳۔ جو آدمی دن میں سو مرتبہ لا الہ الا اللہ وحمدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے

کا ثواب لکھا جائے گا۔ سونکیاں ملیں گی۔ سوگناہ معاف ہوں گے اور وہ شیطان سے دن بھر محفوظ رہے گا یہاں تک کہ شام ہو جائے قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی عمل نہ لاسکے گا سوائے اس کے جو اسی کو زیادہ پڑھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو آدمی صبح کھریہ کلمہ پڑھے تو اسے اولاد اسمعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ دس گناہ معاف ہوں گے۔ دس درجے بلند ہو جائیں گے۔ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اگر یہی کلمہ شام کو کہے تو اتنا ہی اجر ملے گا۔ سبحان اللہ تعالیٰ کی سٹاپس لامحدود ہیں۔

۴۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا اور دل میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عبداللہ بن تیس رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بناؤں میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ دوسری حدیث میں ہے کہ یہ کلمہ زیادہ پڑھا کرو یہ جنت کا خزانہ ہے۔ جو کوئی پڑھا کرے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا مَنجَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا بِاللَّهِ تو اللہ کریم اس سے مصیبتوں کے، دروازے بند کر دے گا جن میں سے ادنیٰ فرقہ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ کلمہ ۹۹ بیماریوں کی دوا ہے جس میں ادنیٰ غم ہے۔

۵۔ جو آدمی نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد بغیر بات کیے سات مرتبہ پڑھے  
اللَّهُمَّ اجِرْنِي مِنَ النَّارِ تو اس رات کو اگر وہ مر جائے تو دوزخ سے آزاد ہے اور اگر صبح کی نماز کے بعد پڑھے اور دن کو مر جائے تو دوزخ سے آزاد ہے۔

۶۔ جو شخص صبح و شام تین مرتبہ رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَرَسُولًا پڑھے وہ اللہ کے ذمہ کرم پر ہوگا کہ قیامت کے دن اسے راضی کر دیا جائے۔

۷۔ جو شخص صبح کو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَحْبِبْنَا لَشُهَدَاكَ وَنَشْهَدُ حَمَلَةَ  
عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ  
وَخَدَّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ دَانَ مُحَمَّدًا اَعْبُدُكَ وَرَا سُوْلَكَ۔ تو دن کے گناہ  
معاف ہو جائیں گے اور اگر شام کو پڑھے تو رات کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ترجمہ: اے اللہ! ہم نے صبح کی۔ ہم تجھے اور حاملین عرش کو اور تیرے فرشتوں  
اور تیری ساری مخلوق کو گواہ کرتے ہیں کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق  
نہیں۔ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے  
ورسول ہیں۔

### ۳۔ اللہ کے نام کا ذکر اور ذکر:

- ۱۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا  
ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے  
دل میں یاد کرتا ہوں اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں (ملائکہ کے مجمع میں) ابو ہریرہؓ
- ۲۔ جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرنے ان کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے۔ (ابو موسیٰؓ)
- ۳۔ کوئی قوم جب اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتی ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت  
انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس دالے  
(مقربین) فرشتوں میں کرتا ہے۔ (ابو ہریرہؓ)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے کی پالش ہے اور دلوں کی پالش  
ذکر اللہ ہے۔ فرمایا کوئی شے اللہ کے عذاب سے ذکر اللہ سے زیادہ نجات نہیں دیتی  
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں جہاد بھی اتنا نہیں بچاتا، فرمایا نہیں اگرچہ  
غازی اپنی تلوار سے کفار کو مارے حتیٰ کہ تلوار ٹوٹ جائے (ابن عمرؓ)

۵۔ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جو انہیں یاد کرے اور ان کا ذکر کرے جنت میں

جائے گا۔ یہ اسماء عموماً قرآن پاک کے پہلے صفحے پر مرقوم ہوتے ہیں۔ (ابو ہریرہ رضی)  
 ۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین عمل نہ بتاؤں جو رب  
 کے نزدیک بہت پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بلند کرنے والا اور تمہارے سونا چاندی  
 خیرات کرنے سے افضل ہو۔ اور تمہارے جہاد کرنے سے بھی بہتر ہو۔ جہاد بھی ایسا جس  
 میں تم شہید ہو جاؤ اور تم ان کو قتل کر دو۔ صحابہ بولے یا رسول اللہ ضرور بتلیئے فرمایا  
 وہ اللہ کا ذکر ہے۔ (ابو درداء رضی)

۷۔ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے احکام  
 شریعت بہت ہیں آپ مجھے ایسی شے بتائیں جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں۔ جواباً  
 فرمایا تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (عبد اللہ بن بسر رضی)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون لوگ اللہ کے نزدیک افضل اور  
 قیامت کے دن بلند درجہ والے ہوں گے فرمایا اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں  
 (ابو سعید رضی)

۹۔ حضرت مالک رضی سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس کا مفہوم پیش خدمت  
 ہے۔ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک درختوں میں ایک ہر ادرخت  
 ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔ اللہ تعالیٰ اسے زندگی میں ہی جنتی ٹھکانا دکھا  
 دیتا ہے اور غافلوں میں ذکر کرنے والے کی بخشش انسانوں اور جانوروں کے برابر ہوتی ہے۔

### ۴۔ نفی اور اثبات کا ذکر:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر نفی اثبات کا ذکر کہلاتا ہے کیونکہ اس کا پہلا حصہ نفی  
 اور دوسرا حصہ اثبات پر مشتمل ہے۔ سلسلہ چشتیہ میں اس کا ورد کرایا جاتا ہے۔ اس کی  
 فضیلت میں ایک حدیث سپرد قرطاس کی جا رہی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی شے سکھائیے جس سے تجھے یاد کروں اور تجھے پکارا کروں فرمایا اے موسیٰ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا کرو۔ تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا رب یہ تو سارے بندے ہی پڑھتے ہیں میں تو کوئی خاص شے مانگتا ہوں تو اللہ نے فرمایا اے موسیٰ اگر سات آسمان اور میرے سوا ان کی ساری آبادی اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رکھا جائے تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سب پر بھاری ہو جائے۔

### ۵۔ اللہ کی رحمت کی انتہا؛

حدیث قدسی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آدمی ایک نیکی کرے اس کے لیے دس نیکیوں کا اجر ہے اور میں زیادہ بھی دوں گا۔ اور جو آدمی برائی کرے تو اس کی سزا ایک برائی کے برابر ہی دوں گا۔ اور اگر چاہوں تو بخش بھی دوں گا۔ جو آدمی میرے قریب ایک بالشت ہوگا۔ میں اس کے نزدیک ایک ہاتھ ہوں گا جو میرے نزدیک ایک ہاتھ ہوگا۔ میں اس کے نزدیک ایک باع ہوں گا جو مجھے اس حال میں ملے کہ اس کے گناہ زمین بھر میں لیکن اس نے شرک نہ کیا ہو تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اسے ملوں گا۔

باب نمبر ۱۵

## مستون دعائیں

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لیشانیوں اور تکلیفوں کے وقت فرماتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔ کبھی یا حی یا

يَا قِيَوْمِ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ فَرَلْتَنِي - (ابن عباس رض)

۲- غصہ کے وقت اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھا جائے۔

۳- جب مرغابو لے اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ پڑھا جائے کیونکہ وہ

فرشتہ رحمت دیکھ کر اذان دیتا ہے اور جب گدھے کا آواز سنے تو اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر مہینگتا ہے (ابو ہریرہ رض)

۴- جو آدمی کسی منزل پر اترے تو کہے اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَيْءٍ

مَا خَلَقَ۔ تو جب تک اس منزل سے کوچ نہ کرے اسے کوئی چیز ضرر نہ دے گی۔

جو آدمی یہ کلمات صبح کو پڑھے تو شام تک کوئی شے اسے گزند نہ پہنچائے گی۔ اگر رات کو

کہے تو رات کو کوئی موزی شے اسے ایذا نہ دے گی۔ یہاں تک کہ زہریلے بچھو اور

سانپ وغیرہ نہ کاٹیں گے۔ (حضرت خولہ بنت حکیم رض)

فائدہ: میں نے اس کلمہ کی کلمات کا بارہا مظاہرہ دیکھا بعض اوقات رات کو سفر

کیے تو سفر سے پہلے یہ کلمات کہہ لیے تو سفر کے دوران کا ٹٹا بھی نہ چھجا۔ ایک دفعہ رات

کے سفر کے دوران جنات نے ہمیں پتھر مارنے شروع کر دیئے تو میں نے یہ کلمات پڑھے

تو فوراً بند ہو گئے۔ ان ہی کلمات کی برکت ہے کہ آج تک مجھے کوئی موزی شے نہ کاٹ سکی۔

۵- نئے چاند کے دیکھنے پر یوں فرماتے اللّٰهُمَّ اَهْلِكْ بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ

وَالسَّلَامِ سَائِيًّا وَسَائِبًا بِاللّٰهِ - (طلحہ بن عبد اللہ رض)

۶- جو کسی بیماری میں مبتلا آدمی کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِنْ مَّا ابْتَلَاكَ وَفَضَّلَنِيْ وَعَلَى كَثِيْرٍ مِّنْ

خَلْقٍ تَفَضَّلَا۔ تو وہ آدمی بلا میں گم فتنہ ہو گا۔

۷- جو باناریں جا کر لایا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ

وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ

علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ۔ تو اللہ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے، دس لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (عمر بن)

۸۔ جب آدمی گھر سے نکلے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلٰی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ تو اسے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی۔ کفایت دی گئی اور محفوظ کر دیا گیا۔ شیطان اس سے دور بھاگتا ہے اور دوسرا شیطان اسے کہتا ہے کہ تجھے اس آدمی سے کیا تعلق ہے جو ہدایت دیا گیا۔ کفایت دیا گیا اور محفوظ کر دیا گیا۔ (انس)

۹۔ جب آدمی گھر میں داخل ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْجِیْ وَخَیْرَ الْمُنْخَرِجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلٰی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔

(مالک بن اشعری رض)

ترجمہ: اے میرے اللہ میں تجھ سے داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہم گھر میں داخل ہوئے اور ہم اپنے رب اللہ پر توکل رکھتے ہیں۔

۱۰۔ جب آدمی اپنی دلہن کو دیکھے یا خادم خریدے تو کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ۔

جب اونٹ خریدے تو اس کا کان پکڑ کر یہ کہے۔ (عمر بن شعیب رض)

۱۱۔ حضرت ابو سعید رض خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ دعائے سکھا دوں کہ جب تم اسے پڑھو تو اللہ تمہارے غم مٹا دے اور تمہارا قرض اتار دے فرمایا صبح و شام پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ السُّهْمِ وَالْحُرْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعُجْرِ وَ الْكُسْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدِّیْنِ

وَقَلِّبْ الرِّجَالَ -

یہ دعا بہت مجرب ہے اللہ تعالیٰ قرضے اور غم مٹا دیتا ہے اس کی برکت سے۔

۱۳- جب آندھی چلتی تو یہ دعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ  
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ آندھیوں  
پر لعنت کرتے سے منع فرماتے۔ کہتے وہ اللہ کے اذن سے ہیں۔

۱۴- پاش برستے وقت یہ دعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ صَيِّبْنَا فِئًا (اے اللہ نفع بخش بارش بہ)

۱۴- جب کسی قوم سے خطرہ محسوس ہوتا تو یہ دعا فرماتے۔

اللَّهُمَّ نَجِّعْكَ فِي نَعْوِ رِهِمْ وَنَعْوِ ذِيكَ مِنْ شَرِّ رِهِمْ۔

۱۵- نظر بد سے بچاؤ کے لیے بچوں کے لیے یہ دعا فرماتے۔

أَعِيذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَكُلِّ  
عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔

۱۶- اچھی خبر سن کر فرماتے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

۱۷- جب بڑی خبر سنتے تو فرماتے الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔

۱۸- صبح و شام کو حضور یہ دعا فرماتے۔

اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَ

بِكَ النُّشُورُ۔

اے اللہ ہم نے تیری بدولت صبح کی اور تیری ہی بدولت شام۔ اور تیرے سہارے

ہی جیتے ہیں اور تیری تقدیر سے ہی مرتے ہیں اور تیری طرف ہی اٹھ کر جانا ہے

(مرنے کے بعد قیامت کے دن)

۱۹۔ نماز کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل دعائیں منقول ہیں۔  
 (۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لَا مَا نِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُخْطِ  
 لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

(۱۱) کبھی اپنا دایاں ہاتھ مبارک سر پر رکھ کر یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي ر  
 الْهَمَّ وَالْحُرْنَ -

(۱۱) یہ دعا بھی پڑھتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن کویہ دعا سکھائی اور فرمایا اسے ہر  
 نماز کے بعد پڑھنا اور کبھی نہ چھوڑنا۔

اللَّهُمَّ. أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحَسَنِ عِبَادَتِكَ

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ  
 فَاعْفُرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

۲۲۔ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یہ کلمات سکھائے۔

۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار اللہ اکبر اور ایک بار چوتھا کلمہ۔ یہ تعداد

۳۳ سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳۔ اللہ اکبر ۳۳ بھی منقول ہے۔ اگر آدمی کے گناہ سمندر کی جھاگ  
 کے برابر بھی ہوں تو بخش دیئے جائیں گے۔

۲۳۔ جو شخص صبح و شام یہ دعائیں مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اسے

کافی ہوگا۔ حَبِيبِي اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

۲۲- ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دنیا مجھ سے پھر گئی اور میں خالی ہاتھ رہ گیا  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلوع فجر سے نماز صبح تک سو بار یہ دعا پڑھا کرو  
 تو دنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ -

باب نمبر ۱۶

## مستقرات

معمولات و فرامین

- ۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے کوئی چیز لیتے تو دائیں ہاتھ سے لیتے اور  
 دیتے تو بھی دائیں ہاتھ سے۔
- ۲- جب خط لکھواتے تو سب سے پہلے بسم اللہ لکھواتے پھر یوں عبارت شروع  
 کرواتے۔ من محمد الی۔۔۔۔۔ خلتے پر ہر لگواتے۔
- ۳- اچھے نام رکھنے کی تلقین فرماتے برے نام بدل دیتے۔ حُزن کی بجائے سہل  
 عاصیہ کی بجائے جمیلہ نام تجویز فرماتے۔
- ۴- آدمی کے نام میں خوشی، برکت اور کامیابی کا مفہوم ہوتا تو اس سے اچھی فال لیتے۔
- ۵- جن لوگوں کے ناموں میں لڑائی جھگڑے یا نقصان کا معنی شامل ہوتا اسے کوئی  
 کام نہ سونپتے۔
- ۶- شور۔ ہنگامہ اور ہڑبونگ اچھی نہ لگتی۔ سکون۔ وقار۔ نظم اور تربیت کی تعلیم دیتے۔
- ۷- مہمان کے احترام کا حکم فرماتے لیکن مہمان کو تین دن سے زیادہ کہیں قیام کرنے کو منع فرماتے۔
- ۸- اپنے مہمان کے ساتھ دروازے تک جلتے اور اس کا حکم دیتے۔
- ۹- نجومیوں کے پاس جانے سے منع فرماتے۔ جو ان کے پاس جا کر کچھ پوچھے تو اس  
 کی ۴۰ رات کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔

نوٹ: بعض اوقات نجومیوں کی بات درست ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے احکام الہی کا عنان بادل میں اتر کر تذکرہ کرتے ہیں۔ تو شیطان کوئی بات اچک لیتا ہے پھر وہ نجومی کو بتاتا ہے ساتھ اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا کر۔ مزید فرمایا علم نجوم جادو کا حصہ ہے۔ جو نجومی کے پاس جائے اور اس کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق کرے یا اپنی بیوی کے پاس حالت حیض میں جائے یا تیچھے سے صحبت کرے تو وہ شریعت محمدیہ سے بری ہو گیا۔ یعنی اس کا شریعت میں کوئی مقام نہیں سخت گنہگار ہے۔

۱۰۔ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس میں کٹا یا تصویر ہو۔ (تصویر سے مراد فوٹو۔ مجسمہ اور قلمی تصویر سب داخل ہیں) مزید فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب مصوروں (فوٹو گرافروں) کو ہوگا۔ ہر تصویر ساز آگ میں ہوگا اور ہر تصویر کے عوض ایک ذات بنائی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔

۱۱۔ جو آدمی زرد شیر دہا رجیت والا جو (کا کھیل کھیلے گویا اسے اپنے ہاتھ نختزیر کے گوشت اور خون میں رنگ لیے۔ نیز شطرنج کھیلنے سے ممانعت فرمائی۔

۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، جوئے، طبعے، باجے اور حبشی شراب سکر کے سے منع فرمایا۔

۱۳۔ ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے دوڑتے ہونے دیکھ کر فرمایا "شیطان شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔"

۱۴۔ حرام چیزوں سے دبا کرنے کی ممانعت فرمائی (ابوداؤد) فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا نہیں رکھی۔ شراب دوا نہیں بلکہ زری بیماری ہے۔ نیز فرمایا کہ شہد شراب کا نعم البدل ہے یعنی جہاں شراب سے علاج کرنا پڑے وہاں شہد استعمال کر۔

۱۵۔ عبد اللہ اور عبدالرحمن نام بہت پسند فرماتے۔ یسار۔ نافع۔ مالک الاملاک۔ رباح۔ نوح اور افلح نام رکھنے سے منع فرمایا۔ عاص۔ عاصیہ۔ عزیز۔ عتبہ۔ شیطان۔ حکم۔ غراب

حباب اور شہاب وغیرہ نام بدلے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے والد کے ناموں سے پکارے جاؤ گے پس اپنے نام اچھے رکھو۔ یہ بھی تجویز فرمایا کہ انبیاء کے نام رکھو۔ حارث۔ ہمام بت کے نام اور حرب و مرہ بہت برے نام ہیں۔

۱۶۔ نہریا رت قبور: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا پس اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد کر داتی ہے (ابن مسعود رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آخر شب کو جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور جا کر یہ کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْتُمْ مِمَّا تُوْعَدُوْنَ عَذَابًا مُّوجَلًا وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لِلْحَقُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرَقِدِ۔

۱۷۔ صیت پیروں ونا: میت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنسوؤں سے روتے۔ حضرت عثمان بن مظعون رض پر آپ پر نم تھے اور عثمان کو بوسہ بھی دیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم کے وصال پر بھی آنسو بہائے۔ یہ ارشاد فرمایا کہ جو آدمی رنسا پٹیے، گریبان پھاٹے اور جہالت کی باتیں منہ سے نکالے وہ ہم میں سے نہیں ہے (عبداللہ بن مسعود رض)

ایک اور ارشاد مقصد ہے کہ اگر توبہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت میں اس طرح کھڑی ہوگی کہ اس پر لال کا لباس اور جرب کی قمیض ہوگی۔ یہ لباس بہت خارش پیدا کرتا ہے اور بہت جلدی آگ پکڑتا ہے۔

۱۸۔ جب بجلی کرکٹی تو فرماتے سُبْحٰنَ الَّذِیْ یَسْبِغُ الرِّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَ اَلْمَلٰئِکَةُ مِنْ خِیْفَتِہٖ حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرمایا کرتے تھے کہ اگر کرک کے وقت کوئی آدمی یہ دعا پڑھے اور اگر وہ ہلاک ہو جائے تو اس کا خون بہا میرے ذمہ ہے یعنی وہ ہلاک نہیں ہو سکتا

۱۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کی سوتھلا بہت پسند فرماتے۔ جب آپ کے



پاس باریاں سو سے تجاوز کر نہیں تو ایک کو ذبح کر ڈالتے۔

۱۹۔ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے پر بہت ناراض ہوتے اور فرماتے لَا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ صَالَتَكَ (اللہ تعالیٰ مجھے تیری گم شدہ چیز نہ لوٹائے)

۲۰۔ غم کے وقت، دورانِ صدمہ آپ اپنا دست مبارک سر اور دائرہ صحنی مبارک پر بار بار پھیرتے۔ ریش مبارک میں انگلیوں سے خلل کرتے اور فرماتے نَحْسِبِي اللَّهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ (مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔)

۲۱۔ خوشی کے وقت نظر نیچے کر لیتے۔

۲۲۔ صدقہ وغیرہ کی رقم فوراً مستحقین میں تقسیم فرمادیتے۔

۲۳۔ گرمی کے موسم میں جب بارش ہوتی تو اپنا کرتا مبارک اتار دیتے اور بدن مبارک کو اس مبارک پانی سے تر کرتے اور فرماتے إِنَّهَا حِدِيثَةٌ مِنْ رَبِّي۔ یہ میرے رب کی طرف سے نئی نئی (نعمت) آئی ہے۔

۲۴۔ لیکن دینِ دائیں ہاتھ سے کرتے۔ بائیں ہاتھ سے صرف ناک صاف فرماتے۔ استنجی کرتے اور جوتی وغیرہ اٹھاتے۔

۲۵۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غریب مسکین صحابہ سے بہت محبت فرماتے ان کی دل جوئی فرماتے۔ ان کے پاس بیٹھتے۔ انہیں جنت میں پہلے جانے کی بشارت دیتے اور خود دعا کرتے۔

۱۔ اللہ۔ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔

۲۔ اللہ مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما۔

۲۶۔ کسی کے دروازے کے سامنے کھڑا ہونے سے منع فرماتے۔ اجازت لینے کی صورت

میں بھی علیحدہ کھڑا ہونے کی تلقین فرماتے۔ اور خود بھی ایسا ہی کرتے۔

۲۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پر اتنے شفیق تھے کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر

کوئی مفروض مسلمان فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع دو اس کا میں فرضاً ادا کر دوں گا اور اگر کوئی مسلمان مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کا ترکہ اس کے ورثا میں تقسیم کیا جائے۔

۲۸۔ سادگی کو بہت پسند فرماتے۔ گھر بلبو ضروریات کے علاوہ گھر میں کچھ نہ رکھتے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑے استعمال فرماتے۔ گھر میں آکر کھانا نہ مانگتے۔ اگر کسی نے لاکر رکھ دیا تو کھا لیا ورنہ فضاغت کر لی۔

۲۹۔ بے زبان جانوروں پر بہت تڑس کھاتے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک کمزور ادنیٰ دیکھ کر فرمایا ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان پر اچھی حالت میں سواری کرو اور انہیں اچھی حالت میں چھوڑو یعنی انہیں مناسب خوراک دو اور انہیں زیادہ بھی نہ ٹھکائو۔

۳۰۔ وعدے کی پابندی کی بہت تاکید فرماتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ وعدہ خلافی منافق کی علامت ہے۔ انتہائی مشکل حالات میں بھی وعدہ پورا کرنے کی تلقین فرماتے۔ جنگ بدر کے دن جب مسلمانوں کی تعداد انتہائی کم تھی اس دن دو اصحابیوں کو لڑنے سے صرف اس لیے منع فرمایا کہ انہوں نے کفار سے اس شرط پر ربائی پائی تھی کہ وہ جنگ میں حصہ نہ لیں گے۔

۳۱۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ... ۹۰ درہم مسجد میں پڑے پڑے خیرات کر دیئے۔ جب کچھ نہ رہا تو ایک آدمی آیا تو آپ نے اسے فرمایا کہ میرے نام پر فرض لے لے جب میرے پاس ہو گا تو ادا کر دوں گا۔ سبحان اللہ۔

۳۲۔ جانداروں کو زندہ جلانے سے منع فرماتے۔ آپ کہتے کہ مخلوق کو آگ کا عذاب صرف قائل ہی دے سکتا ہے۔

(نوٹ) ہمیں چیز نیٹوں اور چوہوں اور شہد کی مکھیوں وغیرہ کو جلانے سے باز آنا چاہیے۔

۳۳۔ آپ ارشاد فرماتے کہ پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گے تو ان کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو۔ وہ پانچ بد خصلتیں

مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فحش و بے حیائی۔ جب کسی قوم میں بے حیائی پھیلتی ہے تو اس کی وجہ سے قوم پر لعنت و پھسکار پڑ جاتی ہے۔ ان میں طاعون اور ایسے امراض پھیلتے ہیں کہ ان کے بٹروں نے کبھی نہ دیکھے نہ سنے۔

(۲) ناپ تول میں کمی کرنا۔ جب کوئی ناپ تول میں کمی کرتا ہے تو قحط اور گجراتی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ان پر لوگوں کے مطالبے اور قرضے بڑھ جائیں گے۔ ان کے حکام ان پر ظلم کریں گے۔

(۳) خدا اور اس کے رسول کا عہد توڑنا۔ اور جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی تو اس پر دشمن مسلط ہو جاتے ہیں جو ان کے احوال نا جائز طریق پر چھین لیتے ہیں۔

(۴) قرآنی احکام نافذ نہ کرنا۔ جب مسلمان احکام قرآن نافذ نہیں کریں گے تو آپس میں اختلاف اور جنگ پھڑ جائے گی۔

(۵) زکوٰۃ میں کوتاہی کرنا۔ جب کوئی قوم زکوٰۃ زکوٰۃ دینے میں کوتاہی کرتی ہے تو بارش وقت پر نہیں ہوتی۔ اگر بہائم اور جانور نہ ہوتے تو ایسے لوگوں پر کبھی بارش نہ ہوتی۔

۳۴۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

تو اگر ان کے نصیب میں اس صحبت میں بچہ ہو تو اسے شیطان کبھی نقصان نہ دے سکے گا۔

۳۵۔ جو آدمی بادشاہت و گورنری وغیرہ کی خواہش کرتا تو آپ اسے حاکم نہ بناتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ قسم! ہم امور دین و شریعت کا والی اس شخص کو مقرر نہیں کیا کرتے جو ہم سے ولایت کا طالب ہو اور نہ اس شخص کو جو اس کی حرص رکھتا ہو۔

۳۶۔ جہاد کے بارے میں جب کسی آدمی کو منصب سالاری سے نوازتے تو اسے پرہیزگاری کی تلقین فرماتے اور اپنے ساتھیوں سے نیکی کرنے کی ہدایت فرماتے۔

۳۷۔ جب کوئی مقام فتح ہو جاتا تو وہاں تین دن تک قیام فرماتے۔ فتح کی خوشخبری سن

کر سجدہ شکرہ بجالاتے۔ میدان جنگ میں خوب شجاعت کا مظاہرہ فرماتے۔

۳۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض الموت میں اعلان کیا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا فرض ہو یا میں نے کسی کی جان و مال یا آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ مجمع میں سناٹا چھا گیا۔ ایک شخص نے چند درہم کا مطالبہ کیا جو پورا فرما دیا گیا۔

۳۹۔ بعض اوقات چیز خرید کر بطور ہدیہ اسی آدمی کو عطا فرما دیتے۔ یہ محبت برطمانے کے لیے ہوتا۔ ایسا واقعہ حضرت عمرؓ اور حضرت جابرؓ سے پیش آیا۔

۴۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو غسلے کو صحابہ اپنے جسم پر مل لیتے۔ جسے یہ پانی نہ ملتا وہ دوسرے کے جسم سے تراوت حاصل کرتا۔ یہ بھی صحابہ کی انتہائی عقیدت جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

۴۱۔ رہبانیت (گوشہ نشینی) سے منع فرماتے۔ ایک دفعہ جب ایک صحابی نے رہبانیت کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا "میں یہودیت اور نصرانیت لے کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ آسمان اور سہل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں۔"

۴۲۔ قوم کے معزبین کا اہرام فرماتے۔ انہیں اسلام لانے کے بعد اپنی طرف سے قوم پر متولی اور سردار مقرر کرتے۔

۴۳۔ دوستوں کی خبر گیری فرماتے اور ان کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے۔ اچھی باتوں کی تحسین فرماتے اور بُری باتوں کو زائل کر دیتے۔

۴۴۔ جب کسی کو پکارنا چاہتے اور اس کا نام آپ کو معلوم نہ ہوتا تو اسے "یا ابن عبد اللہ" (اے اللہ کے بندے کے بیٹے) کہہ کر پکارتے۔

۴۵۔ عورتوں سے بیعت دو طریقوں سے لی۔ چادر مبارک کا ایک سرا عورت کو پکڑتے اور دوسرا خود پکڑتے۔ ہاتھ بالکل نہ ملاتے یا پانی کے برتن میں پہلے اپنا ہاتھ مبارک ڈبوتے اور پھر عورت ڈبوتی۔

- ۲۶ - مقروض کا جنازہ نہ پڑھاتے بلکہ صحابہ کو پڑھانے کا حکم فرمادیتے۔
- ۲۷ - غلاموں، مظلوموں اور بھوکوں پر بہت ترس کھاتے۔ ایک دفعہ ایک آقا کو اپنے غلام کو مارتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تجھ پر زیادہ قدرت ہے جتنی اس غلام پر حاصل ہے۔ اسی طرح ایک غریب صحابی خیابین شریلی نے کسی کے باغ سے کھجوریں توڑیں۔ تو مالک باغ نے ان کے کپڑے اتار دیا لیے اور مارا بھی۔ اور معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا تو آپ نے سن کر فرمایا یہ جاہل تھا اسے تعلیم دینی تھی۔ یہ بھوکا تھا اس کو کھانا کھلانا تھا۔ پھر اس کے کپڑے دلوائے اور اپنے پاس سے ۶۰ صاع غلہ عنایت فرمادیا۔
- ۲۸ - آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی تکریم کرتے۔ اور نبض نفیس ان کی خدمت کرتے۔

باب نمبر ۱

## سیرت ایک نظر میں

- ۱- پیدائش : موسم بہار ۲۲ اپریل ۵۷۱ء - یکم جیٹھ ۶۲۸ء بکری - بارہ ربیع الاقل بوقت صبح صادق بروز سوموار - بعض محققین کے نزدیک آپ ۹ ربیع الاقل کو تولد ہوئے۔
- ۲- رضاعت : پیدائش کے بعد دو تین دن تک ثوبیہ (کنیز ابولہب) کا دودھ پیا پھر باقاعدہ دو روز رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہ رض کے گھر تقریباً ۲ سال۔
- ۳- والدہ کا انتقال بہ عمر ۶ سال۔
- ۴- دادا جان کا انتقال بہ عمر ۸ سال۔
- ۵- پہلا سفر شام (حضرت ابوطالب کے ہمراہ) ۱۲ سال بحیرہ رباب کا مشہور واقعہ اسی سفر میں پیش آیا۔
- ۶- جنگ خبار - بعمر ۱۵ سال۔
- ۷- حلف الفضول - بعمر ۱۶ سال۔
- ۸- شام کا سفر تجارت بعمر ۲۳ سال ۲۴ سال۔
- ۹- حضرت خدیجہ رض سے نکاح بعمر ۲۵ سال - ۵۶۲ - ۱۰ دن۔
- ۱۰- غیبی اسرار کھلنے لگا - ۷ سال قبل از اعلان نبوت بعمر ۳۳ سال۔
- ۱۱- حجر اسود کو نصب کرنے کا واقعہ بعمر ۲۵ سال۔
- ۱۲- بعثت بعمر ۴۰ سال ۱۱ دن - ۹ ربیع الاقل ۱۱ سال میلاد۔
- ۱۲ فروری ۱۱۷۱ء بروز سوموار۔
- ۱۳- آغاز نزول قرآن - ۱۸ رمضان ۱۱ سال بعثت بروز جمعہ رات کے بعد۔
- ۱۷ اگست ۱۱۷۱ء

- ۱۲- اعلان نبوت ۳ھ بعثت
- ۱۵- ہجرت حبشہ، رجب ۲۵ھ سال میلاد ۳ھ بعثت
- ۱۶- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا قبول اسلام ۶ھ بعثت
- ۱۷- شعب ابی طالب میں نظر بندی - یکم محرم ۳۴ھ میلاد
- ۱۸- نظر بندی کا خاتمہ - ۹ھ بعثت کے آخر میں۔
- ۱۹- عام الحزن ۳ھ نبوی۔
- ۲۰- سفر طائف - جمادی الثانی ۵ھ میلاد
- ۲۱- معراج - ۲۷ رجب ۵ھ میلاد سوموار شب
- ۲۲- فرضیت نماز رجب ۵ھ میلاد سوموار شب
- ۲۳- مدینہ میں اسلام کا آغاز - ذی الحجہ ۵ھ میلاد
- ۲۴- وفد مدینہ (۶ افراد) کا قبول اسلام - ذی الحجہ ۵ھ میلاد
- ۲۵- بیعت عقبہ اولیٰ (۱۲) افراد کا قبول اسلام، ذی الحجہ ۵ھ میلاد
- ۲۶- بیعت عقبہ ثانی (۷۵) افراد کا قبول اسلام، ذی الحجہ ۵ھ میلاد ۳ھ بعثت
- ۲۷- ہجرت - مکہ سے غار ثور - ۲۷ صفر شب ۵ھ میلاد ۳ھ بعثت
- غار ثور سے روانگی - یکم ربیع الاقل بروز سوموار - ۱۶ ستمبر ۶۲۱ھ
- قبائیں تشریف آوری بروز سوموار ۸ ربیع الاقل ۵ھ میلاد - ۲۳ ستمبر ۶۲۱ھ
- قبلے سے مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاقل ۵ھ بروز جمعہ
- ۲۸- مسجد نبوی کی بنیاد - ربیع الاقل ۵ھ
- ۲۹- ہاجرین و انصار میں مواعظ ۵ھ
- ۳۰- یہود سے معاہدہ وسط ۵ھ
- ۳۱- فوجی دفاعی دستے روانہ کیے جانے لگے - ساتویں ماہ کے شروع میں ۵ھ

- ۳۲ - حضرت عائشہ رضی کی رخصتی - شوال ۱ھ
- ۳۳ - جہاد کی فرضیت - ۱۲ صفر ۱ھ
- ۳۴ - واقعہ نخلہ - رجب ۱ھ
- اس میں عمر بن حفص رضی مارا گیا۔ دو قیدی اونٹوں اور اسباب سمید مدینہ منورہ لائے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا۔ غزوہ بدر کا ایک محرک یہ بھی تھا۔
- ۳۵ - اذان کا آغاز - ۱ھ
- ۳۶ - فرضیت زکوٰۃ ۱ھ
- ۳۷ - تحویل قبلہ ۱۵ شعبان ۱ھ
- ۳۸ - فرضیت روزہ رمضان - یکم رمضان ۱ھ
- ۳۹ - معرکہ بدر - ۱۲ رمضان ۱ھ
- ۴۰ - حضرت علی رضی اور فاطمہ رضی کا نکاح ۱ھ - جنگ بدر کے بعد
- ۴۱ - حضرت حفصہ بنت عمر رضی سے نکاح ۱ھ
- ۴۲ - حضرت عثمان رضی اور حضرت ام کلثوم کا نکاح ۱ھ
- ۴۳ - غزوہ احد ۶ شوال بروز اتوار ۱ھ
- ۴۴ - غزوہ بنو نضیر - ربیع الاول ۱ھ
- ۴۵ - غزوہ بدر ثانی - ذی قعدہ ۱ھ لیکن جنگ نہیں ہوئی
- ۴۶ - غزوہ بنو مصطلق ۳ شعبان ۱ھ
- ۴۷ - حضرت جویریہ رضی سے شادی شعبان ۱ھ
- ۴۸ - واقعہ افک (حضرت عائشہ رضی پر بہتان) ۱ھ
- ۴۹ - غزوہ احزاب شوال ۱ھ
- ۵۰ - بنو قریظہ کی سرکوبی - ذوالحجہ ۱ھ



- ۵۱- حضرت زینب بنت جحش سے نکاح - ۲۷ھ
- ۵۲- معاہدہ حدیبیہ - ذی قعدہ ۳ھ
- ۵۳- غزوہ خیبر - محرم ۳ھ
- ۵۴- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح - محرم ۳ھ
- ۵۵- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح - محرم ۳ھ
- ۵۶- غزوہ موتہ - جمادی الاول ۳ھ
- ۵۷- فتح مکہ - مدینہ سے روانگی - ۱۰ رمضان ۳ھ بروز بدھ
- فتح - ۲۰ رمضان ۳ھ
- ۵۸- قیام مکہ - ۹ شوال تک
- ۵۹- غزوہ خین ۱۰-۸ روز بعد ماہ شوال ۳ھ
- ۶۰- محاصرہ طائف - ذی قعدہ - ۲۰-۱۸ روز بعد
- ۶۱- حضرت زینب بنت حضور کا انتقال ۳ھ
- ۶۲- حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ۳ھ
- ۶۳- غزوہ تبوک رجب ۹ھ
- ۶۴- مسجد ضرار جلانے کا واقعہ - تبوک سے واپسی کے بعد
- ۶۵- فرضیت حج ۹ ذوالحجہ ۹ھ
- ۶۶- حجۃ الوداع : مدینہ سے روانگی ۲۶ ذی قعدہ ۹ھ
- مسجد حرام میں داخلہ - ۵ ذوالحجہ
- مکہ سے باہر - ۸ ذوالحجہ
- منیٰ سے عرفہ کو روانگی - ۹ ذوالحجہ بروز جمعہ
- خطبہ حج - ۹ ذوالحجہ بروز جمعہ از دوپہر

خطبہ منیٰ - ۱۰ ذوالحجہ بوقت چاشت بروز ہفتہ

- ۶۷ - مرض وفات کا آغاز - اواخر صفر اللہ  
 ۶۸ - وصال مبارک - یکم ربیع الاول اللہ سوموار بوقت چاشت  
 ۶۹ - تدفین مبارک - ۲ ربیع الاول منگل اور ۳ ربیع الاول بدھ کی درمیانی شب  
 (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں)

## خاندانی معلومات

سلسلہ پدری	سلسلہ مادری
۱- والد ماجد عبداللہ	آمنہ - والدہ ماجدہ
دادا جان عبدالطلب	وصب - نانا جان
پرودا جان ہاشم	عبدمناف - پر نانا جان
عبدمناف	زہرہ
قصی	کلاب

- ۲- چچے : آپ کے نوچچا تھے (۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (۳) ابوطالب رضی اللہ عنہ (۴) ابولہب (۵) زبیر (۶) مقوم (۷) ضار (۸) مغیرہ (۹) عارت
- ۳- پھوپھیاں : آپ کی چھ پھوپھیاں تھیں (۱) حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا (۲) اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا (۳) اروی رضی اللہ عنہا (۴) عاتکہ (۵) برہ (۶) امیمہ
- ۴- بیٹے : آپ کے تین بیٹے تھے (۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت اظہر سے پیدا ہوئے۔ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے تب وصال فرمایا۔

۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما : یہ بیٹے بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کا لقب طاہر و طیب تھا۔ ان کی وفات پر کفار نے آپ کو طعنہ دیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے نام ہو جائیں گے کیونکہ ان کے ہاں زینبہ اولاد نہیں رہی اس پر سورۃ کوثر نازل ہوئی۔

۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ : یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی وفات ایام شیر خواگی میں ہوئی۔ ان کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نمناک دیکھا گیا اور اس دن سورج کو گرہ بن بھی لگا۔

۵۔ بیٹیاں : آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ ابو العاص بن ربیع کے نکاح میں آئیں ان کو اسلام کی خاطر بہت ستایا گیا۔ ان کی ایک صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا۔ یہ بھی مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں۔

۳۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ یہ بھی مکہ میں پیدا ہوئیں اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے

بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذی النورین کہتے ہیں۔

۴۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور محبوبہ بیٹی ہیں

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں۔ ۲۸ سال عمر پائی۔

۶۔ بیویاں (ازواج مطہرات)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ خوش قسمت خواتین کو شرف زوجیت بخشا اور ایک لونڈی کو صحبت سے نوازا۔ ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (۲) ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (۳) ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

(۴) ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (۵) ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (۶) ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

(۷) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (۸) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (۹) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

(۱۰) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (۱۱) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (۱۲) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

اقوال ابن عربین



شاه حمید



پاکستان پبلشرز

جہلم

مُعْتَمُولَاتِ مِصْرَافِ  
مُصْطَفَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



پروفیسر محمد اکرم مدنی